

EnglishKeys Academy's

اسلامیات جماعت نهم

One Stop solution to
A++ in Islamiat

(Complete solution of Surahs, with surah wise question bank)

Written by:

Mr. Muhammad Naeem Haider

M.Phil. English (Gold Medal) M.A. English (Silver Medal), M.A.
TEFL, MA Islamic Studies, MA Urdu, EMI (UK), TEYL(USA)

For regular classes, crash courses, individual classes, and much more, contact at +92 311-1537563, and visit **EnglishKeys Academy** on YouTube for free lectures

Note: This booklet is intellectual property of EnglishKeys Academy. Reuse without permission is prohibited. All rights reserved with EnglishKeys Academy

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA)

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

باب اول

سبق 01: قرآن مجید کا تعارف۔ جمع و حفاظت

قرآن کا معنی اور ماخذ لفظ: لفظ "قرآن" عربی مادہ "قرأ" (Qara'a) سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں "پڑھنا" یا "تلاوت کرنا"۔ اس لیے "قرآن" کا لغوی مطلب ہے "پڑھائی جانے والی چیز" یا "تلاوت"۔ اسے قرآن اس لیے کہا گیا کیونکہ اسے سمجھ کر اور غور و فکر کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری وحی کو یہ نام عطا فرمایا، جو اس کی عظمت اور اس کے ہمیشہ پڑھے جانے کی علامت ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری اور مکمل کتاب ہدایت ہے، جو نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ پر فرشیدہ وحی حضرت جبرائیل کے ذریعے 23 برس کے عرصے میں نازل ہوئی۔ یہ انسان کی روحانی، اخلاقی، معاشرتی، قانونی اور سیاسی زندگی کے ہر پہلو کے لیے مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

"بیشک یہ قرآن اس راستے کی رہنمائی کرتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔" (سورۃ الاسراء، آیت 9)

پچھلی آسمانی کتابوں کے برعکس، جن میں تحریف یا تبدیلی ہو گئی، قرآن کو اس کی اصل زبان — عربی — میں بغیر کسی تبدیلی کے محفوظ رکھا گیا ہے۔ یہ حفاظت اللہ کا وعدہ ہے: بیشک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔" (سورۃ الحجر، آیت 9)

یوں قرآن محض تلاوت کی کتاب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا زندہ معجزہ ہے، جسے دنیا بھر کے لاکھوں مسلمان زبانی یاد کرتے ہیں اور روزانہ تلاوت کرتے ہیں۔

دور نبوی اور خلافت کے زمانے میں قرآن کی جمع و حفاظت

دور نبوی ﷺ میں: قرآن مجید نبی کریم ﷺ پر حالات و ضروریات کے مطابق 23 سال کے عرصے میں آیات اور سورتوں کی شکل میں نازل ہوتا رہا۔ جب بھی وحی نازل ہوتی، نبی ﷺ اسے یاد کر لیتے اور اپنے صحابہ کرام کو پڑھ کر سناتے، جو فوراً اسے یاد کر لیتے۔ حفظ کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ نے آیات کو لکھوانے کا بھی اہتمام فرمایا۔ آپ ﷺ کے کئی کاتب وحی تھے، جن میں حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ اور دیگر شامل تھے۔ وہ وحی کو اس زمانے میں دستیاب مواد پر لکھتے، جیسے پتوں، ہڈیوں، پتھروں اور چمڑے پر۔

نبی ﷺ خود رہنمائی فرماتے کہ ہر نئی آیت کس سورت میں اور کس مقام پر رکھی جائے۔ اس طرح قرآن کی ترتیب اللہ تعالیٰ کے حکم سے طے ہوئی، کسی انسان کی رائے سے نہیں۔ یوں نبی ﷺ کی زندگی میں:

• قرآن مکمل نازل ہو چکا تھا۔

• کئی صحابہ کرام نے اسے زبانی یاد کر لیا تھا۔

• آیات لکھی جا چکی تھیں، اگرچہ ایک کتابی شکل میں بھی جمع نہیں ہوئی تھی۔

دور خلافت ابو بکرؓ میں: نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد 12 ہجری میں جنگ یمامہ کے موقع پر بہت سے حفاظ قرآن شہید ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کو اندیشہ ہوا کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو کہیں قرآن کے بعض حصے بھلا نہ دیے جائیں۔ چنانچہ انہوں نے خلیفہ اول حضرت ابو بکرؓ کو مشورہ دیا کہ قرآن کو ایک مصحف (کتابی شکل) میں جمع کر لیا جائے۔ ابتدا میں حضرت ابو بکرؓ نے تردد کیا، کیونکہ نبی ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں یہ کام نہیں کیا تھا، لیکن بعد میں معاملے کی اہمیت دیکھ کر راضی ہو گئے۔ انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ کو، جو کاتب وحی اور حافظ قرآن دونوں تھے، اس اہم ذمہ داری کے لیے مقرر فرمایا۔ حضرت زیدؓ نے قرآن کے تمام حصے لکھی ہوئی تختیوں، چمڑوں اور صحابہ کرام کی زبانی یادداشت سے جمع کیے اور ہر آیت کی بار بار جانچ

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

پڑتال کی۔ اس طرح ایک مکمل مصحف تیار ہوا جو "مصحف" کہلایا۔ یہ مصحف حضرت ابو بکرؓ کے پاس رہا، ان کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس، اور پھر ان کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے پاس محفوظ کیا گیا۔

دورِ خلافتِ عثمانؓ میں: اسلام جب عرب سے باہر پھیلا تو مختلف علاقوں میں لوگ قرآن کو اپنی اپنی لہجوں (لہجات) کے مطابق پڑھنے لگے۔ اس سے اختلافات پیدا ہونے لگے۔ امت کے اتحاد کو قائم رکھنے کے لیے خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ نے فیصلہ کیا کہ قرآن کے معیاری نسخے تیار کیے جائیں۔ انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی، جس نے حضرت حفصہؓ کے پاس محفوظ مصحف سے نقل تیار کی۔ کئی مستند نسخے تیار کیے گئے اور مکہ، بصرہ، کوفہ اور دمشق جیسے بڑے شہروں کو بھیجے گئے۔ اس کے بعد دوسرے غیر مستند نسخے ختم کر دیے گئے تاکہ کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔ یہ تاریخی اقدام امتِ مسلمہ کے لیے قرآن کی یکسانیت اور حفاظت کی ضمانت بن گیا۔ اُس وقت سے آج تک قرآن ایک ہی لفظ، ایک ہی ترتیب اور ایک ہی شکل میں باقی ہے۔

خلاصہ: قرآن مجید کی جمع و حفاظت انسانی تاریخ کا سب سے عظیم کارنامہ ہے۔ پچھلی آسمانی کتابوں کے برعکس، قرآن 1400 سال سے زائد عرصے سے اپنی اصل حالت میں محفوظ ہے۔ اس کی حفاظت انسانی کوشش کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے اپنے وعدے کی تکمیل ہے۔ نزولِ قرآن سے لے کر آج تک، لاکھوں مسلمان اسے یاد کرتے، پڑھتے اور اپنی زندگیوں میں اس پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن کی یہ کامل حفاظت اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ واقعی اللہ کا کلام ہے، جو قیامت تک تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

کثیر الامتخانی سوالات

#	سوال	الف (A)	ب (B)	ج (C)	د (D)	جواب
1	لفظ قرآن کس عربی مادے سے نکلا ہے؟	لکھنا	پڑھنا	بولنا	سننا	ب
2	قرآن کتنے سال میں نازل ہوا؟	10	20	23	25	ج
3	قرآن نبی ﷺ پر کس فرشتے کے ذریعے نازل ہوا؟	اسرائیلؑ	حضرت میکائیلؑ	جبرائیلؑ	حضرت مالکؑ	ج
4	قرآن کس زبان میں نازل ہوا؟	عبرانی	فارسی	عربی	سریانی	ج
5	قرآن اللہ کی آخری وحی کس نبی پر نازل ہوئی؟	تمام انبیاء	حضرت موسیٰؑ	حضرت عیسیٰؑ	محمد ﷺ	د
6	نبی ﷺ کی نبوت کی مدت کتنی تھی؟	10	13	23	25	ج
7	سب سے پہلے قرآن کو کتابی شکل میں۔۔ نے جمع کیا؟	عمرؓ	عثمانؓ	ابو بکرؓ	علیؓ	ج
8	جنگِ یمامہ کب ہوئی؟	10 ہجری	11 ہجری	12 ہجری	13 ہجری	ج
9	نبی ﷺ کے بعد قرآن جمع کرنے کی وجہ کیا تھی؟	اسلام کا پھیلاؤ	حفاظت کی شہادت	لہجوں کا فرق	تحریری انداز	ب
10	ابو بکرؓ کو قرآن جمع کرنے کا مشورہ کس نے دیا؟	علیؓ	عمرؓ	عثمانؓ	زیدؓ	ب
11	قرآن جمع کرنے کے لیے کس کو مقرر کیا گیا؟	علیؓ	بلالؓ	زید بن ثابتؓ	ابو ہریرہؓ	ج
12	قرآن کے پہلے مجموعے کو کیا کہا گیا؟	مصحف	کتاب	وحی	مشکل	الف
13	پہلا مصحف کس کے پاس محفوظ رہا؟	حفصہؓ	فاطمہؓ	عائشہؓ	زینبؓ	الف
14	حضرت عثمانؓ نے مصاحف کہاں بھیجے؟	چھوٹے قصبے	بڑے شہر	دیہات	مدارس	ب

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

15	عثمانؓ کے دور میں قرآن کے نسخے تیار کرنے کا مقصد تھا؟	خوبصورتی	امت کا اتحاد	اندازِ تحریر بدلنا	ترجمہ	ب
16	آج قرآن کس شکل میں محفوظ ہے؟	تراجم	زبانی و تحریری دونوں	صرف آڈیو	صرف ڈیجیٹل	ب
17	قرآن کی حفاظت کا وعدہ کس سورہ میں ہے؟	البقرہ	الحجر	الناس	الفاتحہ	ب
18	قرآن کس چیز کی رہنمائی کرتا ہے؟	غلط	بہترین و درست	سخت	الجحش	ب
19	وحی لکھنے والے کون تھے؟	شاعر	عالم	صحابہ کرامؓ	تاجر	ج
20	قرآن کی حفاظت کیا ہے؟	اتفاق	الہی وعدہ	حادثہ	اندازہ	ب

مختصر سوالات

1. لفظ "قرآن" کا لغوی معنی کیا ہے؟
جواب: قرآن کے معنی ہیں "پڑھنا" یا "تلاوت کرنا"۔
2. قرآن کتنے سال میں نازل ہوا؟
جواب: قرآن 23 سال کے عرصے میں نازل ہوا۔
3. نبی ﷺ کے وصال کے بعد قرآن جمع کرنا کیوں ضروری ہوا؟
جواب: کیونکہ جنگوں میں کئی حفاظ قرآن شہید ہو گئے تھے، اور اندیشہ تھا کہ قرآن کے کچھ حصے بھول نہ جائیں۔
4. حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں قرآن جمع کرنے کی ذمہ داری کس کو دی گئی؟
جواب: حضرت زید بن ثابتؓ کو۔
5. قرآن کے معیاری نسخے کس کے دور میں تیار کیے گئے؟
جواب: حضرت عثمانؓ کے دور میں۔

تفصیلی سوالات

1. قرآن کا معنی اور اہمیت بطورِ آخری الہامی کتاب بیان کریں۔
لفظ "قرآن" عربی مادہ "قرأ" سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں "پڑھنا" یا "تلاوت کرنا"۔ اس لیے قرآن کا مطلب ہے "پڑھی جانے والی چیز"۔ قرآن کو قرآن اس لیے کہا گیا کہ اسے بار بار سمجھ کر پڑھا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو نبی محمد ﷺ پر حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے نازل ہوئی۔ 23 برس کے دوران اس میں زندگی کے ہر پہلو—ایمان، عبادت، اخلاق، قانون، اور معاشرت—کے بارے میں مکمل رہنمائی دی گئی۔ قرآن عام کتاب نہیں بلکہ الہی پیغام ہے جو حق و باطل میں فرق واضح کرتا ہے۔ یہ انسان کے لیے مکمل نظام زندگی ہے جو انصاف، امن، رحمت اور بھائی چارے کے اصول بیان کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"بیشک یہ قرآن اس راستے کی رہنمائی کرتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔" (سورۃ الاسراء، آیت 9)

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

قرآن منفرد ہے کیونکہ اسے بغیر کسی تبدیلی کے محفوظ رکھا گیا ہے۔ اللہ نے خود فرمایا:

"بیشک ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔" (سورۃ الحجر، آیت 9)

یہ وعدہ قرآن کو دنیا کی واحد محفوظ الہامی کتاب بناتا ہے۔ یہ نبی ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ ہے، جو علم اور الفاظ کا ایسا کرشمہ ہے جس کی مثال نہیں۔ دنیا بھر کے مسلمان اسے نمازوں میں پڑھتے ہیں، یاد کرتے ہیں اور اس کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ قرآن ایک زندہ اور ابدی پیغام ہے جو انسان کو امن، کامیابی اور اللہ کی رضا کی طرف لے جاتا ہے۔

2. حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عثمانؓ کے دور میں قرآن کی جمع و حفاظت کی تفصیل بیان کریں۔

قرآن مجید کی جمع و حفاظت اسلامی تاریخ کا عظیم ترین کارنامہ ہے۔ نبی ﷺ کے زمانے میں قرآن 23 سال میں آہستہ آہستہ نازل ہوا۔ آپ ﷺ وحی کو یاد کرتے اور صحابہ کرامؓ کو حفظ کرواتے اور لکھواتے۔ حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابی بن کعبؓ اور دیگر کاتبین آیات کو مختلف اشیاء پر لکھتے، اور نبی ﷺ ہر آیت کی ترتیب خود بتاتے۔

نبی ﷺ کے وصال کے بعد جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظ شہید ہوئے۔ حضرت عمرؓ کو اندیشہ ہوا کہ اگر ایسا جاری رہا تو قرآن کے کچھ حصے ضائع ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کو مشورہ دیا کہ قرآن کو ایک کتاب میں جمع کر لیا جائے۔ ابتدا میں حضرت ابو بکرؓ نے تردد کیا لیکن بعد میں راضی ہو گئے اور حضرت زید بن ثابتؓ کو یہ ذمہ داری سونپی۔ حضرت زیدؓ نے آیات کو تحریر اور حافظوں کی یادداشت سے جمع کیا اور ہر آیت کی بار بار تصدیق کی۔ یہ مصحف حضرت ابو بکرؓ کے پاس رہا، پھر حضرت عمرؓ کے پاس، اور بعد میں حضرت حفصہؓ کے پاس محفوظ ہوا۔

بعد ازاں حضرت عثمانؓ کے دور میں جب اسلام مختلف علاقوں تک پھیل گیا تو لوگوں نے قرآن کو مختلف لہجوں میں پڑھنا شروع کیا۔ حضرت عثمانؓ نے امت کے اتحاد کے لیے حضرت زیدؓ کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی، جس نے حضرت حفصہؓ کے مصحف سے معیاری نسخے تیار کیے۔ یہ نسخے بڑے شہروں جیسے مکہ، بصرہ، کوفہ اور دمشق بھیجے گئے، اور باقی تمام غیر مستند نسخے تلف کر دیے گئے تاکہ اختلاف ختم ہو جائے۔ یوں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عثمانؓ کے اقدامات سے قرآن ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا۔ یہ حفاظت قرآن کا زندہ معجزہ ہے، جو اللہ کے وعدے "ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں" کی عملی تعبیر ہے۔ آج کا قرآن ویسا ہی ہے جیسا 1400 سال پہلے نازل ہوا تھا۔ ایک حرف تک بغیر کسی تبدیلی کے۔

سبق نمبر 02: احادیث کی تدوین اور حفاظت

پہلا دور: عہد نبوی ﷺ اور صحابہ کرام کا زمانہ

1. حدیث کی تعریف اور اقسام

تعریف: لفظ "حدیث" کے معنی "کلام" یا "خبر" کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں "حدیث" سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال، اعمال کی منظوری اور آپ کی صفات کا بیان ہے۔ قرآن مجید کے بعد حدیث اسلام کا دوسرا بڑا ماخذ شریعت ہے۔ حدیث قرآن کے احکام کی وضاحت، تشریح اور عملی مثالیں پیش کرتی ہے۔

حدیث کی اقسام:

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

1. قولی حدیث: وہ باتیں جو رسول اللہ ﷺ نے خود ارشاد فرمائیں۔
مثال: "اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔" (بخاری)
2. فعلی حدیث: وہ اعمال جو نبی ﷺ نے خود انجام دیے اور صحابہ نے ان کو دیکھا اور اپنایا۔
مثال: نبی کریم ﷺ کا نماز ادا کرنے کا طریقہ۔
3. تقریری حدیث: وہ اعمال جو صحابہ نے کیے اور نبی ﷺ نے انہیں دیکھ کر یا سن کر خاموشی یا خوشی کے ساتھ منظور فرمایا۔
4. حدیث قدسی: وہ باتیں جو اللہ کا فرمان ہیں لیکن قرآن کا حصہ نہیں ہیں
زندگی میں حدیث کا کردار: حدیث مسلمانوں کی زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید بنیادی اصول بیان کرتا ہے جبکہ حدیث ان اصولوں کی تفصیل اور وضاحت فراہم کرتی ہے۔
• قرآن کی وضاحت: نبی کریم ﷺ نے نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے عملی طریقے سکھائے۔
• عملی نمونہ: نبی ﷺ کی ذات اسلام کا زندہ نمونہ تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔" (سورۃ الاحزاب 21:33)
• اخلاقی و روحانی رہنمائی: حدیث ہمیں اچھے اخلاق، دیانت، صبر، اور رحمت سکھاتی ہے۔
• قانونی بنیاد: اسلامی شریعت قرآن و حدیث دونوں پر قائم ہے۔
اگر حدیث نہ ہوتی تو مسلمان نماز، روزہ، نکاح، تجارت اور عدل کے تفصیلی احکام نہ جان پاتے۔ لہذا نبی ﷺ کی سنت پر چلنے کے لیے حدیث بنیادی رہنمائی کا ذریعہ ہے۔
عہد نبوی ﷺ میں حدیث کی حفاظت: نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہی صحابہ کرام آپ کے ارشادات و اعمال پر گہری نظر رکھتے تھے۔ وہ انہیں یاد بھی کرتے اور کبھی کبھی لکھ بھی لیتے۔
الف) زبانی حفاظت: عرب لوگ غیر معمولی حافظے کے مالک تھے۔ بہت سے صحابہ حدیث کو لفظ بہ لفظ یاد کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے انہیں اپنی باتیں یاد رکھنے اور دوسروں تک پہنچانے کی ترغیب دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
"اللہ اس شخص کے چہرے کو روشن کرے جو میری بات سنے، یاد کرے اور دوسروں تک پہنچائے۔" (ترمذی)
ب) تحریری حفاظت: اگرچہ قرآن مجید لکھنے پر زیادہ توجہ دی جاتی تھی، لیکن بعض صحابہ نے نبی ﷺ کی اجازت سے احادیث بھی لکھی تھیں۔
• بادشاہوں کو خطوط: نبی ﷺ نے قیصر روم (ہرقل)، کسریٰ (ایران) اور نجاشی (حبشہ) جیسے بادشاہوں کو خطوط لکھے، جن میں آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت دی۔
• ذاتی نوٹ: کچھ صحابہ نے اپنی ذاتی کتابچوں میں احادیث درج کیں۔
حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے نبی ﷺ کی اجازت سے "الصحیفۃ الصادقہ" نامی کتاب میں احادیث لکھی تھیں۔
نبی ﷺ نے جھوٹی روایت سے سختی سے منع فرمایا: جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے (بخاری)
یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں ہی حدیث کی حفاظت زبانی اور تحریری دونوں انداز میں شروع ہو گئی تھی۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

عہد صحابہ میں حدیث کی حفاظت: نبی ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام نے آپ کے ارشادات و اعمال کی حفاظت کے لیے غیر معمولی محنت کی۔
 الف) ذاتی مجموعے: کئی صحابہ کے پاس اپنے ذاتی نوٹ اور احادیث کے مجموعے موجود تھے۔ وہ ایک حدیث کی تصدیق کے لیے طویل سفر کرتے۔
 • حضرت ابو ہریرہؓ نے ہزاروں احادیث یاد کیں اور انہیں تعلیم و تبلیغ کے لیے وقف کر دیا۔
 • حضرت انس بن مالکؓ، عائشہؓ، ابن عمرؓ، عبد اللہ بن عباسؓ بھی حدیث کے بڑے راوی تھے۔
 • وہ قرآن و حدیث کو ایک ساتھ لکھنے سے گریز کرتے تاکہ کوئی مغالطہ نہ ہو۔

ب) تحقیق و احتیاط: صحابہ روایت کرتے وقت بہت محتاط تھے۔ وہ ہر حدیث کے راویوں کا سلسلہ (سند) جانچتے تھے اور جھوٹی بات نبی ﷺ سے منسوب کرنے سے ڈرتے تھے۔

ج) تعلیم و ترسیل: حدیث کی تعلیم مساجد اور اجتماعات میں دی جاتی تھی۔ صحابہ کی دیانت، محبت رسول ﷺ اور احتیاط نے حدیث کی صحت کو اگلی نسلوں تک محفوظ رکھا۔

عہد تابعین میں حدیث کی حفاظت: صحابہ کے بعد آنے والی نسل کو تابعین کہا جاتا ہے۔ انہوں نے بھی حدیث کی حفاظت کا سلسلہ نہایت ذمہ داری سے جاری رکھا۔

الف) خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ: انہوں نے پہلی مرتبہ باقاعدہ طور پر 100 ہجری کے قریب احادیث کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے علمائے کرام اور گورنروں کو ہدایت کی کہ صحابہ و تابعین کی احادیث کو تحریر میں محفوظ کر لیا جائے تاکہ وہ ضائع نہ ہوں۔

ب) امام مالکؓ: امام مالکؓ نے مشہور کتاب "الموطأ" مرتب کی، جس میں احادیث کے ساتھ صحابہ کے اقوال بھی شامل تھے۔ یہ احادیث کے قدیم ترین مجموعوں میں سے ایک ہے۔

ج) صحاح ستہ: چھ معتبر مجموعے: امام مالکؓ کے بعد کئی عظیم محدثین نے اپنی زندگیاں احادیث کے جمع و تحقیق میں صرف کر دیں۔ سب سے مشہور مجموعے "صحاح ستہ" کہلاتے ہیں:

1. صحیح البخاری
2. صحیح مسلم
3. سنن ابی داؤد
4. سنن الترمذی
5. سنن النسائی
6. سنن ابن ماجہ

یہ کتابیں احادیث کے سب سے معتبر ذرائع ہیں اور پوری دنیا کے مسلمان ان پر اعتماد کرتے ہیں۔

کثیر الانتخابی سوالات

#	سوال	الف	ب	ج	د	جواب
1	لفظ "حدیث" کے معنی ہیں:	لکھائی	کلام	قانون	ریکارڈ	ب

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

2	حدیث سے مراد ہے:	صحابہ کے اقوال و اعمال	نبی ﷺ کے اقوال و اعمال	حکمرانوں کے اقوال	تاریخی واقعات	ب
3	حدیث کی کتنی بنیادی اقسام ہیں؟	دو	تین	چار	پانچ	ج
4	قولی حدیث کا مطلب ہے:	نبی ﷺ کے اقوال	نبی ﷺ کے اعمال	نبی ﷺ کی منظوری	نبی ﷺ کی صفات	الف
5	فعلی حدیث سے مراد ہے:	نبی ﷺ کے اقوال	نبی ﷺ کے اعمال	نبی ﷺ کی منظوری	نبی ﷺ کی تعلیمات	ب
6	"اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے" کس نے فرمایا؟	ابو ہریرہؓ	نبی محمد ﷺ	امام بخاری	عمر بن خطابؓ	ب
7	قرآن مجید عمومی اصول دیتا ہے جبکہ حدیث دیتی ہے:	ترجمہ	وضاحت	سزا	قصے	ب
8	نبی ﷺ نے صحابہ کو کیا کرنے کی ترغیب دی؟	حدیث یاد کر کے آگے پہنچانے کی	حدیث چھپانے کی	حدیث بدلنے کی	حدیث نظر انداز کرنے کی	الف
9	"الصحیفۃ الصادقہ" کس نے لکھی؟	ابو ہریرہؓ	ابن عمرؓ	عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ	انس بن مالکؓ	ج
10	نبی ﷺ نے بادشاہوں کو خطوط کیوں لکھے؟	حدیث جمع کرنے کے لیے	اسلام کی دعوت دینے کے لیے	مدد مانگنے کے لیے	تجارت کے لیے	ب
11	صحابہ نے حدیث کو کس کے ساتھ ملانے سے گریز کیا؟	تاریخ	قرآن	فقہ	کوئی نہیں	ب
12	ابو ہریرہؓ کس وجہ سے مشہور ہیں؟	قرآن لکھنے کے لیے	حدیث بیان کرنے کے لیے	قرآن ترجمہ کرنے کے لیے	شاعری کے لیے	ب
13	احادیث کے باضابطہ جمع کرنے کا حکم کس نے دیا؟	امام بخاری	عمر بن عبدالعزیزؓ	امام مالک	امام مسلم	ب
14	"الموطأ" کتاب کے مصنف کون ہیں؟	امام شافعی	امام مالک	امام احمد	امام بخاری	ب
15	"صحاح ستہ" کا مطلب ہے:	چھ سچے لوگ	چھ معتبر کتابیں	چھ صحابہ	چھ حکمران	ب
16	سب سے معتبر حدیث کی کتاب ہے:	صحیح بخاری	سنن ابی داؤد	الموطأ	ابن ماجہ	الف

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

17	امام بخاری کا تعلق کہاں سے تھا؟	مدینہ	بخارا	بغداد	مکہ	ب
18	تابعین کون تھے؟	نبی ﷺ کے صحابہ	صحابہ کے شاگرد	بعد کے علما	کوئی نہیں	ب
19	نبی ﷺ نے کس چیز سے سختی سے منع فرمایا؟	حدیث یاد کرنے سے	حدیث لکھنے سے	جھوٹ بولنے سے	حدیث سکھانے سے	ج
20	حدیث مسلمانوں کی مدد کرتی ہے:	نبی ﷺ کی زندگی کو سمجھنے میں	قرآن کو نظر انداز کرنے میں	شریعت بدلنے میں	کوئی نہیں	الف

مختصر سوالات

1. حدیث کیا ہے؟
حدیث نبی کریم ﷺ کے اقوال، اعمال، اور منظوریوں کا مجموعہ ہے جو دینی و اخلاقی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔
2. حدیث کی چار اقسام بتائیں۔
قولی (اقوال)، فعلی (اعمال)، تقریری (منظوری)، صفاتی (صفات کا بیان)۔
3. پہلی ذاتی حدیثی کتاب کس نے لکھی؟
حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے "الصحیفۃ الصادقہ" نبی ﷺ کی اجازت سے لکھی۔
4. حدیث کو باضابطہ طور پر جمع کرنے کا حکم کس نے دیا؟
خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ نے تقریباً 100 ہجری میں احادیث کے جمع کرنے کا حکم دیا۔
5. صحاح ستہ کیا ہیں؟
احادیث کے چھ معتبر مجموعے جو امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے مرتب کیے۔

تفصیلی سوالات

- سوال 1: نبی کریم ﷺ کی زندگی میں احادیث کی حفاظت کیسے ہوئی؟
جواب: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں احادیث کی حفاظت زبانی اور تحریری دونوں طریقوں سے کی گئی۔ صحابہ کرام نبی ﷺ کے اقوال و اعمال کو بڑی محبت اور احتیاط سے یاد کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ اس شخص کے چہرے کو روشن کرے جو میری بات سنے، یاد کرے اور دوسروں تک پہنچائے۔" (ترمذی)
- بعض صحابہ جیسے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے نبی ﷺ کی اجازت سے "الصحیفۃ الصادقہ" نامی کتاب میں احادیث لکھی۔ نبی ﷺ نے بادشاہوں جیسے ہرقل اور نجاشی کو خطوط بھیجے، جن میں آپ ﷺ کی تعلیمات شامل تھیں۔ صحابہ ان احادیث کو محافل میں دہراتے اور دوسروں کو سکھاتے تاکہ یہ علم آگے منتقل ہو۔ نبی ﷺ نے جھوٹ منسوب کرنے سے سختی سے منع فرمایا، جس نے احادیث کی صحت کو ابتدائی زمانے سے ہی محفوظ بنادیا۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

سوال 2: نبی ﷺ کے بعد صحابہ اور تابعین نے احادیث کی حفاظت کیسے کی؟

جواب: نبی ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام نے پوری ذمہ داری سے احادیث کی حفاظت کا سلسلہ جاری رکھا۔ انہوں نے ہزاروں احادیث یاد کیں اور تحریری طور پر بھی محفوظ کیں۔ ابو ہریرہؓ، عائشہؓ، انس بن مالکؓ، اور ابن عباسؓ جیسے صحابہ نے اپنے شاگردوں کو حدیثیں سکھائیں۔ وہ ایک حدیث کی تصدیق کے لیے طویل سفر کرتے اور روایت کے سلسلے کی تحقیق کرتے۔

تابعین کے دور میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ نے احادیث کو باضابطہ طور پر جمع کرنے کا حکم دیا۔ امام مالکؒ نے "الموطا" مرتب کی۔ بعد میں امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور دیگر محدثین نے "صحاح ستہ" جیسی معتبر کتابیں تصنیف کیں۔ اس طرح نسل در نسل مسلمانوں نے نبی ﷺ کے ارشادات کو اصل شکل میں محفوظ رکھا، جو آج تک امت مسلمہ کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

سبق نمبر 03: احادیث نبوی ﷺ

1

اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخَيْرُهُمْ حَيَاتُهُمْ لِنِسَائِهِمْ

ترجمہ: ایمان کے اعتبار سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو، اور تم میں سب سے اچھے وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ بہترین برتاؤ کریں۔

مفہوم: یہ حدیث بتاتی ہے کہ ایمان کی کمالیت (پختگی) براہ راست اچھے کردار سے منسلک ہے۔ کسی مومن کی نیکی کا اندازہ صرف ظاہری عبادات یا رسمی اعمال سے نہیں لگایا جاتا، بلکہ اس کا معیار اس کے اخلاق اور دوسروں کے ساتھ برتاؤ سے طے ہوتا ہے۔ حدیث خاص طور پر یہ بتاتی ہے کہ حقیقی نیکی اور پرہیزگاری گھر کے اندر ظاہر ہوتی ہے، خصوصاً اس میں کہ ایک مرد اپنی بیوی کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے۔ بیوی کے ساتھ نرمی، صبر، احترام اور انصاف ایمان کی مضبوطی اور اعلیٰ کردار کی علامت ہیں۔

وضاحت اور حوالہ: یہ حدیث یہ ظاہر کرتی ہے کہ اچھے کردار (حسن اخلاق) پر ایمان کی بنیاد قائم ہے، اور اس کے بغیر ایمان نامکمل رہتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہترین مومن وہ ہیں جو ذاتی زندگی میں بہترین اخلاق دکھائیں، کیونکہ ذاتی زندگی میں نیت اور خلوص سب سے زیادہ آزمایا جاتا ہے۔ ایک شخص عوام میں پرہیزگار نظر آسکتا ہے، لیکن اگر وہ گھر میں سختی، ناانصافی یا بے ادبی کا مظاہرہ کرے، تو اس کے ایمان کی مضبوطی پر سوال اٹھتا ہے۔ حقیقی کمال کا معیار گھر میں اخلاقی برتاؤ ہے، خاص طور پر بیوی کے ساتھ، جو محبت اور عزت کی سب سے زیادہ مستحق ہے۔ اسلام نے خواتین کے مقام کو بلند کیا، اور نبی ﷺ نے اپنی مثال سے یہ دکھایا کہ بیوی کے ساتھ نرمی اور انصاف اعلیٰ اخلاق اور روحانی پختگی کی علامت ہے۔ لہذا توہین آمیز، گستاخ یا ظلم کرنے والا رویہ ایمان کی روح کے خلاف ہے۔

عملی زندگی میں اطلاق: اس حدیث کو موجودہ زندگی میں مندرجہ ذیل طریقوں سے اپنایا جاسکتا ہے:

1. اخلاقی برتاؤ:

- غصہ یا سخت زبان کی بجائے مہذب اور عزت بھری زبان استعمال کرنا
- اختلافات میں صبر اور جذبات پر قابو پانا

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

○ بیوی کی کوششوں کی قدر اور شکرگزاری ظاہر کرنا

2. ذمہ داری اور تعاون:

○ جذباتی، مالی اور سماجی ذمہ داریوں کو منصفانہ طور پر پورا کرنا

○ ضرورت کے مطابق گھریلو کاموں میں تعاون کرنا

○ بیوی کی رائے کی قدر کرنا اور اہم فیصلوں میں شامل کرنا

3. مثبت خاندانی ماحول:

○ جھگڑوں کو عزت کے ساتھ اور پرائیویسی میں حل کرنا

○ بے عزتی، تنقید یا زیادتی سے گریز کرنا

○ محبت، شفقت اور اخلاقی حمایت فراہم کرنا

نتیجہ: یہ حدیث یہ ثابت کرتی ہے کہ حقیقی دینی تقویٰ اچھے اخلاق میں ظاہر ہوتا ہے، اور ان اخلاقیات کی سب سے اعلیٰ مثال بیوی کے ساتھ برتاؤ ہے۔ ایک مرد کا اصل کردار گھر میں ظاہر ہوتا ہے، اور مکمل ایمان کی پیمائش گھر میں نرمی اور محبت سے ہوتی ہے۔ اس لیے روحانی کمال حاصل کرنے کے لیے مؤمن کو ازدواجی تعلقات میں نیک اخلاق، عزت اور احترام پیدا کرنا ضروری ہے۔

2

مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا

ترجمہ: جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا حق نہیں پہچانتا، وہ ہم میں سے نہیں۔

مفہوم: یہ حدیث اس بات پر زور دیتی ہے کہ بچوں کے ساتھ رحم دلی اور بزرگوں کا احترام ایک سچے مسلمان معاشرے کی بنیادی خصوصیات ہیں۔ جو مومن نوجوان نسل کے ساتھ نرمی نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت و حقوق کا خیال نہیں رکھتا، وہ اسلام کی اخلاقی اور معاشرتی تعلیمات کے خلاف عمل کر رہا ہے۔ ایسا رویہ بھائی چارے اور انسانیت کی روح کے برعکس ہے، اور جو شخص یہ خصوصیات نہیں رکھتا اسے حقیقت میں حضرت محمد ﷺ کے پیروکار نہیں کہا جاسکتا۔

تشریح اور حوالے کے ساتھ: یہ حدیث اسلامی معاشرتی اخلاق کے دو اہم ستونوں پر روشنی ڈالتی ہے: رحم دلی اور احترام۔ اسلام ایک متوازن اور محبت بھری معاشرت کی تعلیم دیتا ہے جہاں ہر فرد کو اس کی عمر اور مقام کے مطابق عزت دی جاتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اسلامی معاشرے کی پہچان بچوں کے ساتھ نرمی اور محبت، ہدایت، اچھی تربیت اور حفاظت میں ہے، اور بزرگوں کے ساتھ ادب، اطاعت، تعاون، عاجزی اور ان کے تجربے و حکمت کی قدر کرنے میں ہے۔ لفظ ”فَلَيْسَ مِنَّا“ کا مطلب دین سے خارج کرنا نہیں بلکہ یہ بتاتا ہے کہ ایسا شخص نبی ﷺ کے اخلاق اور تعلیمات پر عمل نہیں کر رہا۔ ایک معاشرہ جس میں رحم دلی اور احترام نہ ہو، روحانی طور پر کمزور اور معاشرتی طور پر خراب ہو جاتا ہے۔

عملی زندگی میں اطلاق:

1. نوجوانوں کے ساتھ برتاؤ میں:

○ نرمی سے بات کرنا اور سختی یا توہین سے بچنا

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

- تعلیم، نشوونما اور جذباتی ضروریات میں مدد کرنا
- غلطیوں کی اصلاح محبت اور نرمی سے کرنا
- انہیں ظلم، لاپرواہی اور ذلت سے بچانا

2. بزرگوں کے ساتھ برتاؤ میں:

- ادب کے ساتھ سلام کرنا اور انہیں ترجیح دینا
- ان کی نصیحت سننا اور تجربات کی قدر کرنا
- والدین، دادا دادی اور دیگر بزرگ رشتہ داروں کی دیکھ بھال کرنا
- جسمانی، جذباتی اور مالی مدد فراہم کرنا
- بحث، بے ادبی یا اونچی آواز سے بچنا

3. معاشرے میں:

- ایسے ماحول کی تخلیق جیسے اسکول، مساجد اور کمیونٹیز جہاں عزت اور دیکھ بھال ہو
- نوجوانوں کو بڑوں کی خدمت کرنے اور ان سے سیکھنے کی ترغیب دینا
- بزرگ شہریوں کے لیے معاونت کے نظام قائم کرنا

نتیجہ: یہ حدیث سکھاتی ہے کہ ایک سچا مسلمان معاشرہ رحم دلی اور احترام پر قائم ہوتا ہے۔ معاشرے کی مضبوطی بچوں کے ساتھ محبت بھرا ہنمائی کرنے اور بزرگوں کے ساتھ عزت و احترام کے برتاؤ میں ہے۔ اگر یہ اقدار موجود نہ ہوں تو ایمان خالی اور معاشرتی تعلقات کمزور ہو جاتے ہیں۔ لہذا، نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کے لیے ہر مسلمان کو خاندان اور معاشرے میں رحم دلی، عاجزی اور خدمت پیدا کرنی چاہیے۔

3

أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ وَأَجْمَلُوا فِي الطَّلَبِ فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوتَ حَتَّى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَجْمَلُوا فِي الطَّلَبِ حُدُّوا مَا حَلَ وَدَعُوا مَا حَرَّمَ

ترجمہ: اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور رزق حاصل کرنے میں اچھا طریقہ اختیار کرو، کیونکہ کوئی جان اس وقت تک نہیں مرے گی جب تک اپنا مقرر رزق پورا نہ کر لے، چاہے وہ رزق اس کے پاس دیر سے ہی کیوں نہ آئے۔ لہذا اللہ سے ڈرو اور رزق طلب کرنے میں اچھا طریقہ اختیار کرو۔ حلال لو اور حرام چھوڑ دو۔

مفہوم: یہ حدیث اس بات پر زور دیتی ہے کہ روزی ہمیشہ حلال ذرائع سے حاصل کی جائے اور اللہ کی خوف و رضا (تقویٰ) کے ساتھ کمائی کی جائے۔ رزق پہلے ہی اللہ کے حکم سے مقرر ہے اور انسان کو وقت اور حالات سے قطع نظر پوری مقدار میں مل جائے گا۔ اس لیے غربت کے خوف یا بے صبری میں حرام کمائی کی طرف دوڑنا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ ایک سچا مومن صبر، رضا اور ایمان داری کے ساتھ حلال کو حرام پر ترجیح دیتا ہے، چاہے حلال راستہ سست یا مشکل لگے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

تشریح اور حوالہ: یہ حدیث اسلامی اقتصادی اصولوں کے دو اہم پہلو سکھاتی ہے:

1. اللہ کے حکم پر مکمل بھروسہ: رزق اللہ کی طرف سے مقرر اور ضمانت شدہ ہے۔ کوئی بھی اسے اس سے زیادہ یا کم نہیں کر سکتا جو لکھا گیا ہے۔ اس لیے فکر، لالچ یا بے چینی انسان کو حرام ذرائع کی طرف نہیں لے جانی چاہیے۔
 2. حلال کمائی کی اخلاقی ذمہ داری: نبی ﷺ نے فرمایا کہ روزی "بِإِثْمَالِ الظَّلْبِ" یعنی سب سے بہترین اور شرافت والے طریقے سے حاصل کی جائے۔ اس کا مطلب ہے ایمانداری، صاف گوئی، عدل اور پاکیزگی کے ساتھ کمائی کرنا۔ دھوکہ، رشوت، سود، چوری، دھوکہ دہی، بد عنوانی اور استحصال اسلامی اقدار کی خلاف ورزی ہیں۔ سچے مومن دنیاوی فائدے پر اللہ کی فرمانبرداری کو ترجیح دیتے ہیں۔ "اتَّقُوا اللَّهَ" کی تکرار تقویٰ کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے کیونکہ بغیر روحانی شعور کے معاشی دباؤ اخلاقی زوال کی طرف لے جاتے ہیں۔
- اسلام سکھاتا ہے کہ حلال کمائی میں برکت ہوتی ہے جبکہ حرام دولت روحانی نقصان، سماجی مصائب اور قیامت کے دن حساب کا سبب بنتی ہے۔
- حقیقی زندگی میں اطلاق:

1. ذاتی کمائی میں:

- ایسے پیشے اور کاروبار کا انتخاب جو حلال ہوں
- رشوت، سود، دھوکہ، ٹیکس چوری اور دھوکہ دہی سے گریز
- تول، ناپ، تنخواہوں اور معاہدوں میں انصاف
- وعدہ شدہ کام ایمانداری اور ذمہ داری کے ساتھ انجام دینا

2. کام کی جگہ پر معاملات میں:

- بد عنوانی اور اختیار کے غلط استعمال سے بچنا
- ملازمین اور صارفین کے ساتھ عدل و انصاف
- مالی ریکارڈز میں شفافیت
- کاروباری فیصلوں میں لالچ اور بے صبری سے بچنا

3. روزمرہ رویے میں:

- اس بات پر بھروسہ کرنا کہ اللہ رزق دے گا اور تاخیر پر پریشان نہ ہونا
- مالی مشکلات میں صبر کا مظاہرہ
- اللہ کی دی ہوئی نعمت سے راضی رہنا
- ایسے مواقع سے پرہیز جو دینی اقدار کے خلاف ہوں

نتیجہ: یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ حلال کمائی کا راستہ ایمان اور کردار کا امتحان ہے۔ اللہ ہر جان کے لیے رزق کا وعدہ کر چکا ہے، اس لیے مسلمان حرام دولت سے بچیں اور رزق کی حلال اور باعزت کمائی کریں، تقویٰ اور صبر کے ساتھ۔ ایک مومن کی کامیابی دولت کی مقدار سے نہیں بلکہ اس کی پاکیزگی

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

اور برکت سے پائی جاتی ہے۔ اسلام ایک ایسا اقتصادی نظام قائم کرتا ہے جو ایمانداری، بھروسے اور ذمہ داری پر مبنی ہے، جس سے روحانی سکون اور سماجی سالمیت حاصل ہوتی ہے۔

4

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبَسِّطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحْمَهُ

ترجمہ: جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر میں برکت ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

مفہوم: یہ حدیث اسلام میں خاندان کے رشتوں کو مضبوط رکھنے (صلہ رحمی) کی بڑی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ یہ سکھاتی ہے کہ رشتوں کو مضبوط کرنا صرف اخلاقی یا معاشرتی ذمہ داری نہیں بلکہ دنیاوی فوائد حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہے، جیسے رزق میں برکت اور زندگی میں خوشحالی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی زندگی اور مال میں برکت دیتا ہے جو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ محبت، تعاون اور احترام کے ساتھ پیش آتا ہے۔

تفصیلی وضاحت: اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے رشتہ داری کے تعلقات کو دو اہم نتائج سے جوڑا ہے:

1. رزق میں برکت: حدیث صرف مال میں اضافے کی بات نہیں کرتی بلکہ اس میں اطمینان، خوشی، اور جائز روزی بھی شامل ہے۔ جب کوئی شخص اپنے رشتہ داروں سے محبت، ہمدردی اور سخاوت کا سلوک کرتا ہے تو اللہ اس کے رزق میں کئی طرح سے اضافہ کرتا ہے۔ مالی سکون، گھر میں امن، اور زندگی میں کامیابی۔ جو رشتہ داروں کی مالی یا جذباتی مدد کرتا ہے، اللہ اس کی مدد بھی کرتا ہے۔

2. عمر میں برکت: علماء کے مطابق اس کا مطلب دو طرح سے لیا جاسکتا ہے:

لفظی معنی: اللہ واقعی عمر میں اضافہ کر سکتا ہے۔

تمثیلی معنی: زندگی کا وقت زیادہ با معنی، بھرپور اور برکت والا ہو جاتا ہے۔ جو شخص محبت پھیلاتا ہے، وہ موت کے بعد بھی اچھا اثر چھوڑتا ہے۔

یہ حدیث یہ بھی بتاتی ہے کہ عبادت صرف نماز، روزہ یا دیگر اعمال تک محدود نہیں بلکہ معاشرتی ذمہ داریوں میں بھی شامل ہے۔ جو مسلمان خاندان کے رشتے مضبوط کرتا ہے، وہ رحمت اور امن کا ذریعہ بنتا ہے، جس کا اللہ بڑا اجر دیتا ہے۔

عملی زندگی میں اطلاق: اس حدیث کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے جاسکتے ہیں:

• رشتہ داروں سے باقاعدگی سے رابطہ کریں: والدین، بہن بھائی، چچا، چچی، ماموں، خالہ اور دادا/نانی سے ملاقات کریں

• جھگڑوں کو معاف کریں اور تعلقات میں صلح کریں: اختلافات ختم کرنے اور رشتوں کو بحال کرنے سے اللہ کی برکت آتی ہے۔

• مشکل وقت میں رشتہ داروں کی مدد کریں: مالی، جذباتی یا اخلاقی مدد سے خاندان مضبوط ہوتا ہے۔

• والدین کا احترام اور اطاعت کریں: یہ رشتہ داری مضبوط کرنے کی سب سے بڑی شکل ہے۔

• حسد، غیبت اور تعلق توڑنے سے پرہیز کریں: اسلام خاندان کے تعلقات کو توڑنے کی سخت ممانعت کرتا ہے۔

روزمرہ کی زندگی میں مثال: اگر دو بھائی کسی غلط فہمی کی وجہ سے بات نہیں کر رہے، تو صلح کروانا، معافی مانگنا اور رشتہ بحال کرنا اس حدیث پر عمل کرنا ہے۔ اسی طرح، کسی مشکل میں مبتلا کزن کی تعلیم میں مدد کرنا یا بیمار رشتہ دار کی عیادت کرنا بھی صلہ رحمی ہے۔

نتیجہ: یہ حدیث سکھاتی ہے کہ کامیابی اور زندگی میں برکت حاصل کرنے کا راستہ صرف محنت اور عقل سے نہیں بلکہ محبت اور خاندان کے رشتوں کو

مضبوط کرنے سے بھی گزرتا ہے۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں خاندان کے رشتے مضبوط ہوں، اللہ کی نظر میں پر امن، متحد اور کامیاب ہوتا ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكِبَائِرِ قَالَ " الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَعُقُوبُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّورِ
ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے کبیرہ گناہوں کے بارے میں فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ناحق کسی کا قتل کرنا، اور جھوٹی گواہی
دینا۔

مفہوم: یہ حدیث ان سب سے بڑے اور خطرناک گناہوں کی طرف توجہ دلاتی ہے جو انسان کے اللہ سے تعلق اور معاشرتی زندگی پر بہت منفی اثر ڈال
سکتے ہیں۔ نبی ﷺ نے چار ایسے اعمال کی نشان دہی کی ہے جو نہ صرف انسان کے ایمان کو خراب کرتے ہیں بلکہ معاشرتی اور اخلاقی نظام کو بھی نقصان
پہنچاتے ہیں۔ یہ گناہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی خلاف ورزیاں ہیں، یعنی اسلام روحانی ایمان اور سماجی اخلاقیات دونوں کو برابر اہمیت دیتا ہے۔
تفصیلی وضاحت:

1. شرک (اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا): شرک سب سے بڑا گناہ ہے کیونکہ یہ اسلام کی بنیاد، یعنی توحید، کے خلاف ہے۔ شرک انسان کو
ہدایت کے راستے سے ہٹا دیتا ہے اور اس کے تمام اعمال بیکار ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کے ساتھ بے وفائی اور نافرمانی ہے۔ قرآن میں شرک کی
سختی پر زور دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی انسان توبہ کے بغیر مرتا ہے تو اس کا شرک کبھی معاف نہیں ہوگا۔
2. والدین کی نافرمانی: والدین کی بے عزتی یا تکلیف دینا بڑا گناہ ہے کیونکہ اللہ کے بعد والدین انسان کی زندگی اور دیکھ بھال کے سب سے بڑے
ذریعہ ہیں۔ اسلام والدین کے ساتھ نرمی، عاجزی، خدمت اور فرمانبرداری کا حکم دیتا ہے، سوائے ان باتوں کے جہاں وہ اللہ کی نافرمانی کا
کہیں۔ والدین کی نافرمانی خاندان کے ڈھانچے کو خراب کرتی ہے، معاشرت میں بے امنی پیدا کرتی ہے اور اللہ کی برکتیں ختم کر دیتی ہے۔
3. بے گناہ انسان کو قتل کرنا: اسلام میں بغیر جائز وجہ کے کسی انسان کی جان لینا سب سے بڑا معاشرتی جرم ہے۔ یہ امن کو تباہ کرتا ہے، خوف
پیدا کرتا ہے اور انسانیت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ انسانی زندگی مقدس ہے اور اسلام ایک بے گناہ انسان کے قتل کو تمام انسانیت کے قتل کے
برابر قرار دیتا ہے۔ ایسا عمل نفرت، انتقام اور معاشرتی انتشار پھیلاتا ہے۔
4. جھوٹی گواہی / قسم کھا کر جھوٹ بولنا: جھوٹی گواہی انصاف کو خراب کرتی ہے اور ظلم کی حمایت کرتی ہے۔ ایسی معاشرت جو جھوٹ کو قبول
کرے، وہاں انصاف یا اعتماد قائم نہیں رہ سکتا۔ جھوٹی گواہی خاندان، شادی، کاروبار، شہرت کو برباد کر سکتی ہے اور بے گناہ کی جان یا مال پر اثر
ڈال سکتی ہے۔ یہ اخلاقیات کو کمزور کرتی ہے اور فساد پھیلاتی ہے۔

حقیقی زندگی میں اطلاق:

- ایک مسلمان کو اپنے ایمان کو ہر قسم کے شرک سے بچانا چاہیے، جیسے بت پرستی، خرافات پر یقین، جادو یا کسی کو اللہ کے برابر طاقت دینا۔
- بچے اور بالغ والدین کے ساتھ احترام، عاجزی اور فرمانبرداری دکھائیں، ان کی خدمت کریں، سخت الفاظ اور غفلت سے پرہیز کریں۔
- انسانوں کی جان کا احترام کریں، تشدد اور انتقام سے بچیں اور انصاف و امن کی حمایت کریں۔
- ہر مسلمان کو سچ بولنا چاہیے، خاص طور پر عدالت، امتحان، کاروبار، تعلقات اور روزمرہ بات چیت میں۔ جھوٹ کا ساتھ دینا منع ہے، چاہے
ذاتی فائدہ ہو، اور انصاف کے لیے مضبوط رہنا چاہیے۔

نتیجہ: یہ حدیث ایک مضبوط اخلاقی اور روحانی طور پر پاک معاشرہ بنانے کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ اگر مسلمان ان چار بڑے گناہوں سے بچیں، تو ایمان اور انسانیت دونوں محفوظ رہتی ہیں۔ صحیح طور پر اس پر عمل کرنے سے امن، انصاف، اتحاد اور اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے، دنیا اور آخرت میں دونوں کے لیے۔

6

إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوْلَكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تَكْلِفُوهُمْ مَا يَعْلَمُونَ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَعْلَمُونَ فَأَعِينُوهُمْ

ترجمہ: بیشک تمہارے خادم تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے ماتحت بنایا ہے۔ پس جس کا بھائی اس کے زیر دست ہو، وہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے، اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اور انہیں ایسے کام کی تکلیف نہ دو جو ان کی طاقت سے باہر ہو، اور اگر ایسا کام دو تو پھر ان کی مدد کرو۔ مفہوم: یہ حدیث ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ہماری ذمہ داری یا اختیار میں شامل ہر شخص—چاہے ملازم، کارکن، مددگار، یا گھریلو عملہ ہو—کتر انسان نہیں بلکہ برابر انسان اور روحانی بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عارضی طور پر انہیں ہماری امانت بنایا ہے اور ان کے حقوق کو عزت، محبت اور انصاف کے ساتھ پورا کرنا ضروری ہے۔ اختیار کا مطلب یہ نہیں کہ ہم کسی کو نقصان پہنچائیں بلکہ یہ کردار اور اخلاق کا امتحان ہے۔

تفصیلی وضاحت:

یہ حدیث اسلامی اصولِ عدل اور انسانی برابری کی تعلیم دیتی ہے۔ نبی ﷺ ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے لیے کام کرتے ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں، انسانیت میں ہمارے برابر ہیں، اور صرف حالات نے انہیں ہمارے زیر نگرانی رکھا ہے۔ اس لیے ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ انہیں عزت، ہمدردی اور انصاف کے ساتھ پیش آئے۔ حدیث کا جملہ "اسے وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو" انسانی بنیادی ضروریات میں برابری اور ذلت یا طبقاتی تفریق کو رد کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کا مطلب ہر چیز بالکل ایک جیسی دینا نہیں، بلکہ معیار، عزت اور انسانی سلوک کی برابری ہے۔ حدیث کا دوسرا حصہ "ان پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جو وہ برداشت نہ کر سکیں" حقیقت پسندانہ توقعات اور انسانی قوت کے مطابق کام دینے کی تعلیم دیتا ہے۔ کوئی بھی نگران، مالک یا گھر کا سربراہ کسی پر ایسا کام مسلط نہیں کر سکتا جو اس کی طاقت سے باہر ہو۔ اگر مشکل کام لازمی ہو، تو نبی ﷺ فرماتے ہیں "ان کی مدد کرو" یعنی جسمانی مدد، اضافی سہولت، حوصلہ افزائی یا وسائل فراہم کرو۔ اس طرح یہ حدیث جدید لیبر قوانین سے پہلے ہی اخلاقی محنت اور انسانی حقوق کی بنیاد قائم کرتی ہے۔

عملی زندگی میں اطلاق:

1. کام کی جگہ پر:

- ملازمین کو منصفانہ تنخواہ، محفوظ ماحول اور بہتر اوقات دیے جائیں۔
- انہیں وقفے، آرام اور ضرورت پر طبی سہولت دی جائے۔
- محض منافع بڑھانے کے لیے زیادہ کام کروانا اسلام میں منع ہے۔
- مشکل کام ہو تو مالک یا نگران مدد کریں، اضافی مدد فراہم کریں یا کام کم کریں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

2. گھروں میں:

- گھریلو ملازمین (مانڈز، ڈرائیور، گارڈ، باورچی) کو خاندان کا حصہ سمجھیں، غلام نہیں۔
- انہیں مناسب کھانا اور کپڑے فراہم کریں۔
- انہیں ذلیل، گالی یا جسمانی سزا نہ دی جائے۔
- ہفتہ وار چھٹی، طبی سہولت اور رخصت دینا اسلامی اخلاق میں شامل ہے۔

3. معاشرے میں:

- طبقاتی تفریق سے بچیں اور "کم درجے" یا "نوکر" جیسے القابات ختم کریں۔
- لوگوں کا احترام ان کے کردار کی بنیاد پر کریں، مالی حیثیت کی بنیاد پر نہیں۔
- مزدوروں کے حقوق اور فلاحی پروگراموں کی حمایت اس تعلیم کا عملی مظہر ہے۔

4. ذاتی کردار کی تربیت:

- طاقت میں ہوتے ہوئے بھی عاجزی اختیار کریں۔
 - یاد رکھیں کہ اسلام میں اصل عزت تقویٰ پر ہے، دولت یا مرتبے پر نہیں۔
 - ہمدردی اختیار کریں—دوسروں کے ساتھ ویسا سلوک کریں جیسا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے ساتھ ہو۔
- نتیجہ: یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اسلام رحم، برابری اور انصاف کا دین ہے۔ قیادت اختیار ہے، برتری نہیں۔ سچے مومن نبی ﷺ کے اخلاق کی پیروی کرتے ہیں اور دوسروں کے ساتھ، خاص طور پر ان لوگوں کے ساتھ جو ان پر انحصار کرتے ہیں، عزت اور محبت سے پیش آتے ہیں۔ ایمان کا اصل امتحان یہ نہیں کہ ہم اپنے سے بڑے لوگوں کے ساتھ کیسے پیش آتے ہیں، بلکہ یہ ہے کہ ہم اپنے نیچے کے لوگوں کے ساتھ طاقت اور دولت میں برابری اور انصاف کے ساتھ کیسے پیش آتے ہیں۔

7

مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أْفْتَاهُ وَمَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ
ترجمہ: جس شخص کو بغیر علم کے فتویٰ دیا جائے تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہو گا۔ اور جو اپنے بھائی کو کسی ایسے معاملے میں مشورہ دے، جبکہ وہ جانتا ہو کہ بھلائی کسی اور بات میں ہے، تو یقیناً اس نے اپنے بھائی کے ساتھ خیانت کی۔

مفہوم: یہ حدیث علم اور اخلاص کے ساتھ بات کرنے اور نصیحت کرنے کی بڑی ذمہ داری پر زور دیتی ہے۔ یہ سکھاتی ہے کہ:

- بغیر علم کے فتویٰ دینا، نصیحت کرنا یا رہنمائی کرنا بڑا گناہ ہے۔
 - جان بوجھ کر گمراہ کن نصیحت کرنا خیانت اور بے ایمانی ہے۔
 - ایک مسلمان کو ذمہ داری سے بولنا چاہیے، تاکہ اس کے الفاظ فائدہ پہنچائیں، نقصان نہیں۔
- اس حدیث کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ سچائی اور اخلاص دین اور دنیا کی رہنمائی میں ضروری ہیں، اور ہر شخص اپنی نصیحت کے نتائج کے لیے اخلاقی طور پر ذمہ دار ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

تفصیلی تشریح: یہ حدیث بتاتی ہے کہ کسی بھی معاملے میں فتویٰ دینا یا رہنمائی کرنا چاہے دینی، ذاتی، معاشرتی یا پیشہ ورانہ معاملہ ہو۔ بغیر مناسب علم کے انتہائی سنجیدہ اور جوابدہی والا کام ہے۔ اسلام میں اللہ، اس کے دین یا لوگوں کی زندگی پر اثر ڈالنے والے معاملات میں قیاس، اندازہ یا ذاتی خواہش پر بات کرنا منع ہے۔ پیغمبر ﷺ نے واضح کیا کہ اگر کوئی جاہل شخص فتویٰ دے اور لوگ اس پر عمل کریں اور گناہ یا نقصان کا شکار ہوں، تو پوری ذمہ داری اس شخص پر ہے جس نے بغیر علم کے بات کی، نہ کہ اس پر عمل کرنے والے پر۔ اسی طرح نصیحت ہمیشہ اخلاص کے ساتھ ہونی چاہیے کیونکہ جان بوجھ کر کسی کو گمراہ کرنا۔ جب صحیح راستہ یا فیصلہ کچھ اور ہو۔ یہ خیانت ہے۔ اسلام میں خیانت ایک بڑا اخلاقی جرم ہے اور یہ سچے مؤمن کی صفات کے خلاف ہے۔

حقیقی زندگی میں اطلاق:

1. دینی فتویٰ اور تعلیم:

- لوگوں کو بغیر مناسب مطالعہ یا قابلیت کے اسلامی فتویٰ دینے سے پرہیز کرنا چاہیے۔
- اگر علم نہ ہو تو صحیح جواب یہ ہونا چاہیے: "اللہ بہتر جانتا ہے" یا "مجھے یقین نہیں، براہ کرم عالم سے پوچھیں۔"
- غلط دینی معلومات کو آن لائن، اجتماعات یا سوشل میڈیا پر پھیلا کر بڑی ذمہ داری کے ساتھ جڑا ہے۔

2. ذاتی معاملات میں نصیحت:

- شادی، کیریئر یا مسائل کے حل میں نصیحت کرتے وقت ایماندار اور غیر جانبدار ہونا ضروری ہے۔
- رشک یا ذاتی مفاد کی وجہ سے غلط مشورہ دینا خیانت شمار ہوتا ہے، جو تعلقات کو نقصان پہنچاتا اور اعتماد ختم کرتا ہے۔

3. پیشہ ورانہ رہنمائی:

- استاد، ڈاکٹر، وکیل یا رہنما اپنے علم سے بڑھ کر بات نہ کریں، کیونکہ ان کے فیصلے لوگوں کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔
- ڈاکٹر بغیر مکمل سمجھ کے علاج دے یا وکیل جان بوجھ کر گمراہ کرے، اس پر یہ تشبیہ لاگو ہوتی ہے۔

4. ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا کا استعمال:

- بغیر تصدیق کے اسلامی مواد، جھوٹی خبریں یا غلط معلومات شیئر کرنا بھی بغیر علم بولنے کے زمرے میں آتا ہے۔

نتیجہ: خلاصہ یہ کہ یہ حدیث سچائی، ذمہ داری اور اخلاص کی تعلیم دیتی ہے۔ یہ بغیر علم بولنے کے بڑے گناہ سے خبردار کرتی ہے اور دوسروں کو جان بوجھ کر گمراہ کرنے کو خیانت قرار دیتی ہے۔ سچا مؤمن وہ ہے جو صحیح رہنمائی، ایماندار اور مستند علم کے ذریعے دوسروں کو نقصان سے بچائے۔ اس تعلیم کو روزمرہ زندگی میں اپنانے سے اعتماد قائم ہوتا ہے، تعلقات مضبوط ہوتے ہیں اور اسلام کے اخلاقی معیار قائم رہتے ہیں۔

8

الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ

ترجمہ: حیا صرف بھلائی ہی لاتی ہے۔

مفہوم: یہ حدیث اس بات پر زور دیتی ہے کہ حیا (شرم و حیا، جو اخلاقی شعور کے معنی میں ہے) انسان کی زندگی میں بہت سے مثبت نتائج سے جڑا ہوا ہے۔ یہاں حیا صرف معاشرتی شرم نہیں بلکہ ایک روحانی اور اخلاقی صفت ہے جو انسان کو برائی سے روکتی ہے اور نیک اعمال کی طرف راغب کرتی ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص حیاء والا ہو گا، وہ فطری طور پر گناہ، نقصان یا معاشرتی طور پر نامناسب کاموں سے بچے گا اور نیک، مفید اور قابل تعریف اعمال کی طرف راغب ہو گا۔

تفصیلی وضاحت اور عملی زندگی میں اطلاق: یہ حدیث افراد کو زندگی کے ہر شعبے میں حیاء کو بطور رہنما اصول اپنانے کی ترغیب دیتی ہے۔ عملی طور پر اسے درج ذیل طریقوں سے نافذ کیا جاسکتا ہے:

1. کلام میں: حیاء والا شخص غیبت، جھوٹ یا تکلیف دہ زبان استعمال کرنے سے گریز کرتا ہے۔ وہ سچ بولتا ہے اور مہربانی کے ساتھ بات کرتا ہے، جس سے معاشرت میں احترام اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔
 2. عمل و سلوک میں: حیاء انسان کو عاجزی اور دیانتداری کے ساتھ برتاؤ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ مثال کے طور پر، وہ دولت یا مرتبہ دکھانے سے پرہیز کرتا ہے، غیر اخلاقی کاموں میں حصہ نہیں لیتا اور دوسروں کے حقوق کا احترام کرتا ہے۔
 3. لباس اور ظاہری صورت میں: اسلام میں حیاء اس بات کو بھی شامل کرتا ہے کہ لباس کس طرح کا ہو۔ حیاء کے مطابق لباس پہننے سے وقار قائم رہتا ہے اور وہ چیزیں یا حالات جن سے اخلاقی نقصان ہو سکتا ہے، روکے جاسکتے ہیں۔
 4. رشتوں میں: حیاء مرد و عورت کے تعلقات میں احترام اور حدود قائم رکھنے کی ترغیب دیتا ہے، جو عزت اور معاشرتی اخلاق کی حفاظت کرتے ہیں۔
 5. فیصلہ سازی میں: حیاء والا شخص نتائج کے بارے میں سوچتا ہے اور ایسے اعمال کا انتخاب کرتا ہے جو بھلائی، انصاف اور ہمدردی کو فروغ دیتے ہیں، نہ کہ خود غرضی یا نقصان پہنچانے والے کام۔
- نتیجہ: حیاء اختیار کرنے والا شخص زندگی کے ہر پہلو میں بھلائی کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ روحانی، معاشرتی اور ذاتی۔ یہ حدیث اخلاقی رہنمائی کا کام دیتی ہے اور سکھاتی ہے کہ حیاء کی پرورش انسان کے کردار کو مضبوط کرتی ہے، اچھے تعلقات قائم کرتی ہے اور اخلاقی رویے کو یقینی بناتی ہے۔ اصل میں، حیاء پابندی نہیں بلکہ اخلاقی اور معاشرتی فضیلت کی راہ ہے۔

9

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے نفع بخش علم، پاکیزہ رزق اور قبول ہونے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔

مفہوم: اس دعا کا اصل مقصد انسان کی زندگی کو مجموعی طور پر بہتر بنانے میں ہے۔ یہ دعا ہمیں اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ علم حاصل کریں جو مفید اور عملی ہو، رزق حاصل کریں جو حلال اور پاکیزہ ہو، اور اعمال انجام دیں جو خالص اور اللہ کو پسند آئیں۔ اس حدیث سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ دنیا و آخرت میں حقیقی کامیابی کے لیے علم، رزق اور عمل کو اللہ کی ہدایت کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ صرف علم یا مال جمع کرنا کافی نہیں، جب تک وہ مفید نہ ہو اور اللہ کی رضا کے مطابق استعمال نہ ہو۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

تشریح: دعا کے تین اہم اجزاء— مفید علم، پاکیزہ رزق، اور قبول شدہ اعمال— ایک متوازن اور نیک زندگی کی بنیاد ہیں۔

1. مفید علم (علم نافع): ایسا علم جو انسان اور معاشرے کے لیے عملی، اخلاقی اور روحانی فائدہ لے کر آئے۔ قرآن میں مفید علم کی اہمیت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے: کیا جو لوگ جانتے ہیں برابر ہیں ان لوگوں کے جو نہیں جانتے؟ سورۃ الزمر: 39
2. پاکیزہ رزق (رزق طیب): وہ رزق جو حلال اور جائز طریقے سے حاصل کیا جائے، جس میں دھوکہ، ظلم یا حرام کمائی نہ ہو۔ قرآن میں فرمایا: "اے ایمان والو! وہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو"
3. قبول شدہ اعمال (اعمال مقبول): وہ اعمال جو خلوص دل کے ساتھ اللہ اور سنت کے مطابق کیے جائیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے یہ حدیث نیت کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔

زندگی میں اطلاق:

اس حدیث کو عملی زندگی میں اپنانے کے لیے تین شعبوں میں کوشش ضروری ہے:

1. مفید علم حاصل کرنا: صرف تعلیمی کتابیں پڑھنا کافی نہیں بلکہ ایسے ہنر، اخلاقیات اور دینی تعلیمات سیکھنا بھی ضروری ہے جو زندگی اور معاشرے پر مثبت اثر ڈالیں۔ طالب علم فقہ اسلام سیکھ سکتا ہے تاکہ روزمرہ زندگی میں اسے صحیح طور پر استعمال کرے، یا پیشہ ور شخص علم حاصل کرے تاکہ معاشرے کی خدمت کر سکے۔
 2. پاکیزہ رزق حاصل کرنا: ایمانداری اور حلال طریقے سے روزی کمائی جائے، اور ایسے شارٹ کٹ یا طریقے اختیار نہ کیے جائیں جو اخلاق یا قانون کے خلاف ہوں۔ مثلاً کاروباری شخص اپنے معاملات میں شفاف اور منصفانہ رویہ رکھے، سود، دھوکہ یا استحصال سے بچے، جیسا کہ قرآن نے واضح طور پر منع فرمایا ہے (سورۃ البقرہ: 275)۔
 3. قبول شدہ اعمال انجام دینا: ہر عمل میں اخلاص اور اسلامی اصولوں کی پابندی ضروری ہے۔ نماز و وقت پر ادا کرنا، دوسروں کی مدد کرنا، صدقہ دینا، اور کام میں دیانت داری رکھنا ایسے اعمال ہیں جو اگر خلوص کے ساتھ کیے جائیں تو اللہ انہیں قبول فرماتا ہے۔ یہ تین عناصر مل کر انسان کی مکمل تربیت کو یقینی بناتے ہیں: ذہنی نشوونما، اقتصادی درستگی، اور روحانی بلندی۔ مسلسل یہ دعا پڑھنے سے انسان اپنے اعمال اور کوششوں کو اللہ کی ہدایت کے مطابق ڈھالتا ہے اور اپنی کوششوں کو دنیا و آخرت میں با معنی، جائز اور فائدہ مند بناتا ہے۔
- نتیجہ: یہ حدیث ایک مختصر مگر گہرا رہنما اصول ہے جو ایک متوازن اسلامی زندگی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یہ مسلمانوں کو یاد دلاتی ہے کہ حقیقی مقصد صرف دنیاوی فائدہ یا سطحی علم حاصل کرنا نہیں بلکہ ایسا علم جو فائدہ پہنچائے، رزق جو حلال ہو، اور اعمال جو اللہ کو پسند آئیں۔ اس پر عمل کرنے کے لیے لگن، شعور اور خلوص کی ضرورت ہے تاکہ ذاتی، پیشہ ورانہ اور روحانی زندگی سب اللہ کی رضا کے تحت ہو۔

10

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِزُّهُ

ترجمہ: ہر مسلمان کی جان، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام (محفوظ اور قابل احترام) ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

مفہوم: یہ حدیث مسلمان کی جان، مال اور عزت کی حرمت اور حفاظت پر زور دیتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو جسمانی، مالی یا سماجی طور پر نقصان پہنچانے کا حق نہیں رکھتا۔ یہاں لفظ "حرام" سخت پابندی اور ممنوعیت ظاہر کرتا ہے، یعنی کسی دوسرے مسلمان کو نقصان پہنچانا، اس کی چیزیں چرانایا بدنام کرنا اسلام میں بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ ہمیں مسلمانوں کے درمیان احترام، حفاظت اور انصاف سکھاتی ہے۔

تفصیلی وضاحت: یہ حدیث اسلامی اخلاق کا ایک بنیادی اصول بیان کرتی ہے: انسانی وقار اور حقوق کی حفاظت۔ خون زندگی کی نمائندگی کرتا ہے اور اسلام بے گناہ کی جان لینے کو سختی سے منع کرتا ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا: اور جان کو نہ مارو جسے اللہ نے حرام فرمایا ہے مگر حق کے ساتھ۔

مال سے مراد انسان کی ملکیت اور کمائی ہے، جس کی حفاظت ضروری ہے۔ کسی کی چیز ناجائز طور پر لینا، چاہے چوری، دھوکہ یا زبردستی کے ذریعے ہو، اسلام میں بڑا گناہ ہے۔ عزت سے مراد شہرت، وقار اور ذاتی احترام ہے۔ غیبت، جھوٹے الزام یا ذلت پہنچانا اسلام میں سختی سے منع ہے یہ حدیث زندگی، مال اور عزت — تینوں پہلوؤں — کی حفاظت کی تعلیم دیتی ہے اور بتاتی ہے کہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچانا سنگین جرم ہے۔

عملی زندگی میں اطلاق: اس حدیث کے مطابق مسلمان کو انصاف، مہربانی اور اخلاقی ذمہ داری کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیے۔

• زندگی کی حفاظت: تشدد سے بچنا، مسائل کو پر امن طریقے سے حل کرنا، اور ظلم کے خلاف کھڑا ہونا۔ مثال کے طور پر، غصے میں بھی کسی پر حملہ نہ کرنا اور اگر کسی کو نقصان پہنچایا جا رہا ہو تو مدد کرنا۔

• مال کی حفاظت: تجارت میں ایمانداری، دھوکہ نہ دینا، رشوت نہ لینا، اور منصفانہ کاروبار کرنا۔ مثال کے طور پر، دکاندار کو زیادہ پیسے واپس کرنے چاہئیں اور گاہک کو دھوکہ نہ دینا چاہیے۔

• عزت کی حفاظت: انوہوں، غیبت یا کسی کی شہرت کو نقصان پہنچانے والی باتوں سے بچنا۔ سوشل میڈیا پر جھوٹی یا توہین آمیز معلومات شیئر کرنا بھی منع ہے۔

معاشرتی زندگی میں اطلاق: یہ حدیث کمیونٹی میں باہمی احترام اور تعاون کو فروغ دیتی ہے۔ لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا، جھگڑوں کو بغض کے بغیر حل کرنا، اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا اس کا حصہ ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ زندگی، مال اور عزت کا احترام ایک پر امن معاشرہ بناتا ہے، جرائم کو کم کرتا ہے، اور لوگوں کے درمیان اعتماد بڑھاتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ ہوں

خلاصہ: روزمرہ زندگی میں اس حدیث پر عمل صرف برائی سے بچنے کے لیے نہیں، بلکہ ایک محفوظ، قابل اعتماد اور باعزت ماحول قائم کرنے کے لیے ہے۔ چاہے گھر، کام یا عوامی زندگی ہو، مسلمان کو یہ حقوق ماننا ضروری ہیں تاکہ اخلاقی اور دینی ذمہ داریاں پوری ہوں۔

11

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الطَّاعُونَ فَقَالَ " بَقِيَّةُ رِجْزٍ - أَوْ عَذَابٍ أُزِيلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ " فَإِذَا وَقَعَ بَارِضٌ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا وَإِذَا وَقَعَ بَارِضٌ وَلَسْتُمْ بِهَا فَلَا تَهَيَّبُوا عَلَيْهَا

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

ترجمہ: نبی ﷺ نے طاعون کا ذکر کیا اور فرمایا: "یہ ایک باقی رہ جانے والی سزا (یا عذاب) ہے جو بنی اسرائیل کے ایک قبیلے پر بھیجی گئی تھی۔ لہذا اگر یہ کسی زمین پر آئے اور تم اسی جگہ پر موجود ہو تو اس سے باہر نہ نکلو، اور اگر وہ کسی زمین پر پھیل چکا ہو اور تم وہاں موجود نہ ہو تو وہاں داخل نہ ہو۔"

حدیث کا مفہوم: یہ حدیث وبا کی سنجیدہ نوعیت کو اللہ کی طرف سے آزمائش یا عذاب کے طور پر بیان کرتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ یا تو پچھلے عذاب کی باقیات ہیں یا کسی قوم پر بھیجے گئے عذاب کی صورت ہیں۔ اس مثال میں بنی اسرائیل کی قوم کے لیے۔ تاکہ انسانیت کو اللہ کی طاقت یاد دلائی جاسکے۔ اہم بات یہ ہے کہ حدیث احتیاطی اقدامات کی وضاحت بھی کرتی ہے: اگر کوئی وبا اس جگہ آئے جہاں آپ رہتے ہیں تو وہاں سے نہیں جانا چاہیے، اور اگر وبا کسی ایسی جگہ پر ہو جہاں آپ نہیں ہیں تو وہاں داخل نہیں ہونا چاہیے۔ اس کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ اللہ کے فیصلے کو تسلیم کریں اور زندگی کی حفاظت کے لیے ذمہ دارانہ اقدامات کریں۔

حدیث کی وضاحت: نبی ﷺ نے وبا کو "بقیۃ رجز" (عذاب کی باقیات) یا "عذاب" قرار دیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا تاریخی اور اخلاقی دونوں پہلو ہیں۔ تاریخی طور پر وباؤں کو اللہ کی طرف سے آزمائش کے طور پر دیکھا گیا ہے، تاکہ قومیں اپنے اعمال پر غور کریں، جیسا کہ قرآن میں بھی آیا ہے: "اور ہم آسمان سے بارش ناپ تول کر اتارتے ہیں، اور اسے تمہارے اور چاروں طرف کے چراگا ہوں کے لیے پانی کے طور پر دیتے ہیں، اسی طرح ہم لوگوں کو اپنی رحمت سے بڑھاتے ہیں، پھر بھی وہ روگردانی کرتے ہیں" (قرآن 43:11)۔

حدیث میں یہ ہدایت کہ وبا والے علاقے کو چھوڑنا نہیں چاہیے اور وبا والے علاقے میں داخل نہیں ہونا چاہیے، بیماری کے پھیلاؤ کو روکنے کی ابتدائی مثال ہے۔ بعد کے علماء نے بھی اسے عوامی صحت کے لیے اللہ کی ہدایت قرار دیا ہے، یعنی اسلام نقصان سے بچاؤ کے لیے احتیاط کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور اللہ کے فیصلے پر بھروسہ کرنے کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ اس حکمت کے دو پہلو ہیں: ایک تو بیماری کو دوسروں تک پھیلنے سے روکنا اور دوسرا اپنے آپ کو خطرے سے بچانا۔

عملی زندگی میں اطلاق: اس حدیث کی تعلیمات آج کے دور میں بھی عملی ہیں۔ اگر کسی شہر یا ملک میں وبا یا بیماری پھیل جائے تو افراد کو طبی رہنمائی پر عمل کرنا چاہیے اور محفوظ علاقوں کا سفر مؤخر کرنا چاہیے۔ بیماری کے دوران اپنے مقام پر رہنا ایک سماجی ذمہ داری ہے اور نبی ﷺ کی ہدایت کے مطابق زندگی کی حفاظت کے مترادف ہے۔ مثال کے طور پر، کورونا وائرس کی وبا کے دوران مسلمانوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ صحت کی ہدایات پر عمل کریں، اگر بیمار ہوں تو قرنطینہ اختیار کریں، اور ہجوم والی جگہوں سے دور رہیں۔ یہ سب اس حدیث کے اصول کی عکاسی کرتے ہیں۔

مزید برآں، یہ حدیث اللہ پر بھروسہ (توکل) اور عملی اقدامات کے درمیان توازن کی اہمیت بھی بتاتی ہے۔ جبکہ مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ زندگی اور موت اللہ کے فیصلے سے ہے، انہیں عقلمندی سے عمل کرنا اور غیر ضروری خطرے سے بچنا بھی ضروری ہے۔ امام نووی جیسے علماء نے واضح کیا کہ احتیاطی اقدامات کرنا ایمان کی مخالفت نہیں بلکہ اس کو مضبوط کرتا ہے۔ روزمرہ زندگی میں یہ ہدایت صحت عامہ کے مختلف پہلوؤں پر لاگو ہوتی ہے: بیماری کے علاقے سے دور رہنا، ویکسینیشن کے اصولوں پر عمل کرنا، صفائی کا خیال رکھنا، اور لاپرواہی یا غیر محتاط حرکت سے دوسروں کو خطرے میں نہ ڈالنا۔ یوں یہ حدیث نہ صرف تاریخی بیان ہے بلکہ ایک دائمی ہدایت بھی ہے جو ایمان، ذمہ داری، اور انسانی زندگی کی حفاظت کو یکجا کرتی ہے۔

12

إِنَّ اللَّهَ يَرَىٰ لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا فَيَرِضَىٰ لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِصَاعَةَ الْمَالِ

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

ترجمہ: اللہ تمہارے لئے تین چیزوں کو پسند فرماتا ہے اور تین چیزوں کو ناپسند کرتا ہے۔ پس وہ پسند فرماتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور یہ کہ تم سب مل کر اللہ کی رسی (دین) کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور آپس میں فرقہ بندی نہ کرو۔ اور وہ ناپسند کرتا ہے فضول بات چیت (کہانیاں)، بہت زیادہ سوال کرنا (فضول و بے فائدہ سوالات)، اور مال کو ضائع کرنا۔

مفہوم: یہ حدیث ان اعمال اور رویوں کو بیان کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور جو وہ ناپسند فرماتے ہیں۔ یہ ایمان، معاشرتی اتحاد، بات چیت، اور مالی ذمہ داری کے حوالے سے واضح رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اس کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ عبادت کو ترجیح دیں، اتحاد قائم رکھیں، بامقصد بات کریں، اور دولت کو دانشمندی سے استعمال کریں۔ یہ حدیث مسلمانوں کے لیے ایک اخلاقی رہنما ہے، جو بتاتی ہے کہ کون سے اعمال اللہ کی رضا کا سبب بنتے ہیں اور کون سے ناراضگی کا۔

تفصیلی وضاحت: حدیث تین ایسے اعمال بیان کرتی ہے جو اللہ کو پسند ہیں۔ سب سے پہلا، اللہ کی عبادت کرنا اور شرک سے بچنا ہے۔ یہ توحید کی بنیاد ہے، جس پر قرآن بار بار زور دیتا ہے: "اور تمہارے رب نے یہ حکم دیا کہ تم سوائے اس کے کسی کی عبادت نہ کرو..." (قرآن 17:23)۔ اللہ کی خالص عبادت کرنے سے انسان کا روحانی تعلق مضبوط ہوتا ہے، زندگی میں رہنمائی ملتی ہے اور دل کو سکون حاصل ہوتا ہے۔

دوسرا، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا اور اتحاد قائم رکھنا ہے۔ "اللہ کی رسی" سے مراد اسلام ہے، خاص طور پر قرآن اور سنت، جو مسلمانوں کو متحد کرتے ہیں۔ قرآن میں تقسیم سے خبردار کیا گیا ہے: "سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور اختلاف نہ کرو" (قرآن 3:103)۔ اتحاد سماجی جھگڑوں کو کم کرتا ہے، کمیونٹی کو مضبوط بناتا ہے اور اجتماعی ترقی میں مدد دیتا ہے۔

حدیث میں تین چیزیں بھی بیان کی گئی ہیں جو اللہ کو ناپسند ہیں۔ سب سے پہلی بے کار باتیں ہیں، جیسے غیبت، افواہیں، اور فضول گفتگو۔ ایسی باتیں تعلقات کو نقصان پہنچاتی ہیں، جھوٹی خبریں پھیلتی ہیں اور وقت ضائع ہوتا ہے جو عبادت یا علم حاصل کرنے میں استعمال ہو سکتا تھا۔ دوسری ناپسندیدہ بات، غیر ضروری سوالات کرنا ہے، جو الجھن، جھگڑے یا معمولی باتوں میں الجھاؤ پیدا کر سکتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "غیر ضروری سوالات سے بچو، کیونکہ یہ تنگ اور مشکلات کا سبب بنتے ہیں" (صحیح بخاری)۔ آخر میں، دولت کا ضائع ہونا بھی ناپسندیدہ ہے، کیونکہ یہ ناشکری اور لاپرواہی ظاہر کرتا ہے۔ اسلام میں اعتدال کی ترغیب دی گئی ہے: "بیتک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں..." (قرآن 17:27)۔

عملی زندگی میں اطلاق: یہ حدیث عملی زندگی میں فرد اور معاشرتی رویے دونوں کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اللہ کی عبادت کو روزانہ نماز، روزہ، زکوٰۃ دینا اور اللہ کو یاد کرنے کے ذریعے عملی طور پر اپنایا جاسکتا ہے۔ شرک سے بچنے کا مطلب صرف بت پرستی سے بچنا نہیں بلکہ دنیاوی خواہشات کو اللہ کے احکام پر ترجیح نہ دینا بھی ہے، جس کے لیے خود پر قابو پانا اور غور و فکر کرنا ضروری ہے۔

اللہ کی رسی کو اجتماعی طور پر پکڑنے کا مطلب کمیونٹی کی سرگرمیوں میں حصہ لینا، مسجد میں جانا، خاندان، دوستوں اور پڑوسیوں کے درمیان اتحاد کو فروغ دینا اور تنازعات کو پر امن طریقے سے حل کرنا ہے۔ کام کی جگہ یا سماجی گروپ میں تعاون، برداشت اور باہمی احترام کو فروغ دینا بھی اس میں شامل ہے۔ اتحاد قائم رکھنے کا مطلب فرقہ واریت، تقسیم کرنے والی افواہوں اور سخت نظریات یا رویے سے گریز کرنا بھی ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

بے کار باتوں سے بچنے کے لیے انسان اپنی گفتگو پر نظر رکھے، با مقصد بات کرے اور انواہیں یا تنقید پھیلانے سے گریز کرے۔ مذہبی یا دنیاوی امور میں متعلقہ سوالات کرنا جائز ہے، لیکن فضول سوالات کو کم سے کم کرنا چاہیے۔ مثلاً، عملی مہارتیں سیکھنے یا علم حاصل کرنے پر توجہ دیں جو ذاتی ترقی یا معاشرے کے لیے فائدہ مند ہو، نہ کہ چھوٹی باتوں پر بحث کرنے میں وقت ضائع کریں۔

فضول خرچی سے بچنے کے لیے بجٹ بنانا، دولت کو محتاجوں کے ساتھ بانٹنا اور فضول یا ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرنا ضروری ہے۔ مسلمان ذمہ داری سے خرچ کرنے اور دوسروں کی مدد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، جیسا کہ قرآن میں فرمایا: "اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو..." (قرآن 2:195)۔

ان تعلیمات پر عمل کرنے سے انسان روحانی سکون، سماجی ہم آہنگی اور مالی استحکام حاصل کرتا ہے۔ اس حدیث کے مطابق زندگی گزارنے سے متوازن زندگی ملتی ہے جو اللہ کو پسند آئے، کمیونٹیز مضبوط ہوں اور ذاتی ترقی اور اطمینان حاصل ہو۔

13

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ عَرْصًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَيْهَمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ

ترجمہ: جو مسلمان کوئی پودا لگاتا ہے یا بھیتی کرتا ہے، پھر اس میں سے کوئی پرندہ کھالے، یا انسان کھالے، یا کوئی جانور کھالے، تو وہ اس کے لیے صدقہ شمار ہوتا ہے۔

مفہوم: یہ حدیث اس بات پر زور دیتی ہے کہ ہر نیکی، چاہے کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو، اللہ کی طرف سے اجر پاتی ہے۔ خاص طور پر یہ بیان کرتی ہے کہ اگر کوئی درخت لگائے یا فصل اگائے۔ یہ اعمال جو عام نظر آسکتے ہیں۔ وہ دوسروں کے فائدے کے لیے مستقل صدقہ (صدقہ جاریہ) بن جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام صرف انسانوں کے لیے نہیں بلکہ تمام مخلوقات کی بھلائی میں حصہ ڈالنے کی ترغیب دیتا ہے اور جو اعمال مخلوق کے فائدے کے لیے کیے جائیں، ان کا اجر ملتا ہے۔

تفصیلی وضاحت: یہ حدیث سکھاتی ہے کہ نیکی، خیرات، اور خدمت صرف پیسے دینے یا براہ راست انسانوں کی مدد تک محدود نہیں ہیں۔ جب مسلمان درخت لگاتا ہے یا فصل اگاتا ہے، اور اس سے انسان، جانور یا پرندے فائدہ اٹھاتے ہیں، تو یہ صدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اس سے اسلام میں نیکیوں کی عالمی اہمیت اور صدقہ جاریہ کے اصول کا پتہ چلتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے: فائدہ مند علم، نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا کرے، اور جاری صدقہ" (صحیح مسلم)۔ درخت یا فصل لگانا اسی جاری صدقہ میں آتا ہے کیونکہ یہ عمل دوسرے لوگوں کے لیے فائدہ مند رہتا ہے، حتیٰ کہ جب کرنے والا اس دنیا سے چلا جائے۔

قرآن بھی دوسروں کی مدد اور تمام مخلوقات کا خیال رکھنے پر زور دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور نیکی کرو، بے شک اللہ نیکو کاروں سے محبت کرتا ہے" (البقرہ: 195)۔ درخت لگانے یا کھانے کی چیزیں فراہم کرنے سے، مسلمان زمین کی حفاظت اور اس کی بہتری میں کردار ادا کرتا ہے، جیسا کہ اللہ نے انسان کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے (البقرہ: 30)۔

عملی زندگی میں اطلاق: زندگی میں یہ حدیث مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دیتی ہے کہ وہ ایسے کام کریں جو ماحول، پائیداری، اور کمیونٹی کی بھلائی کو فروغ دیں۔ عوامی جگہوں، اسکول کے صحن یا بنجر زمینوں میں درخت لگانا، انسانوں اور جانوروں دونوں کے لیے چھاؤں، پھل اور آکسیجن فراہم کرتا ہے۔ مشترکہ یا خاندانی باغات میں فصلیں اگانا نہ صرف اپنے لیے بلکہ پڑوسیوں، گزرنے والوں، پرندوں اور مویشیوں کے لیے بھی فائدہ مند ہے، جو

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

خیرات کے جذبے کو ظاہر کرتا ہے۔ آج کے دور میں اس کے عملی پہلوؤں میں کیونٹی گارڈنز کی مدد، دوبارہ جنگلات لگانے کے منصوبوں میں حصہ لینا، یا ایسے پودے اگانا شامل ہیں جو ماحولیاتی نظام کو فائدہ پہنچائیں، جیسے پھلدار درخت، جڑی بوٹیاں یا زمین کی کٹاؤ کو روکنے والے پودے۔ چھوٹے اعمال جیسے اپنے گھر کے صحن میں جڑی بوٹیاں یا پھول لگانا بھی صدقہ شمار ہوتے ہیں اگر دوسروں کو فائدہ پہنچے۔ یہ حدیث صبر اور طویل مدتی سوچ کی بھی تعلیم دیتی ہے کیونکہ اجزا اس بات سے جڑا ہے کہ جو لگایا گیا وہ مسلسل فائدہ دے۔ انسان شاید پورا فائدہ نہ دیکھے، لیکن اللہ ہر چھوٹے عمل کو اہمیت دیتا ہے۔ خاندان بچوں کو پودے لگانے کے منصوبوں میں شامل کر کے ذمہ داری اور سخاوت کا جذبہ پیدا کر سکتے ہیں۔ اسکول، مساجد، اور تنظیمیں درخت لگانے یا خوراک کی باغات کے منصوبے فروغ دے سکتی ہیں تاکہ یہ دینی اور سماجی فریضہ بھی ہو۔

خلاصہ: اس حدیث میں روحانی اور ماحولیاتی اصول یکجا ہیں، اور مسلمانوں کو ہر ممکن طریقے سے مخلوق کی خدمت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ روزمرہ زندگی میں اس تعلیم پر عمل کر کے مسلمان نہ صرف اللہ کی رضا حاصل کرتے ہیں بلکہ معاشرے اور زمین کی بھلائی میں بھی حصہ ڈالتے ہیں، اور اسلام کے وسیع مقصد یعنی امن، رزق، اور تمام جانداروں میں ہم آہنگی کو پورا کرتے ہیں۔

14

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُوْذِي جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ صَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَتَّقِ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُمْ

ترجمہ: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ دے، اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے، اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے۔

مفہوم: یہ حدیث اللہ پر ایمان اور قیامت کے ساتھ ساتھ مسلمان کے روزمرہ اخلاقی رویے کے تعلق پر زور دیتی ہے۔ یہ سکھاتی ہے کہ سچا ایمان اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان دوسروں کے ساتھ۔ پڑوسیوں، مہمانوں اور عام لوگوں۔ کیسا برتاؤ کرتا ہے۔ حدیث بتاتی ہے کہ ایمان صرف عبادت تک محدود نہیں، بلکہ یہ اخلاقی رویے اور سماجی ذمہ داری کے لیے عملی رہنما بھی ہے۔
تفصیلی وضاحت: یہ حدیث اسلامی اخلاق کے تین اہم اصول بیان کرتی ہے:

پہلا اصول: پڑوسیوں کو تکلیف نہ پہنچانا۔ اسلام میں پڑوسی کی اہمیت بہت زیادہ ہے اور ان کے حقوق بار بار بیان کیے گئے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: “جبرائیل پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے رہے یہاں تک کہ میں نے سوچا کہ وہ انہیں وارث بنا دیں گے” (صحیح بخاری)۔ تکلیف نہ پہنچانے میں جسمانی، زبانی اور جذباتی نقصان سے بچنا شامل ہے، تاکہ معاشرے میں امن اور ہم آہنگی قائم رہے۔ قرآن میں بھی یہ ہدایت ہے: “اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، قریب کے پڑوسی اور دور کے پڑوسی کے ساتھ بھلا کرو...” (النساء: ۳۶)۔

دوسرا اصول: مہمانوں کی عزت کرنا۔ مہمان نوازی اسلام میں ایک مرکزی قدر ہے جو سخاوت، احترام اور سماجی یکجہتی ظاہر کرتی ہے۔ مہمان کی عزت صرف کھانا پیش کرنے تک محدود نہیں بلکہ دھیان دینا، احترام کرنا اور انہیں آرام دہ محسوس کرانا بھی شامل ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: “جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے مہمان کی عزت کرے” (صحیح مسلم)۔ یہ اصول سماجی روابط مضبوط کرنے اور ہمدردی بڑھانے کی ترغیب دیتا ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

تیسرا اصول: اچھا بولنا یا خاموش رہنا۔ الفاظ میں طاقت ہے؛ یہ زخم پہنچا سکتے ہیں یا شفا دے سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو غیبت، جھوٹ اور تکلیف دہ باتوں سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اچھا بولنا فائدہ مند علم، نیک کلمات یا تعمیری مشورے شیئر کرنے کو کہتے ہیں۔ جب اچھا بولنا ممکن نہ ہو تو خاموش رہنا چاہیے تاکہ غیر ضروری جھگڑا یا نقصان نہ ہو۔ قرآن میں بھی یہ ہدایت ہے:

”اور اس چیز کا پیچھا نہ کرو جس کا تمہیں علم نہیں۔ بے شک کان، آنکھ اور دل۔ سب کے بارے میں پوچھا جائے گا“ (الاسراء ۳۶: ۱۷)۔
عملی زندگی میں اطلاق: روزمرہ زندگی میں یہ حدیث کئی طریقوں سے عملی ہو سکتی ہے۔

پڑوسیوں کے لیے: ان کی تکلیف سے بچنا، شور کم رکھنا، ادھار کی چیزیں وقت پر واپس کرنا، اور ضرورت کے وقت مدد کرنا۔ مثبت تعلقات معاشرت میں امن اور تعاون پیدا کرتے ہیں، جو اسلام میں سماجی ہم آہنگی کا اصل مقصد ہے۔

مہمانوں کے لیے: یہ اصول محدود وسائل کے باوجود بھی اپنایا جاسکتا ہے۔ سادہ خوش آمدید کہنا، توجہ سے سننا یا ایک کپ چائے پیش کرنا عزت اور محبت ظاہر کرتا ہے۔ نبی ﷺ کی سنت کے مطابق مہمان کی خاطر دل سے کوشش کرنا خاندان اور کمیونٹی کے تعلقات کو مضبوط کرتا ہے۔

کلام کے لیے: روزمرہ بات چیت میں الفاظ پر غور کرنا چاہیے۔ بولنے سے پہلے سوچنا کہ یہ فائدہ مند، نیک یا ضروری ہیں یا نہیں۔ غیبت، سخت تنقید یا جھوٹ پھیلانے سے بچنا۔ آج کے دور میں یہ اصول سوشل میڈیا پر بھی اتنا ہی اہم ہے؛ وہاں بھی اچھا بولنا یا خاموش رہنا ضروری ہے تاکہ نقصان نہ ہو اور عزت برقرار رہے۔ یہ تین اصول مستقل عمل میں لانے سے مومن اپنے ایمان کو عملی زندگی میں ظاہر کرتا ہے۔ یہ ایمان کو صرف عقیدہ نہیں بلکہ اخلاقی عمل میں تبدیل کر دیتا ہے، ذاتی کردار، معاشرتی تعلقات اور سماجی ہم آہنگی کو بہتر بناتا ہے۔

15

الْمُسْلِمُ أَحْوُ الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْفَرُهُ

ترجمہ: مسلمان (دوسرے) مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، اور نہ ہی اس کو حقیر سمجھتا ہے۔

مفہوم: یہ حدیث مسلمانوں کے درمیان بھائی چارے اور باہمی ذمہ داری کے تصور کو اجاگر کرتی ہے۔ یہ واضح کرتی ہے کہ مسلمانوں کے تعلقات صرف معاشرتی نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی بھی ہیں۔ ایک سچا مسلمان اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ انصاف، تعاون اور احترام کا برتاؤ کرے۔ حدیث میں استعمال ہونے والے الفاظ خاص ذمہ داریوں کی وضاحت کرتے ہیں: ”ظلم نہ کرے“ یعنی کسی پر زیادتی یا نقصان نہ پہنچانا؛ ”چھوڑ نہ دے“ یعنی ضرورت کے وقت مدد اور حمایت فراہم کرنا؛ اور ”حقیر نہ سمجھے“ یعنی دوسروں کو وقار کے ساتھ برتاؤ کرنا، چاہے ان کی سماجی یا مالی حالت کچھ بھی ہو۔

وضاحت: یہ حدیث بین شخصی تعلقات کے لیے اخلاقی فریم ورک فراہم کرتی ہے۔ ظلم، ترک کرنا اور حقیر سمجھنا منع ہیں کیونکہ یہ افراد کو نقصان پہنچاتے ہیں اور کمیونٹی میں ہم آہنگی کو متاثر کرتے ہیں۔ اسلام اس بات کو فروغ دیتا ہے کہ ایک مسلمان کی بھلائی پورے مسلمان معاشرے کی بھلائی سے جڑی ہوئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی، ہمدردی اور شفقت میں ایسے ہیں جیسے ایک جسم ہے۔ جب جسم کے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم جاگ کر اور بخار کے ساتھ اس کا جواب دیتا ہے“ (صحیح مسلم)۔

یہ بیان کرتا ہے کہ حدیث میں ذکر شدہ ذمہ داریاں ایک وسیع اخلاقی نظام کا حصہ ہیں جو سماجی اتحاد کو مضبوط کرتی ہیں۔ قرآن بھی اس اصول کی تصدیق کرتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں: مومن تو آپس میں بھائی ہیں، پس تمہارے بھائیوں کے درمیان صلح کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے یہ آیت براہ راست بھائی چارے کو اخلاقی ذمہ داری اور باہمی دیکھ بھال کے ساتھ جوڑتی ہے، جو حدیث کے بنیادی پیغام کی عکاسی کرتی ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

عملی زندگی میں اطلاق: روزمرہ زندگی میں، یہ حدیث مسلمانوں کی چھوٹی اور بڑی دونوں طرح کی تعاملات میں رہنمائی کرتی ہے۔

- ظلم سے بچنا: یعنی دھوکہ نہ دینا، جھوٹ نہ بولنا یا دوسروں کو نقصان نہ پہنچانا۔ مثلاً کاروباری معاملات میں گاہک یا شراکت دار کو دھوکہ نہ دینا، اور تجارت میں انصاف کو یقینی بنانا۔ ذاتی تعلقات میں یہ دوسروں کے حقوق اور ملکیت کا احترام کرنا اور زبانی یا جسمانی نقصان سے گریز کرنا ہے۔
- مسلمان کو نہ چھوڑنا: یعنی مشکل وقت میں مدد فراہم کرنا، چاہے وہ جذباتی، مالی یا جسمانی مدد ہو۔ مثال کے طور پر بے روزگار دوست کی مدد کرنا، کسی غمزدہ شخص کو تسلی دینا، یا ضرورت مند پڑوسی کی مدد کرنا۔ چھوٹے کام بھی، جیسے مشورہ دینا، کسی کو اسپتال لے جانا، یا جب وہ نا انصافی کا شکار ہو تو اس کا ساتھ دینا، اس اصول کی عملی تعبیر ہیں۔

- حقیر نہ سمجھنا: ہر مسلمان کے ساتھ احترام کا برتاؤ کرنا، چاہے اس کی سماجی حیثیت، دولت یا علم کچھ بھی ہو۔ کسی کی شکل، علم کی کمی یا مالی حالت پر مذاق کرنا اس تعلیم کے منافی ہے۔ اسکولوں، دفاتر اور کمیونٹیز میں مسلمانوں کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ مہربانی سے بات کریں، احترام کے ساتھ سنیں، اور ہر فرد کی عزت کریں۔

یہ حدیث معاشرتی سطح پر بھی نافذ کی جاسکتی ہے۔ مسلمان کمزور طبقات کے لیے مدد کے نظام قائم کر سکتے ہیں، سماجی انصاف کے لیے آواز بلند کر سکتے ہیں، اور ایسے معاشرے تشکیل دے سکتے ہیں جہاں ہر فرد کو عزت اور وقار ملے۔ صدقہ اور رضاکارانہ خدمات حدیث کی عملی تعبیر ہیں، کیونکہ یہ نظر انداز کیے گئے افراد کو سہارا دیتے ہیں۔

خلاصہ: اس حدیث پر عمل کرنے سے مسلمان کمیونٹی میں اعتماد، ہمدردی اور تعاون مضبوط ہوتا ہے۔ یہ یقینی بناتا ہے کہ کوئی ظلم، ترک یا حقارت کا شکار نہ ہو، اور امن و ہم آہنگی قائم رہے، جو اسلامی تعلیمات کے بنیادی مقاصد ہیں۔ یہ حدیث ایک جامع اور موثر رہنما ہے جو ایک مہربان، منصفانہ اور باعزت معاشرے کے قیام کے لیے ہے۔ ظلم سے بچ کر، ایک دوسرے کی حمایت کر کے، اور ہر مسلمان کی عزت کا خیال رکھ کر، مومن اخلاقی اور روحانی ذمہ داریوں کو پورا کرتا ہے، اور اسلامی بھائی چارے کے حقیقی مفہوم کو ظاہر کرتا ہے، جیسا کہ قرآن اور سنت میں بیان ہوا ہے۔

16

اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفِينَ الْيَتِيمِ وَالْمَرْأَةِ

ترجمہ: اے اللہ! میں کمزوروں کے حق کے بارے میں سخت تاکید کرتا ہوں، یعنی یتیم اور عورت کے حق کی حفاظت کے بارے میں۔

مفہوم: یہ حدیث معاشرے کے کمزور افراد، خاص طور پر یتیموں اور عورتوں کے ساتھ خصوصی ہمدردی اور تحفظ کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ لفظ "ضعیفین" (دوکمزور) ان افراد کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اکثر نظر انداز کیے جاتے ہیں، اپنے حقوق کا دفاع کرنے سے قاصر ہوتے ہیں، اور انصاف و دیکھ بھال کے لیے دوسروں پر منحصر رہتے ہیں۔ یہ دعا واضح کرتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بات واضح کر دی کہ ان کے حقوق کی پامالی یا نظر اندازی کرنا بہت سنگین بات ہے۔ اس کا بنیادی مطلب یہ ہے کہ معاشرے کو ان کے حقوق کا تحفظ کرنا چاہیے، انہیں تحفظ فراہم کرنا چاہیے، اور ان کے لیے انصاف یقینی بنانا چاہیے۔

تفصیلی وضاحت: یہ حدیث دو اہم نکات پر زور دیتی ہے: کمزوری کو تسلیم کرنا اور ذمہ داری کا فرض۔

- یتیم: جو اپنے ایک یا دونوں والدین کو کھو چکے ہیں، وہ اپنے لیے مکمل دیکھ بھال یا اپنے مفادات کا دفاع کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔
- عورتیں: تاریخی اور بعض موجودہ حالات میں عورتیں اکثر سماجی، مالی یا قانونی مشکلات کا سامنا کرتی ہیں جو انہیں کمزور بناتی ہیں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کر کے ان گروہوں کے ساتھ نا انصافی یا نظر اندازی سے خبردار کیا۔ اسلام بار بار کمزور افراد کے تحفظ کا حکم دیتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

- "فَاتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا الْحَبِيثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا" - نساء ۴:۲
- "وَاعْشِرُوهُمْ بِالْمَعْرُوفِ" ... نساء ۴:۱۹

یہ آیات یتیموں اور عورتوں کے حقوق کی حفاظت اور عزت و احترام کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہیں۔ یہ دکھاتا ہے کہ ان کے حقوق کا تحفظ اختیاری نہیں بلکہ ایک فرض ہے جس کی روحانی اہمیت بھی ہے۔

عملی زندگی میں نفاذ: یہ حدیث تلقین کرتی ہے کہ یتیموں اور عورتوں کے حقوق کو روزمرہ زندگی میں پہچاننا اور ان کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ یتیموں کے لیے:

- جذباتی حمایت، تعلیم اور جائیداد کے منصفانہ حقوق فراہم کرنا۔
- سرپرستی ایمانداری اور احتیاط کے ساتھ انجام دینا، کسی قسم کے استحصال سے گریز کرنا۔
- سماجی ادارے یتیم خانوں، تعلیم کے وظائف اور مینسٹرونگ پروگرام کے ذریعے تعاون کر سکتے ہیں۔

عورتوں کے لیے:

- ان کی حفاظت، عزت اور مواقع تک رسائی یقینی بنانا۔
 - مالی حقوق کا احترام، تعلیم اور پیشہ ورانہ ترقی میں مدد، اور کسی بھی قسم کے ظلم یا امتیاز کے خلاف کھڑا ہونا۔
 - خاندانی زندگی میں ذمہ داریاں بانٹنا، فیصلوں میں عورتوں کی رائے شامل کرنا اور ان کی رائے کو قدر دینا۔
 - معاشرتی سطح پر ایسا ماحول بنانا جہاں عورتیں بلا خوف کام، سفر اور کمیونٹی کی سرگرمیوں میں حصہ لے سکیں۔
- قانونی اور اخلاقی ذمہ داری: یہ حدیث فعال حمایت کی بھی تلقین کرتی ہے۔ اگر کوئی یتیم یا عورت کے ساتھ نا انصافی دیکھے تو اس پر اخلاقی اور دینی ذمہ داری ہے کہ وہ مداخلت کرے یا آگاہی پھیلائے۔ یہ قانونی تحفظ، خیراتی مدد، یا معاشرتی تعلیم کی شکل میں ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

- "أَفْضَلُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمُ لِلنَّاسِ" "الْبِعْمُ الْأَوْسَطُ" ۵۷۸

کمزوروں کا تحفظ دوسروں کے لیے فائدہ مند ہونے اور اللہ کے احکام کی پیروی کرنے کی واضح مثال ہے۔ خلاصہ: یہ حدیث مسلمانوں کو یاد دلاتی ہے کہ ایمان صرف ذاتی عبادت تک محدود نہیں بلکہ معاشرت میں انصاف اور ہمدردی کے قیام کا بھی تقاضا کرتا ہے۔ روزمرہ زندگی، قانونی نظام، خاندانی تعلقات اور سماجی پروگراموں میں اس کی عملی پیروی کر کے اسلام کی تعلیمات کی حقیقی پاسداری اور معاشرتی رشتوں کی مضبوطی ممکن ہے۔

17

مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

ترجمہ: میں نے تمہیں جس چیز کا حکم دیا ہے اسے اختیار کرو، اور جس چیز سے میں نے تمہیں منع کیا ہے اس سے رک جاؤ۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

مفہوم: یہ حدیث اللہ کے احکام کی مکمل اطاعت کی اہمیت پر زور دیتی ہے جو نبی محمد ﷺ کے ذریعے پہنچائے گئے ہیں۔ یہ مسلمانوں کو ہدایت کرتی ہے کہ نبی ﷺ کے دیے گئے تمام احکامات، چاہے وہ دینی، معاشرتی یا اخلاقی ہوں، بغیر کسی ہچکچاہٹ کے قبول کریں اور تمام ممنوع اعمال سے بچیں۔ اس حدیث کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ اللہ کی ہدایات کی پیروی، نظم و ضبط، اور فرمانبرداری ایمان کا لازمی حصہ ہیں۔

تشریح: یہ حدیث اسلامی عمل کے دو بنیادی اصول واضح کرتی ہے: جو حکم دیا گیا اسے انجام دینا اور جو منع کیا گیا اس سے بچنا۔

1. احکام کی پیروی: اس کا مطلب ہے عبادت، نیکی اور انصاف کے اعمال کو فعال طور پر انجام دینا جیسا کہ نبی ﷺ نے بتایا۔
 2. ممنوعات سے بچنا: اس میں گناہوں، نقصان دہ رویوں اور اللہ کے قانون کی نافرمانی سے بچنا شامل ہے۔
- یہ تعلیم واضح کرتی ہے کہ اسلام محض نظریاتی عقیدہ نہیں بلکہ ایک عملی طرز زندگی ہے، جس میں عمل اور اجتناب دونوں ضروری ہیں۔ قرآن بھی اس اصول کی تصدیق کرتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے: اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا: جو میری اطاعت کرے، اس نے اللہ کی اطاعت کی؛ اور جو میری نافرمانی کرے، اس نے اللہ کی نافرمانی کی یہ حوالہ جات دکھاتے ہیں کہ نبی ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت سے الگ نہیں اور دونوں ہی دنیا و آخرت میں ہدایت اور کامیابی کے لیے ضروری ہیں۔

عملی زندگی میں اطلاق: روزمرہ زندگی میں یہ حدیث مسلمانوں کو ہر پہلو میں اسلامی تعلیمات کی پابندی کی ہدایت دیتی ہے۔

1. عبادت میں: نماز، روزہ، زکات اور حج کو بالکل ویسے انجام دینا جیسا نبی ﷺ نے بتایا۔ مثال کے طور پر، نماز کو وقت پر پڑھنا، وضو اور تلاوت میں سنت کی پیروی کرنا، نبی ﷺ کے احکامات کو سنجیدگی سے لینے کی علامت ہے۔
2. معاشرتی اور اخلاقی رویے میں: ایمانداری، انصاف، نیکی اور دوسروں کا احترام کرنا، جبکہ جھوٹ، دھوکہ، غیبت اور ظلم سے بچنا۔ مثال کے طور پر، ایک کاروباری شخص اس حدیث کے مطابق منصفانہ تجارت کرے، دوسروں کا استحصال نہ کرے، اور وعدے پورے کرے۔
3. ذاتی رویے میں: گناہوں اور نقصان دہ عادات جیسے شراب نوشی یا غیبت سے اجتناب کرنا۔ خاندان اس حدیث کو اپنانے کے لیے بچوں کو اسلامی اخلاقیات کی روشنی میں پروان چڑھائیں، انہیں ایمانداری، صبر اور ہمدردی سکھائیں، اور نقصان دہ اثرات سے بچائیں۔
4. جدید چیلنجز میں: ڈیجیٹل رویے میں بھی اطلاق کیا جاسکتا ہے، جیسے انٹرنیٹ پر غیر مناسب مواد سے بچنا، غلط معلومات پھیلانے سے گریز، اور سوشل میڈیا کا ذمہ دارانہ استعمال کرنا، جو ہر شعبہ زندگی میں اخلاقی اطاعت کی عکاسی کرتا ہے۔

خلاصہ: یہ حدیث عمل اور اجتناب کے توازن کی ترغیب دیتی ہے، اور ایک نظم و ضبط، روحانی شعور اور اخلاقی ذمہ داری پر مبنی زندگی کی تشکیل کرتی ہے۔ اس کے اصولوں پر مستقل عمل کر کے مسلمان اپنی روزمرہ کی زندگی کو اللہ کی ہدایت کے مطابق ڈھال سکتے ہیں، تاکہ ان کے اعمال نہ صرف عبادت بلکہ اخلاقی سچائی کی عکاسی کریں۔

18

إِيَّاكُمْ وَالظَّلْمَ فَإِنَّ الظَّلْمَ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ

ترجمہ: بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

مفہوم: یہ حدیث ہمیں دوسروں کے بارے میں بے بنیاد شبہات یا غلط قیاسات کرنے سے خبردار کرتی ہے۔ لفظ ظن سے مراد وہ قیاس یا اندازے ہیں جو بغیر واضح ثبوت کے کیے جائیں۔ نبی ﷺ نے واضح کیا کہ شبہات عموماً غیر معتبر ہوتے ہیں اور یہ اکثر جھوٹے نتائج، غلط فہمیاں، اور ناانصافی کا سبب بنتے ہیں۔ اس حدیث کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مسلمان دوسروں کے بارے میں منفی قیاسات کرنے سے گریز کریں اور حقائق جانچنے کے لیے علم، مشاہدے اور انصاف پر انحصار کریں۔

تشریح: اسلامی تعلیمات کے مطابق، شبہات خطرناک ہیں کیونکہ یہ انسان کے خیالات اور باتوں کو گمراہ کر سکتے ہیں۔ جو شخص شبہات پر عمل کرتا ہے وہ رشتوں کو نقصان پہنچانے، جھوٹ پھیلانے یا بغیر ثبوت کے دوسروں پر الزام لگانے کا خطرہ مول لیتا ہے۔ نبی ﷺ نے سکھایا کہ جو شخص شبہات کا شکار ہو وہ سچ بولنے کے بجائے جھوٹ کے قریب ہوتا ہے، کیونکہ قیاسات خود غیر یقینی اور حقیقت کو مسخ کر سکتے ہیں۔

قرآن مجید میں بھی اس بات کی تصدیق کی گئی ہے، جیسا کہ سورۃ الحجرات (12:49) میں فرمایا:

"اے ایمان والو! بہت زیادہ ظن سے بچو، بے شک بعض ظن گناہ ہیں۔ اور نہ تو ایک دوسرے کی جاسوسی کرو اور نہ ایک دوسرے کی بُرائی کرو۔"

یہ آیت واضح طور پر شبہات کو گناہ اور اخلاقی نقصان سے جوڑتی ہے، اور انصاف کے ساتھ سوچنے کی ضرورت پر زور دیتی ہے۔

حدیث ہمیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ مسلمان دوسروں کے ساتھ بھروسے اور نیک نیتی سے پیش آئیں۔ شبہات سے گریز کرنے سے اعتماد، ایمانداری اور معاشرتی ہم آہنگی بڑھتی ہے۔ یہ عام اسلامی تعلیم کے مطابق دوسروں کو فائدہ شکر کے طور پر دینے اور غلط الزامات سے بچنے کے اصول سے مطابقت رکھتی ہے۔

حقیقی زندگی میں اطلاق: عملی طور پر، یہ حدیث مسلمانوں کو اپنے خیالات، باتوں اور رویوں میں محتاط رہنے کی ہدایت دیتی ہے۔ روزمرہ زندگی میں اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے عمل یا نیت کے بارے میں فوراً منفی قیاس نہ کریں۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی ساتھی آپ کو سلام نہیں کرتا یا دوست جواب دینے میں دیر کرتا ہے، تو منفی نتیجہ اخذ کرنے کی بجائے ممکنہ مثبت یا معمولی وجوہات پر غور کریں۔

معاشرتی معاملات میں، یہ تعلیم ہمیں کہتی ہے کہ افواہوں پر یقین کرنے یا پھیلانے سے پہلے حقائق جانچیں۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی شخص کسی کے بارے میں تنازعی بات سنتا ہے، تو اسے سچ ماننے سے پہلے تصدیق کرنی چاہیے۔ یہ قرآن کی ہدایت سے بھی مطابقت رکھتا ہے، جیسا کہ سورۃ الحجرات (49:6) میں فرمایا: اے ایمان والو! اگر کسی کے بارے میں کوئی جرم یا برا واقعہ آپ کے پاس آیا، تو اس کی تحقیق کر لیا کریں، تاکہ آپ لاعلمی میں لوگوں کو نقصان نہ پہنچائیں اور بعد میں افسوس نہ کریں۔

خاندانی زندگی میں، شبہات سے بچنا امن اور سمجھوتے کو برقرار رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ اگر شریک حیات یا والدین فوراً کسی کی بد نیتی کا شبہ نہ کریں، تو اعتماد اور جذباتی تحفظ بڑھتا ہے۔ دوستوں میں بھی دوسروں کو فائدہ شکر دینا غیر ضروری جھگڑوں کو کم کرتا اور رشتوں کو مضبوط کرتا ہے۔

روحانی پہلو: اس حدیث پر عمل کرنے سے انسان میں اخلاص اور انکساری پیدا ہوتی ہے۔ یہ تسلیم کرنا کہ ہم ہمیشہ حقیقت نہیں جان سکتے، مؤمن کو ناجائز فیصلوں سے روکتا ہے اور آخری علم اللہ پر چھوڑ دیتا ہے، جو دلوں اور نیتوں کا مکمل علم رکھتا ہے۔

نتیجہ: شبہات سے بچنا صرف اخلاقی رہنمائی نہیں بلکہ معاشرتی ہم آہنگی، سچائی، اور روحانی ترقی کا عملی طریقہ بھی ہے۔ یہ مسلمانوں کو سچائی کے مطابق عمل کرنے، محتاط گفتگو کرنے، اور ہر شعبہ زندگی میں اعتماد بڑھانے کی تعلیم دیتا ہے، جو نبی ﷺ کی اخلاقی اور معاشرتی تعلیمات کی عکاسی کرتا ہے۔

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي

ترجمہ: رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔

مفہوم: یہ حدیث رشوت کے عمل کی سخت مذمت کرتی ہے، چاہے وہ شخص رشوت دینے والا ہو (رشی) یا رشوت لینے والا ہو (مرتشی)۔ یہ واضح کرتی ہے کہ دونوں فریق برابر گناہگار ہیں اور اللہ کے سخت عذاب کے مستحق ہیں۔ لفظ لعنت کا استعمال اسلامی تعلیمات میں شدید ناپسندیدگی کو ظاہر کرتا ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے روحانی اور اخلاقی نتائج کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

وضاحت: اسلام میں رشوت ایک بڑا گناہ سمجھی جاتی ہے کیونکہ یہ انصاف، برابری اور معاشرتی اعتماد کو کمزور کرتی ہے۔ جب کوئی شخص رشوت دیتا ہے تو وہ غیر منصفانہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور سچائی و انصاف کو نظر انداز کرتا ہے۔ اسی طرح، رشوت لینے والا اپنی دیانت کو خراب کرتا ہے اور ذاتی فائدہ کو ایمانداری اور انصاف پر فوقیت دیتا ہے۔

اسلام میں عدل معاشرت کا بنیادی ستون ہے اور رشوت اس اصول کی واضح خلاف ورزی ہے۔ قرآن میں بار بار بد عنوانی اور ظلم سے خبردار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر نہ کھاؤ اور نہ اسے حکمرانوں کو اس لیے بھیجو کہ وہ آپ کی مدد کریں کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے ساتھ کھالو، جبکہ آپ جانتے ہو کہ یہ حرام ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے رشوت کو اللہ کی لعنت لانے والا عمل قرار دیا، جس سے اس کی سنگینی ظاہر ہوتی ہے۔ اس حدیث میں رشوت دینے اور لینے دونوں کو مذمت کی جاتی ہے، یعنی کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ صرف ایک طرف قصور وار ہے۔ عملی زندگی میں اطلاق: اس حدیث کی تعلیمات کو عملی زندگی میں اپنانے کے لیے مسلمانوں کو ہر قسم کی رشوت یا بد عنوانی سے صاف انکار کرنا چاہیے، چاہے وہ پیشہ ورانہ، سماجی یا ذاتی حالات ہوں۔

- دفاتر میں: پروموشن، معاہدے یا سہولتوں کے لیے رشوت دینا یا لینا منع ہے۔ مثال کے طور پر، سرکاری ملازم کو چاہیے کہ پرنٹس، لائسنس یا مالی منظوری کے فیصلے ایمانداری اور انصاف کے مطابق کرے اور رشوت قبول نہ کرے۔
- شہریوں کے لیے: حکام کو متاثر کرنے کے لیے پیسے یا تحائف دینا منع ہے۔
- کاروبار میں: ایمانداری اور شفافیت ضروری ہے۔ تاجر کو ڈیلز حاصل کرنے کے لیے رشوت نہ دینی چاہیے اور نہ قبول کرنی چاہیے۔
- تعلیم، صحت اور قانون کے شعبے میں: فیصلے ذاتی مفاد کی بجائے قابلیت اور انصاف کی بنیاد پر ہونے چاہیے۔
- والدین اور اساتذہ: بچوں میں ایمانداری کا جذبہ ڈالیں اور انہیں بتائیں کہ رشوت کے ذریعے حاصل کی گئی آسانیاں گناہ اور ناجائز ہیں۔
- معاشرتی سطح پر: حکومت اور کمیونٹی بد عنوانی کی روک تھام، رشوت کے خلاف رپورٹنگ اور ایسے نظام بنائیں جو رشوت دینے اور لینے کو مشکل بنائیں، جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا ہے: اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد و عورت کی قوموں میں پیدا کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے عزیز وہ ہے جو سب سے زیادہ برہیزگار ہے۔

نتیجہ: یہ حدیث صرف رشوت کی ممانعت نہیں کرتی بلکہ اسے اخلاقی اور دینی ذمہ داری کی سنگین خلاف ورزی بھی قرار دیتی ہے۔ اس کے مفہوم کو سمجھ کر اور اسے عملی زندگی میں اپنانے سے مسلمان ایک منصف، ایماندار اور اخلاقی معاشرے کے قیام میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں، اللہ کی لعنت سے بچ سکتے ہیں اور اس کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ

ترجمہ: بے شک اللہ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے کچھ قوموں کو بلند کرتا ہے اور اسی کے ذریعے کچھ کو پست کر دیتا ہے۔

مفہوم حدیث: یہ حدیث قرآن کی افراد اور معاشروں کی زندگی میں تبدیلی کی طاقت پر زور دیتی ہے۔ لفظ "یرفع" (اٹھانا، بلند کرنا) سے مراد مرتبے، مقام اور روحانی عظمت میں اضافہ ہے، جبکہ "یضعف" (گرنا، نیچے آنا) سے مراد ذلت، پستی یا اخلاقی و سماجی کمی ہے۔ بنیادی خیال یہ ہے کہ قرآن صرف نظریاتی رہنمائی کی کتاب نہیں بلکہ ایک عملی وسیلہ ہے، جس کا اثر اس بات پر منحصر ہے کہ اسے کس طرح قبول کیا جائے، سمجھا جائے اور عمل میں لایا جائے۔ جو لوگ اس کی تعلیمات پر خلوص دل سے عمل کرتے ہیں، وہ دنیاوی اور روحانی طور پر بلند ہوتے ہیں، اور جو لوگ اسے نظر انداز کرتے ہیں یا غلط استعمال کرتے ہیں، وہ اخلاقی، سماجی اور روحانی پستی کا شکار ہوتے ہیں۔

وضاحت: یہ حدیث قرآن کے دوہری کردار کو واضح کرتی ہے: ایک طرف یہ انسان کو بلند کرتا ہے اور دوسری طرف یہ پستی کا معیار بھی ہے۔ اللہ نے انسانوں کو یہ کتاب ہدایت، رحمت اور حکمت کے لیے دی ہے۔

- بلندی: قرآن کے اصولوں کی پابندی، اس کی باقاعدہ تلاوت، معانی کو سمجھنا اور روزمرہ زندگی میں اس پر عمل کرنا انسان کو بلند کرتا ہے۔
- پستی: قرآن کی غفلت، جان بوجھ کر غلط فہمیاں پیدا کرنا یا اس کی تعلیمات کو غلط مقصد کے لیے استعمال کرنا عزت کی کمی، گمراہی اور سماجی و روحانی ذلت کا باعث بنتا ہے۔

قرآن بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے:

- سورہ الجادلہ " (58:11) اللہ تم میں سے ایمان والوں اور علم والوں کو بلند درجات عطا فرمائے گا۔ " یہاں علم سے مراد بنیادی طور پر قرآن کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہے، جو روحانی اور سماجی بلندی سے جڑا ہے۔
- سورہ الاسراء " (17:9) بے شک یہ قرآن سب سے سیدھی ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیک عمل کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے۔ "

عملی زندگی میں اطلاق: اس حدیث کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کے لیے چند اہم پہلو ہیں:

1. قرآن کی باقاعدہ تلاوت اور سمجھ: روزانہ چند آیات پڑھنا اور ان کے معنی پر غور کرنا انسان کے کردار اور اخلاقی نقطہ نظر کو بلند کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، جو شخص قرآن کی ہدایت کے مطابق ایمان داری، نیکی اور انصاف پر عمل کرتا ہے، وہ معاشرت میں عزت پاتا ہے اور ذاتی سالمیت مضبوط ہوتی ہے۔
2. سماجی رویے میں عمل: قرآن انصاف، ضرورت مند کی مدد، سچ بولنے اور مضبوط خاندانی تعلقات قائم کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ جب یہ عملی طور پر نافذ ہوتے ہیں تو فرد اور معاشرہ دونوں بلند ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، جو رہنما قرآن کے انصاف پر عمل کرتے ہیں، وہ اعتماد اور حمایت حاصل کرتے ہیں، اور جو نظر انداز کرتے ہیں، وہ بد عنوانی اور سماجی پستی کا شکار ہوتے ہیں۔
3. علم کے ذریعے بلندی: قرآن کی بنیاد پر اسلامی فقہ، اخلاقیات اور رہنمائی سیکھنا انسان کو دوسروں کو صحیح مشورہ دینے، تنازعات حل کرنے اور معاشرے میں مثبت کردار ادا کرنے کے قابل بناتا ہے۔ علم کی غفلت لوگوں کو غلط عقائد، استحصال اور اخلاقی زوال کے لیے کھلا چھوڑ دیتی ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

4. روحانی بلندی: باقاعدہ نماز، اخلاقی رویہ، صبر اور شکرگزاری جیسی قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے سے انسان اللہ کے قریب ہوتا ہے۔ یہ روحانی بلندی اعتماد، اطمینان اور اخلاقی وضاحت فراہم کرتی ہے۔ ان اعمال کو نظر انداز کرنے سے اندرونی کمزوری، پریشانی اور زندگی کے مقصد کا نقصان ہوتا ہے، جو حدیث میں ذکر کردہ پستی کے مترادف ہے۔

نتیجہ: یہ حدیث مسلمانوں کو یہ تلقین کرتی ہے کہ قرآن کو محض ایک عبادتی فریضہ نہ سمجھیں بلکہ اس کی تعلیمات کو اپنی روزمرہ زندگی میں فعال طور پر شامل کریں۔ بلندی اور پستی کا تعلق براہ راست قرآن کے ساتھ ہمارے رویے سے ہے، جو اسے دنیاوی اور روحانی ترقی کا ذریعہ بناتا ہے۔

باب دوم

سبق نمبر 04: توحید پر ایمان

1. تعارف: توحید کے معنی ہیں ”اللہ کی یکتائی“ یا ”اللہ کو ایک ماننا“۔ یہ اسلام کا سب سے اہم عقیدہ اور ایمان کی بنیاد ہے۔ لفظ ”توحید“ عربی لفظ ”وَحَدَّ“ سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں ”ایک قرار دینا“ یا ”ایک بنانا“۔ توحید پر ایمان رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم یقین رکھیں کہ صرف اللہ ہی کائنات کا خالق، رازق، اور حاکم ہے، اور صرف وہی عبادت، محبت اور اطاعت کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

”تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔“ سورة البقرہ، 2:163

توحید ایمان اسلامی کا پہلا اور سب سے بنیادی رکن ہے۔ اس کے برعکس شرک ہے، یعنی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جو سب سے بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہوئے مر گیا، وہ دوزخ میں داخل ہو گا۔“ صحیح بخاری

اسی لیے توحید پر ایمان ہی انسان کو سچا مسلمان بناتا ہے اور اُسے دنیا و آخرت میں کامیابی، سکون اور نجات عطا کرتا ہے۔

2. توحید کی اقسام: علمائے کرام نے توحید کو بہتر سمجھنے کے لیے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

(الف) توحید ربوبیت: یعنی یہ یقین رکھنا کہ اللہ ہی اکیلا خالق، رازق اور کائنات کا نگران ہے۔ وہی زندگی دیتا ہے، موت دیتا ہے، بارش برساتا ہے، کھیت اگاتا ہے اور تمام امور چلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے، اور وہی سب کاموں کا نگران ہے۔“ سورة الزمر، 39:62

توحید ربوبیت کا مطلب ہے کہ اللہ کی قدرت اور اختیارات میں کوئی شریک نہیں۔

(ب) توحید الوہیت: یعنی یہ ماننا کہ صرف اللہ ہی عبادت کے لائق ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، دعا، قربانی، خوف اور امید جیسے تمام اعمال صرف اللہ کے لیے کیے جائیں۔ کسی اور کی عبادت کرنا شرک ہے۔ اللہ فرماتا ہے: اور تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو۔

(ج) توحید الاسماء والصفات: یعنی اللہ کے تمام نام اور صفات یکتا، کامل اور بے مثال ہیں۔ ہم ان پر اسی طرح ایمان لائیں جیسے قرآن و حدیث میں بیان ہوئے ہیں، نہ انہیں بدلیں، نہ انکار کریں، اور نہ ہی مخلوق سے تشبیہ دیں۔ مثلاً: اللہ الرحمن (نہایت مہربان)، العظیم (سب کچھ جاننے والا)، اور التقدير (ہر چیز پر قادر) ہے۔ اللہ فرماتا ہے: اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔“ سورة الشوریٰ، 42:11

3. شرک اور اس کی اقسام

شرک کا مطلب ہے اللہ کے ساتھ کسی کو اس کی ربوبیت، عبادت یا صفات میں شریک ٹھہرانا۔ یہ توحید کی ضد ہے اور اسلام میں سب سے بڑا گناہ ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: بے شک اللہ اس کو نہیں بخشا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔“ سورة النساء، 4:48

(الف) ربوبیت میں شرک: یہ یقین رکھنا کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور کائنات کا خالق یا نگران ہے۔ جیسے یہ عقیدہ رکھنا کہ اولیاء، بت یا ستارے تقدیر بدل سکتے ہیں۔ یہ ربوبیت میں شرک ہے۔

(ب) الوہیت میں شرک: اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا، قبروں پر دعائیں مانگنا یا فوت شدہ لوگوں سے مدد مانگنا۔ یہ الوہیت میں شرک ہے۔
(ج) اسماء و صفات میں شرک: اللہ کی صفات انسانوں سے منسوب کرنا، اس کے خاص نام کسی اور کو دینا شرک ہے، جیسے کسی انسان کو "سب کچھ جاننے والا" کہنا یا یہ عقیدہ رکھنا کہ کوئی انسان ہر جگہ دعائے دعا سن سکتا ہے۔ شرک انسان کے تمام نیک اعمال ضائع کر دیتا ہے اور اللہ کی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔
4. توحید کے اثرات زندگی پر: توحید ایک مسلمان کی زندگی پر گہرے اثرات ڈالتی ہے:

1. دل کا سکون: توحید والا بندہ ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ مصیبت میں گھبراتا نہیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ہر کام اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔
 2. اندرونی طاقت: توحید انسان کو مضبوط بناتی ہے اور اللہ کے سوا ہر چیز کا خوف ختم کر دیتی ہے۔
 3. اتحاد و بھائی چارہ: ایک اللہ کو ماننے والے مسلمان ایک خاندان کی طرح رہتے ہیں۔
 4. اخلاقی پاکیزگی: توحید انسان کو سچائی، امانت اور نیکی کی طرف مائل کرتی ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ ہر وقت دیکھ رہا ہے۔
 5. امید و حوصلہ: توحید والا مومن کبھی مایوس نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ رحیم اور قادر ہے۔
- توحید انسان کے دل سے غرور، حسد اور خوف کو نکال دیتی ہے، اُسے اللہ کے قریب کرتی ہے اور زندگی کو مقصد اور سمت عطا کرتی ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
1	لفظ ”توحید“ کے معنی ہیں:	جدائی	یکتائی	تعدد	تقسیم	B
2	توحید ایمان کی بنیاد ہے:	سائنس	ایمان	ثقافت	علم	B
3	توحید ربوبیت کا مطلب ہے:	عبادت کی یکتائی	ناموں کی یکتائی	ربوبیت کی یکتائی	فرشتوں کی یکتائی	C
4	اللہ خالق ہے:	صرف انسانوں کا	صرف فرشتوں کا	ہر چیز کا	صرف زمین کا	C
5	توحید الوہیت کا تعلق ہے:	عبادات سے	علم سے	سیاست سے	تخلیق سے	A
6	شرک کا مطلب ہے:	فرشتوں پر ایمان	اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا	نیک عمل کرنا	قرآن پڑھنا	B
7	اللہ ہر گناہ معاف کرتا ہے سوائے:	چوری	جھوٹ	شرک	غیبت	C
8	توحید الاسماء و الصفات کا مطلب ہے:	اللہ کے ناموں اور صفات کی یکتائی	فرشتوں کی یکتائی	انبیاء کی یکتائی	عبادت گزاروں کی یکتائی	A
9	توحید کی ضد ہے:	کفر	شرک	ایمان	اسلام	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

10	توحید پر ایمان انسان کو دیتا ہے:	لوگوں کا خوف	امن و حوصلہ	غرور	نفرت	B
11	”القدر“ کا مطلب ہے:	رحم کرنے والا	سب پر قادر	بخشنے والا	سننے والا	B
12	عبادت میں شامل ہے:	نماز و روزہ	سونا	کھانا	گفتگو	A
13	اللہ کے سوا کسی سے دعا مانگنا ہے:	عبادت	شرک	سنت	جائز	B
14	عبادت کے لائق صرف کون ہے؟	اللہ	انبیاء	فرشتے	اولیاء	A
15	توحید مسلمانوں میں پیدا کرتی ہے:	توہمت	اتحاد	زبان	قبیلہ	B
16	شرک تباہ کرتا ہے:	مال	نیک اعمال	صحت	حسن	B
17	نبی ﷺ نے فرمایا جو شرک پر مرے گا وہ:	جنت میں جائے گا	بخشنا جائے گا	جہنم میں جائے گا	عزت پائے گا	C
18	عبادت میں توحید ظاہر ہوتی ہے:	صرف اللہ کو پکارنے سے	قبروں کی عبادت سے	ستاروں سے مدد مانگنے سے	قسمت پر یقین سے	A
19	توحید پر ایمان دیتا ہے:	موت کا خوف	اللہ پر امید	شک	بتوں سے محبت	B
20	لفظ ”وَحْدٌ“ کے معنی ہیں:	جد کرنا	ایک بنانا	تقسیم کرنا	ملانا	B

مختصر سوالات

1. توحید کیا ہے؟
توحید کا مطلب ہے یہ یقین رکھنا کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہی خالق، حاکم اور عبادت کے لائق ہے۔
2. توحید کیوں اہم ہے؟
یہ اسلام کی بنیاد ہے۔ بغیر توحید کے ایمان مکمل نہیں ہوتا اور کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جاتا۔
3. توحید کی کتنی اقسام ہیں؟
تین: توحید ربوبیت، توحید الوہیت، اور توحید الاسماء والصفات۔
4. شرک کیا ہے؟
شرک کا مطلب ہے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، چاہے ربوبیت میں ہو یا عبادت میں یا صفات میں۔ یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔
5. توحید مسلمان کی زندگی پر کیا اثر ڈالتی ہے؟
توحید دل کو سکون، حوصلہ، ایمان کی مضبوطی اور بھائی چارے کا جذبہ دیتی ہے۔ یہ انسان کو سچائی اور امید سے بھر دیتی ہے۔

طویل سوالات:

سوال 1: توحید کی تین اقسام کی وضاحت کریں۔

جواب: توحید کو بہتر سمجھنے کے لیے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ توحید ربوبیت کا مطلب ہے کہ اللہ ہی خالق، رازق اور نگران ہے، وہی زندگی

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

دیتا اور موت دیتا ہے۔ توحید الوہیت کے معنی ہیں کہ عبادت صرف اللہ کے لیے ہو، جیسے نماز، دعا، روزہ اور قربانی صرف اسی کے لیے کیے جائیں۔ توحید الاسماء والصفات کا مطلب ہے کہ اللہ کے تمام نام اور صفات کامل اور بے مثال ہیں، جن پر ویسے ہی ایمان لانا چاہیے جیسے قرآن و سنت میں ہیں، نہ ان میں تبدیلی کی جائے اور نہ ہی مخلوق سے تشبیہ دی جائے۔ یہ تینوں اقسام مل کر اللہ کی یکتائی کے مکمل عقیدے کو واضح کرتی ہیں۔

سوال 2: توحید مومن کی زندگی پر کیا اثر ڈالتی ہے؟

جواب: توحید مومن کی زندگی میں انقلاب پیدا کرتی ہے۔ وہ ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، اس کے دل سے خوف اور کمزوری ختم ہو جاتی ہے۔ توحید انسان کو سچائی، دیانتداری اور نیکی کی طرف راغب کرتی ہے۔ یہ مسلمانوں کو ایک امت بناتی ہے اور دلوں سے حسد، غرور اور نفرت مٹا دیتی ہے۔ ایک سچا موحد پر سکون، باہمت اور بااخلاق زندگی گزارتا ہے۔

سبق نمبر 05: ایمان بالرسالت

1. تعارف اور قرآنی ہدایات: ایمان بالرسالت اسلام کے بنیادی ارکان ایمان میں سے ایک ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان یہ پختہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں یعنی انبیاء کو انسانیت کی رہنمائی کے لیے بھیجا۔ نبی وہ انسان ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے پیغام کی تبلیغ اور لوگوں کو سیدھی راہ دکھانے کے لیے منتخب فرماتا ہے۔ انبیاء ہر قوم اور ملت میں بھیجے گئے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔" (سورۃ فاطر، 24:35)

تمام انبیاء کا پیغام ایک ہی تھا—یعنی ایک اللہ پر ایمان (توحید)، اس کی اطاعت، اور نیک و اخلاقی زندگی گزارنا۔ انبیاء نے اللہ کی ہدایت کو اپنے قول و عمل سے پہنچایا۔ وہ سچائی، صبر، شفقت، عدل اور رحمت کی عملی مثال تھے۔ قرآن مجید میں 25 انبیاء کے نام بیان ہوئے ہیں، جن میں حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ شامل ہیں۔ سب کا ایک ہی مقصد تھا—انسانوں کو گمراہی کے اندھیروں سے ہدایت کی روشنی تک پہنچانا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور ہم نے آپ (اے محمد ﷺ) کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔" (سورۃ الانبیاء، 107:21)

تمام انبیاء پر ایمان لانا ایمان کا لازمی جزو ہے۔ ہر نبی کا احترام کرنا فرض ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے:

"ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے۔" (سورۃ البقرہ، 285:2)

یوں ایمان بالرسالت انسان کو براہ راست اللہ کی ہدایت سے جوڑ دیتا ہے اور زندگی کے مقصد کو واضح کرتا ہے۔

2. ختم نبوت: ایمان بختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔

آپ ﷺ کی نبوت تمام انسانوں اور تمام زمانوں کے لیے ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، بلکہ وہ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔" (سورۃ الاحزاب، 40:33)

یہ آیت ختم نبوت کے عقیدے کی بنیاد ہے۔ "خاتم النبیین" کا مطلب ہے کہ نبوت کا سلسلہ آپ ﷺ پر مکمل اور مکمل ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے

فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ صحیح بخاری، حدیث 3455

یہ عقیدہ امت مسلمہ کو جھوٹے مدعیان نبوت سے محفوظ رکھتا ہے اور اسلام کی پاکیزگی کو برقرار رکھتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دین اسلام مکمل ہو چکا ہے اور قرآن و سنت قیامت تک کے لیے کافی ہیں۔ جو شخص ختم نبوت کا انکار کرے، وہ دراصل اسلام کے ایک واضح اور بنیادی عقیدے کا انکار کرتا ہے۔ ختم نبوت اس بات کی ضمانت ہے کہ اسلام ایک مکمل اور آخری ضابطہ حیات ہے۔

13. ایمان بالرسالت کے اثرات: ایمان بالرسالت مسلمان کی زندگی، کردار، اور سوچ پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ یہ اللہ کی ہدایت سے جوڑ دیتا ہے اور پوری زندگی کا رخ متعین کرتا ہے۔

1. اخلاقی و روحانی رہنمائی: ایمان بالرسالت سے مسلمان انبیاء کو اپنا نمونہ بناتا ہے۔ وہ سچائی نبی کریم ﷺ سے، صبر حضرت ایوب سے، ایمان حضرت ابراہیم سے، اور ثابت قدمی حضرت موسیٰ سے سیکھتا ہے۔

2. اطاعتِ الہی: انبیاء اللہ کے احکام پہنچاتے ہیں، اس لیے ان پر ایمان انسان کو اللہ کی اطاعت سکھاتا ہے۔ مومن محبت اور اخلاص سے قرآن و سنت پر عمل کرتا ہے۔

3. اتحاد و بھائی چارہ: تمام انبیاء نے ایک ہی دین یعنی اسلام کی تعلیم دی، جو انسانوں میں اتحاد پیدا کرتا ہے اور نفرت، فرقہ بندی اور نسل پرستی کو ختم کرتا ہے۔

4. صبر و امید: انبیاء کی آزمائشوں سے واقفیت مومن کو مشکل وقتوں میں حوصلہ دیتی ہے۔ وہ صبر کرتا ہے اور اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے۔

5. گمراہی سے حفاظت: جو شخص نبی ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے، وہ بدعت، باطل عقائد اور اخلاقی بگاڑ سے محفوظ رہتا ہے۔

6. نبی ﷺ سے محبت: ایمان بالرسالت دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت پیدا کرتا ہے، جو انسان کو آپ ﷺ کی سیرت کے مطابق زندگی گزارنے پر آمادہ کرتی ہے۔ یوں ایمان بالرسالت نہ صرف عقیدہ ہے بلکہ ایک مکمل طرز زندگی ہے جو انسان کو نیک، رحم دل اور ذمہ دار بناتا ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
1	ایمان بالرسالت اسلام کے کتنے ارکان میں سے ایک ہے؟	سات	چھ	پانچ	آٹھ	B
2	نبی کو انسانوں کی رہنمائی کے لیے کس نے منتخب کیا؟	فرشتے	لوگ	اللہ	علماء	C
3	تمام انبیاء کا پیغام کس پر مبنی تھا؟	سائنس	توحید	سیاست	بادشاہت	B
4	قرآن میں کتنے انبیاء کے نام مذکور ہیں؟	124000	25	50	100	B
5	خاتم النبیین کون ہیں؟	حضرت عیسیٰؑ	حضرت محمد	حضرت محمد	حضرت محمد	C
			موسیٰؑ	صلی اللہ علیہ وسلم	ابراہیمؑ	
6	”ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا“ کس کے بارے میں ہے؟	آدمؑ	محمد ﷺ	نوحؑ	عیسیٰؑ	B
7	ختم نبوت کے لیے عربی اصطلاح کیا ہے؟	توحید	ختم نبوت	رسالت	تقویٰ	B
8	خاتم النبیین والی آیت کس سورت میں ہے؟	الاحزاب	البقرہ	الفاتحہ	یوسف	A

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

9	نبی ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد کوئی ___ نہیں آئے گا۔"	کتاب	نبی	امت	وحی	B
10	تمام انبیاء کا پیغام کیا تھا؟	امن و انصاف	دولت	بادشاہت	شہرت	A
11	ایمان بالرسالت انسان کے کردار میں کیا پیدا کرتا ہے؟	تکبر	سستی	اخلاق	نفرت	C
12	آخری اور عالمگیر دین کون سا ہے؟	عیسائیت	یہودیت	اسلام	بدھ مت	C
13	کس نبی نے بیماری میں صبر کی مثال قائم کی؟	ایوبؑ	یوسفؑ	نوحؑ	آدمؑ	A
14	ایمان بالرسالت مسلمان کو کس کی پیروی پر آمادہ کرتا ہے؟	رسم و رواج	قرآن و سنت	ثقافت	دولت	A
15	نبی ﷺ کی کون سی صفت انسانیت کے لیے رحمت ہے؟	علم	دولت	شفقت	طاقت	C
16	ختم نبوت کا انکار کس چیز کا انکار ہے؟	تاریخ	اسلام کے بنیادی حصے کا	روایت	ثقافت	B
17	تمام انبیاء کس نوعیت کے تھے؟	فرشتے	انسان	روحیں	اولیاء	B
18	ایمان بالرسالت انسان کو کس چیز سے بچاتا ہے؟	گمراہی	دولت	صحت	بھوک	A
19	کل انبیاء کی تعداد تقریباً کتنی ہے؟	25	124000	10	99	B
20	درج ذیل میں سے کون نبی نہیں ہے؟	موسیٰؑ	ہارونؑ	لقمان	عیسیٰؑ	C

مختصر سوالات

سوال 1: ایمان بالرسالت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے منتخب کردہ انسانوں کو انسانیت کی رہنمائی کے لیے نبی بنا کر بھیجا، جو اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔

سوال 2: قرآن میں کتنے انبیاء کے نام بیان ہوئے ہیں؟

جواب: قرآن مجید میں 25 انبیاء کے نام بیان کیے گئے ہیں، اگرچہ انبیاء کی کل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

سوال 3: ختم نبوت سے کیا مراد ہے؟

جواب: ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں، اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

سوال 4: انبیاء کو انسانوں کے پاس کیوں بھیجا گیا؟

جواب: انبیاء کو اس لیے بھیجا گیا تاکہ وہ لوگوں کو اللہ کی پہچان کرائیں، صحیح راستہ دکھائیں اور انہیں نیک و پر امن زندگی گزارنے کی تعلیم دیں۔

سوال 5: ایمان بالرسالت کا مسلمان کے کردار پر کیا اثر ہوتا ہے؟

جواب: یہ ایمان انسان میں سچائی، صبر، اور نبی ﷺ کی سیرت کے مطابق زندگی گزارنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

تفصیلی سوالات

سوال 1: ختم نبوت کا تصور قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کریں۔

جواب: ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ قرآن میں فرمایا گیا:

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

"محمد اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔" سورة الاحزاب، 40:33

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔" صحیح بخاری

آپ ﷺ کی تعلیمات تمام انسانوں کے لیے مکمل اور ابدی ہیں۔ ختم نبوت کا عقیدہ امت کو جھوٹے نبیوں سے محفوظ رکھتا ہے اور اسلام کی پاکیزگی کو برقرار رکھتا ہے۔ قرآن و سنت قیامت تک کے لیے ہدایت کے واحد سرچشمے ہیں۔

سوال 2: ایمان بالرسالت ایک مسلمان کی ذاتی اور معاشرتی زندگی پر کیسے اثر انداز ہوتا ہے؟

جواب: ایمان بالرسالت مسلمان کی زندگی کا نقشہ بدل دیتا ہے۔ وہ قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارتا ہے، سچائی، صبر، عدل، اور محبت اختیار کرتا ہے۔ یہ ایمان اسے اللہ کی اطاعت، دوسروں کے ساتھ حسن سلوک، اور امت کے اتحاد کا درس دیتا ہے۔ نبی ﷺ کی سیرت سے رہنمائی لے کر انسان ایک پرامن، نیک، اور باوقار زندگی گزارتا ہے، جس سے اسے دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

سبق نمبر 06: فرشتوں (ملائکہ) پر ایمان

1. تعارف اور قرآنی احکامات: فرشتوں پر ایمان اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے۔ کسی مسلمان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ فرشتوں کے وجود پر ایمان نہ رکھے۔ قرآن پاک اور احادیث میں بار بار ذکر کیا گیا ہے کہ فرشتے اللہ کی خاص مخلوق ہیں جو کبھی اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور ہمیشہ اس کے احکام کو پوری اطاعت اور محنت سے انجام دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور (روشنی) سے پیدا فرمایا ہے۔ ان میں کھانے، پینے یا سونے جیسی دنیوی خواہشات نہیں ہوتیں۔ ان کے پاس انسانوں کی طرح آزاد مرضی نہیں ہوتی، ان کا مقصد صرف اللہ کی عبادت اور اس کے احکام کی تعمیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔" سورة التحريم 66:6

قرآن پاک میں ایمان کے اجزاء میں فرشتوں پر ایمان کا بھی ذکر ہے:

"رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل کی گئی، اور ایمان والے بھی؛ سب ایمان لائے اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔" سورة البقرہ 2:285

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ فرشتوں پر ایمان لانا، اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کی طرح ہی ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص فرشتوں کے وجود پر یقین نہیں رکھتا تو اس کا ایمان (ایمان) ناقص رہتا ہے۔

2. فرشتوں کی ذمہ داریاں: اللہ تعالیٰ نے ہر فرشتے کے لیے مختلف ذمہ داریاں مقرر فرمائی ہیں، اور وہ سب اللہ کے حکم کے مطابق اپنے کام پوری طرح انجام دیتے ہیں۔ چند اہم فرشتے اور ان کی ذمہ داریاں یہ ہیں:

• حضرت جبرائیل علیہ السلام — تمام فرشتوں کے سردار ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات انبیاء تک پہنچاتے ہیں۔ قرآن کریم کی وحی بھی حضرت محمد ﷺ پر انہی کے ذریعے نازل ہوئی۔

• حضرت میکائیل علیہ السلام — رزق کے نظام کے نگران ہیں۔ بارش، نباتات اور قدرتی توازن کو اللہ کے حکم سے برقرار رکھتے ہیں۔

• حضرت اسرافیل علیہ السلام — قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔ ایک بار دنیا کے خاتمے کے لیے اور دوسری بار مردوں کو زندہ کرنے کے لیے۔

Written by: **Naem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

• حضرت عزرائیل علیہ السلام — روح قبض کرنے والے فرشتے ہیں۔ وہ زندہ مخلوقات کی رو میں موت کے وقت اللہ کے حکم سے قبض کرتے ہیں۔ ان چار فرشتوں کے علاوہ بے شمار فرشتے ہیں جو مختلف ذمہ داریاں انجام دیتے ہیں۔ کچھ فرشتے ہمارے اعمال (اچھے یا برے) لکھتے ہیں جنہیں کراما کا تبین کہا جاتا ہے۔ کچھ انسانوں کی حفاظت پر مامور ہوتے ہیں جنہیں حافظہ فرشتے کہا جاتا ہے۔ کچھ اہل ایمان کے لیے دعا کرتے ہیں، کچھ عرش الہی کو اٹھائے ہوئے ہیں، اور کچھ اللہ کے ذکر و علم کی مجالس میں شریک ہوتے ہیں۔

حدیث جبرائیل کا حوالہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور حدیث جبرائیل میں بیان ہے کہ حضرت جبرائیل ایک انسان کی شکل میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے ادب سے آپ ﷺ کے قریب بیٹھ کر زانو سے زانو ملا کر سوالات کیے۔ اسلام، ایمان، احسان اور قیامت کی نشانیاں پوچھی۔ جب انہوں نے ایمان کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اور تقدیر (اچھی یا بری) پر۔" صحیح مسلم، حدیث جبرائیل

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ فرشتوں پر ایمان لانا ایمان کے چھ بنیادی ارکان میں شامل ہے۔

3. حدیث جبرائیل سے آدابِ تعلیم

یہ حدیث نہ صرف ایمان کے ارکان سکھاتی ہے بلکہ سیکھنے اور سکھانے کے خوبصورت آداب بھی واضح کرتی ہے:

1. علم حاصل کرنے کا انداز: حضرت جبرائیل صاف ستھری شکل میں ادب سے بیٹھے اور مؤدبانہ انداز میں سوالات کیے۔ یہ سکھاتا ہے کہ علم حاصل کرتے وقت استاد کا احترام ضروری ہے۔
2. توجہ اور بیٹھنے کا طریقہ: انہوں نے قریب بیٹھ کر پوری توجہ دی، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طالب علم کو سبق کے دوران متوجہ اور حاضر دماغ رہنا چاہیے۔
3. سوالات کے ذریعے سیکھنا: حضرت جبرائیل نے سوالات اس لیے کیے تاکہ دوسرے لوگ سیکھیں کہ علم سوال کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔
4. مہذب گفتگو: انہوں نے مختصر اور مؤدبانہ گفتگو کی، جو ہمیں سکھاتی ہے کہ استاد سے گفتگو ہمیشہ احترام کے ساتھ ہو۔
5. علم کی تصدیق: جو اب سننے کے بعد حضرت جبرائیل نے فرمایا، "آپ نے سچ کہا"۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ علم کی تصدیق اور سمجھ بوجھ کا جائزہ لینا بھی سیکھنے کا حصہ ہے۔

یہ واقعہ ہر مسلمان کے لیے علم و ادب کا نمونہ ہے کہ وہ استاد کے سامنے کس طرح بیٹھے، بات کرے اور سیکھنے کا سلیقہ اپنائے۔

4. خلاصہ: فرشتوں پر ایمان رکھنے سے مسلمان کا ایمان غیب پر مضبوط ہوتا ہے۔ یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ فرشتے ہمارے تمام اعمال لکھ رہے ہیں۔ یہ احساس انسان کو نیکی پر ابھارتا اور برائی سے روکتا ہے۔ فرشتے پاکیزگی، اطاعت اور اخلاص کی علامت ہیں۔ ان کی زندگی ہمیں سکھاتی ہے کہ ہم بھی اخلاص اور عاجزی کے ساتھ اللہ کی بندگی کریں۔ حدیث جبرائیل ایمان اور ادب دونوں کو جوڑتی ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ حقیقی اسلام صرف عقیدہ نہیں بلکہ کردار، احترام اور حسن اخلاق کا نام ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
------	------	---	---	---	---	------

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

1	فرشتے کس چیز سے پیدا کیے گئے؟	آگ	نور	پانی	مٹی	B
2	کون سا فرشتہ انبیاء کو وحی لاتا ہے؟	اسرافیل	جبرائیل	میکائیل	عزرائیل	B
3	کون سا فرشتہ روح قبض کرتا ہے؟	میکائیل	عزرائیل	جبرائیل	اسرافیل	B
4	صور پھونکنے والا فرشتہ کون ہے؟	جبرائیل	عزرائیل	اسرافیل	میکائیل	C
5	حدیث جبرائیل کس صحابی نے روایت کی؟	ابو ہریرہ	عمر بن خطاب	عثمان بن عفان	علی بن ابی طالب	B
6	فرشتے کیا نہیں کرتے؟	کھاتے پیتے نہیں	سوتے نہیں	اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے	سب درست ہیں	D
7	فرشتے کیوں پیدا کیے گئے؟	دنیا پر حکومت کے لیے	اللہ کے احکام بجالانے کے لیے	انسانوں سے مقابلہ کے لیے	آرام کے لیے	B
8	کر اماکاتین کی ذمہ داری کیا ہے؟	آسمان کی حفاظت	اعمال لکھنا	وحی لانا	بارش برسانا	B
9	حضرت میکائیل کی ذمہ داری ہے؟	بارش اور رزق	موت دینا	وحی لانا	مردوں کو زندہ کرنا	A
10	قرآن میں فرشتوں کو کس طرح بیان کیا گیا؟	اللہ سے جھگڑتے ہیں	کبھی نافرمانی نہیں کرتے	رات کو سوتے ہیں	خاندان رکھتے ہیں	B
11	حدیث جبرائیل میں فرشتہ کس شکل میں آیا؟	نور	آگ	انسان	بچہ	C
12	اعمال لکھنے کا مقصد کیا ہے؟	انسانوں کو خوش کرنا	قیامت کے دن اعمال دکھانا	راز رکھنا	کوئی نہیں	B
13	فرشتوں پر ایمان کس کا حصہ ہے؟	احسان	ایمان	اسلام	تقدیر	B
14	جو فرشتے انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ کہلاتے ہیں؟	حافظہ	قریب	روح	ملائکہ	A
15	فرشتوں کی تعداد ہے؟	معلوم	تھوڑی	بے شمار	صرف چار	C
16	جو فرشتے عرش الہی کو اٹھائے ہوئے ہیں وہ کہلاتے ہیں؟	کر اماکاتین	حملۃ العرش	حافظہ	جن	B
17	حدیث جبرائیل ہمیں کیا سکھاتی ہے؟	صرف ایمان	ایمان اور ادب	خواب	جنگیں	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

18	فرشتے کن سے پہلے پیدا کیے گئے؟	انسانوں سے	جانوروں سے	سیاروں سے	پانی سے	A
19	فرشتے انسانی شکل اختیار کرتے ہیں؟	جادو سے	اللہ کے حکم سے	اپنی مرضی سے	دعا سے	B
20	فرشتوں پر ایمان نہ رکھنا کیا ہے؟	کفر	صدقہ	تقویٰ	صبر	A

مختصر سوالات

1. فرشتے کیا ہیں؟

فرشتے اللہ کی خاص مخلوق ہیں جو نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور ہمیشہ اس کے احکام کو بجالاتے ہیں۔

2. چار بڑے فرشتے کون ہیں؟

حضرت جبرائیل (وحی)، حضرت میکائیل (رزق)، حضرت اسرافیل (صور)، اور حضرت عزرائیل (موت)۔

3. حدیث جبرائیل علم کے بارے میں کیا سبق دیتی ہے؟

یہ سکھاتی ہے کہ علم حاصل کرنے والا مؤدب ہو، سوال ادب سے کرے، اور اخلاص و عاجزی کے ساتھ سیکھے۔

4. فرشتوں پر ایمان کیوں ضروری ہے؟

یہ ایمان کا حصہ ہے، اور انسان کو یاد دلاتا ہے کہ اس کے اعمال ہمیشہ فرشتے لکھ رہے ہیں۔

5. فرشتے انسانوں کی کس طرح مدد کرتے ہیں؟

وہ اعمال لکھتے ہیں، حفاظت کرتے ہیں، اور اہل ایمان کے لیے دعا کرتے ہیں۔

تفصیلی سوالات

1. اسلام میں فرشتوں کی ذمہ داریاں بیان کریں۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مختلف کاموں پر مقرر کیا ہے۔ حضرت جبرائیل انبیاء کو وحی پہنچاتے ہیں، حضرت میکائیل رزق، بارش اور نظام قدرت کے ذمہ دار ہیں، حضرت اسرافیل قیامت کے دن صور پھونکیں گے، اور حضرت عزرائیل روح قبض کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ بے شمار فرشتے ہیں جو اعمال لکھتے، مومنوں کی حفاظت کرتے، عرش الہی کو اٹھاتے، اور نیک لوگوں کے لیے دعا کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور کبھی تھکتے نہیں۔ ان کی فرمانبرداری ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہم بھی اپنے رب کے اطاعت گزار بنیں۔

2. حدیث جبرائیل سے حاصل ہونے والے عقائد و آداب بیان کریں۔

حدیث جبرائیل ایمان اور ادب دونوں کی تعلیم دیتی ہے۔ یہ ایمان کے ارکان کی وضاحت کرتی ہے اور سکھاتی ہے کہ علم حاصل کرنے میں مؤدب رہنا ضروری ہے۔ حضرت جبرائیل کا بیٹھنے کا طریقہ، ادب، سوال کرنے کا انداز اور تصدیق کا عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ سچا طالب علم اپنے استاد کا احترام کرے، غور سے سنے اور سمجھنے کی کوشش کرے۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ علم اور ادب ایک ساتھ ہونے چاہئیں، تبھی ایمان مکمل ہوتا ہے۔

سبق نمبر 07: الہامی کتابوں پر ایمان

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

1. تعارف اور قرآنی احکامات: الہامی کتابوں پر ایمان اسلام کے چھ بنیادی عقائد میں سے ایک ہے۔ ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس بات پر ایمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے اپنے مختلف انبیاء پر کئی کتابیں نازل فرمائیں۔ ان کتابوں میں اللہ کے احکام، تنبیہات اور ایک نیک و صالح زندگی گزارنے کی رہنمائی شامل ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری، مکمل اور غیر محرف کتاب ہے جو آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ اس سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں، وہ وقت کے گزرنے کے ساتھ بدل دی گئیں یا مفقود ہو گئیں۔ قرآن مجید ان تمام سابقہ الہامی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور ان میں کی گئی تحریفات کو درست کرتا ہے۔

قرآنی دلائل: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بیشک ہم نے تورات نازل فرمائی، جس میں ہدایت اور روشنی تھی۔ ”(المائدہ 44:5)“ اور ہم نے ان (انبیاء) کے پیچھے عیسیٰ کو بھیجا جو اپنے سے پہلے آئی ہوئی تورات کی تصدیق کرنے والے تھے، اور ہم نے انہیں انجیل عطا کی۔ ”(المائدہ)“ بیشک ہم ہی نے یہ نصیحت (قرآن) نازل فرمائی ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ”(الحجر 9:15)“ یہ آیات ظاہر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے اپنی کتابیں نازل فرمائیں، اور قرآن وہ آخری اور محفوظ کتاب ہے۔

2. تفصیل: مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف اوقات میں مختلف انبیاء پر اپنی ہدایت نازل فرمائی۔ ان تمام کتابوں کا مقصد ایک ہی تھا۔ لوگوں کو ایک سچے خدا کی عبادت کی طرف بلانا اور انہیں عدل، اخلاق اور نیکی کی تعلیم دینا۔

قرآن میں مذکور اہم الہامی کتابیں:

1. تورات: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، جس میں بنی اسرائیل کے لیے قوانین اور ہدایت شامل تھی۔
 2. زبور: حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی، جو دعا، مناجات اور حکمت پر مشتمل کتاب تھی۔
 3. انجیل: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، جو محبت، رحمت، اور ایک خدا کی عبادت کی تعلیم دیتی تھی۔
 4. قرآن: حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی، جو مکمل اور جامع کتاب ہے اور انسانی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتی ہے۔
- یہ تمام کتابیں ابتدا میں اللہ کا کلام تھیں، مگر قرآن کے علاوہ باقی کتابوں میں وقت کے ساتھ تبدیلیاں کر دی گئیں۔ اسی لیے قرآن آخری وحی کے طور پر نازل ہوا تاکہ غلط عقائد کو درست کرے اور اسلام کے دائمی پیغام کی تصدیق کرے۔
- قرآن نہ صرف روحانی ہدایت دیتا ہے بلکہ اخلاقی، قانونی، اور معاشرتی اصول بھی بیان کرتا ہے۔ یہ انسان کو زندگی کے ہر پہلو میں راہ دکھاتا ہے۔
3. تمام الہامی کتابوں پر ایمان کے فوائد

1. ایمان مضبوط ہوتا ہے: تمام کتابوں پر ایمان رکھنے سے انسان اللہ کے مکمل پیغام کو تسلیم کرتا ہے اور اس کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔
2. تمام انبیاء کا احترام: یہ عقیدہ سکھاتا ہے کہ تمام انبیاء سچے تھے اور سب کو اللہ نے ایک ہی مقصد کے لیے بھیجا۔
3. اتحاد و اتفاق کا باعث: یہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان نفرت کو ختم کر کے امن اور ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔
4. اخلاقی رہنمائی: یہ یاد دلاتا ہے کہ اللہ کا پیغام ہمیشہ ایک ہی رہا ہے۔ نیکی کرنا، برائی سے بچنا اور صرف اسی کی عبادت کرنا۔
5. قرآن کو بہتر سمجھنے میں مدد: سابقہ وحیوں کو جاننے سے قرآن کی حکمت اور اس کے جامع پیغام کو بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
------	------	---	---	---	---	------

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

1	الہامی کتابوں پر ایمان کس عقیدہ کا حصہ ہے؟	تین	چھ	چار	دس	B
2	تورات کس نبی پر نازل ہوئی؟	داؤدؑ	موسیٰؑ	عیسیٰؑ	محمد ﷺ	B
3	زبور کس پر نازل ہوئی؟	عیسیٰؑ	داؤدؑ	نوحؑ	ابراہیمؑ	B
4	انجیل کس پر نازل ہوئی؟	موسیٰؑ	محمد ﷺ	عیسیٰؑ	ہارونؑ	C
5	قرآن کس نبی پر نازل ہوا؟	موسیٰؑ	عیسیٰؑ	محمد ﷺ	یوسفؑ	C
6	قرآن کس فرشتے کے ذریعے نازل ہوا؟	اسرافیل	جبرائیل	میکائیل	مالک	B
7	کون سی کتاب تحریف سے محفوظ ہے؟	تورات	زبور	قرآن	انجیل	C
8	تمام الہامی کتابوں کا بنیادی مقصد کیا تھا؟	زبان سکھانا	انسانوں کی رہنمائی	تاریخ لکھنا	معجزات بیان کرنا	B
9	آخری وحی کس نبی کو ملی؟	موسیٰؑ	عیسیٰؑ	محمد ﷺ	ابراہیمؑ	C
10	قرآن کس زبان میں نازل ہوا؟	عبرانی	سریانی	عربی	آرامی	C
11	”قرآن“ کا لغوی معنی کیا ہے؟	نازل شدہ	لکھا ہوا	تلاوت	پیغام	C
12	کون سی پرانی کتابوں میں لوگوں نے تبدیلی کی؟	قرآن	تورات و انجیل	صرف زبور	کوئی نہیں	B
13	قرآن کتنے سالوں میں نازل ہوا؟	10	20	23	30	C
14	الہامی کتابوں پر ایمان رکھنے سے مسلمان کا ایمان کیسا ہوتا ہے؟	ناکمل	مکمل	کمزور	مبہم	B
15	قرآن کی حفاظت کون کرتا ہے؟	فرشتے	علماء	اللہ تعالیٰ خود	مسلمان	C
16	الہامی کتابیں کن پر نازل ہوئیں؟	بادشاہوں	انبیاء پر	اولیاء پر	علماء پر	B
17	تورات کس قوم کے لیے نازل ہوئی؟	رومیوں	بنی اسرائیل	عربوں	فارسیوں	B)
18	زبور میں زیادہ تر کیا شامل تھا؟	قوانین	دعائیں اور حمد	کہانیاں	احکام	B)
19	انجیل کا بنیادی پیغام کیا تھا؟	انصاف و رحمت	تجارت	جنگ	زراعت	A)
20	قرآن کس کے لیے ہدایت ہے؟	صرف عربوں کے لیے	صرف مسلمانوں کے لیے	تمام انسانوں کے لیے	صرف فرشتوں کے لیے	C

مختصر سوالات اور جوابات

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

1. الہامی کتابوں پر ایمان رکھنے کا مطلب کیا ہے؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے مختلف کتابیں نازل کیں اور قرآن آخری اور مکمل کتاب ہے۔

2. چار بڑی نازل شدہ کتابوں کے نام بتائیں۔

تورات، زبور، انجیل، اور قرآن۔

3. قرآن کیوں نازل کیا گیا؟

انسانیت کی مکمل رہنمائی کے لیے اور پچھلی کتابوں میں کی گئی تبدیلیوں کو درست کرنے کے لیے۔

4. کون سی کتاب تحریف سے محفوظ ہے؟

قرآن مجید، جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے۔

5. تمام الہامی کتابوں کا بنیادی پیغام کیا ہے؟

اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرنا اور نیک، عادل اور بااخلاق زندگی گزارنا۔

2 طویل سوالات اور جوابات

1. تمام الہامی کتابوں پر ایمان رکھنے کی اہمیت بیان کریں۔

الہامی کتابوں پر ایمان رکھنا ایمان اسلام کا ایک بنیادی جز ہے۔ یہ عقیدہ ہمیں سکھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی ہدایت کے لیے اپنے انبیاء کے ذریعے اپنی کتابیں نازل کیں۔ ان کتابوں پر ایمان رکھنا تمام انبیاء اور ان کے مشن کا احترام ہے۔ یہ ہمیں اللہ کی مسلسل رہنمائی سے جوڑتا ہے، جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت محمد ﷺ تک جاری رہی۔ یہ عقیدہ انسانوں میں رواداری اور ہم آہنگی پیدا کرتا ہے، مختلف مذاہب کے درمیان محبت کو فروغ دیتا ہے، اور ایمان کو مکمل بناتا ہے۔ اس سے مسلمان قرآن کی تعلیمات پر خلوص سے عمل کرتا ہے جو آخری، مکمل اور عالمی ہدایت کی کتاب ہے۔

2. اللہ کی نازل کردہ اہم کتابوں اور ان کے پیغامات کی وضاحت کریں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنے مختلف انبیاء پر کتابیں نازل فرمائیں۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی جس میں بنی اسرائیل کے لیے قوانین اور احکام شامل تھے۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی، جو دعا اور حمد و ثنا کی کتاب تھی۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی جو محبت، رحمت، اور خالص عبادت کی تعلیم دیتی تھی۔ آخر میں قرآن حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا جو آخری، محفوظ اور عالمگیر کتاب ہے۔ قرآن ایمان، عبادت، اخلاق، عدل، اور انسانی طرز عمل کے تمام اصول بیان کرتا ہے۔ یہ سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور قیامت تک انسانیت کے لیے ہدایت کا ذریعہ رہے گا۔

سبق 08: آخرت پر ایمان

1. تعارف اور قرآنی احکامات: آخرت پر ایمان اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان یہ یقین رکھے کہ موت کے

بعد سب لوگ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے تاکہ ان کے اعمال کے مطابق ان کا فیصلہ کیا جائے۔ نیک عمل کرنے والوں کو انعام اور برے کام کرنے

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

والوں کو سزا ملے گی۔ آخرت پر ایمان زندگی کو ایک مقصد دیتا ہے اور انسان کو صبر، راست روی اور امید پر قائم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: اور یقیناً قیامت آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں، اور اللہ ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں ضرور زندہ کرے گا۔ "سورۃ الحج، 7:22

یہ عقیدہ یاد دلاتا ہے کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے اور اصل کامیابی آخرت کی تیاری میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"عاقل وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کے لیے تیاری کرے۔ ترمذی

2. عالم برزخ (درمیانی مرحلہ): جب کوئی انسان مر جاتا ہے تو اس کی روح ایک مرحلے میں داخل ہوتی ہے جسے عالم برزخ کہتے ہیں۔ یہ دنیاوی زندگی اور قیامت کے دن کے درمیان ایک رکاوٹ ہے۔ روح قیامت تک اسی حالت میں رہتی ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا:

"اور ان کے پیچھے ایک رکاوٹ (برزخ) ہے، اس دن تک جب وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔" سورۃ المؤمن، 100:23

نیک روہیں وہاں سکون اور راحت پاتی ہیں جبکہ گناہگاروں کو تکلیف اور تنگی ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یادوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔" ترمذی

3. حشر و نشر: دنیا کے خاتمے پر فرشتہ اسرافیل صور پھونکے گا۔ تمام روہیں اپنی قبروں سے اٹھیں گی تاکہ اللہ کے حضور فیصلہ ہو۔ اس واقعے کو نشر (دوبارہ زندہ ہونا) اور سب کے جمع ہونے کو حشر کہا جاتا ہے۔ قرآن میں ہے:

"اور اُس دن ہم سب کو اکٹھا کر دیں گے۔" سورۃ الکہف، 47:18

سب لوگ اللہ کے سامنے برابر کھڑے ہوں گے۔ ہر ایک کے اعمال پیش کیے جائیں گے اور کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ ہو گا۔

4. مقام محمود: مقام محمودہ اعلیٰ درجہ ہے جو اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو قیامت کے دن عطا فرمائے گا۔ یہ سب سے بلند اور باعزت مقام ہے جہاں حضور ﷺ اپنی امت کے لیے سفارش (شفاعت) فرمائیں گے۔ اللہ فرماتا ہے:

"اور رات کو تہجد پڑھا کرو جو تمہارے لیے زائد ہے، امید ہے کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر فائز کرے۔" سورۃ الاسراء، 79:17

اس مقام پر نبی کریم ﷺ اپنی امت کے لیے دعا کریں گے اور اللہ ان کی سفارش قبول فرمائے گا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی اپنی امت سے محبت کی علامت ہے۔

5. حوض کوثر: قیامت کے دن ایمان والے ایک خوبصورت چشمے سے پانی پئیں گے جسے حوض کوثر کہا جاتا ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کو عطا کی گئی ایک عظیم نعمت ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا: یقیناً ہم نے تمہیں کوثر عطا کی۔ سورۃ الکوثر، 1:108

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور خوشبو کستوری سے بہتر ہوگی۔ جو اس سے پی لے گا، پھر کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔" بخاری

یہ چشمہ ان لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر سچا ایمان رکھا اور نیک اعمال کیے۔

6. میزان (اعمال کا ترازو): قیامت کے دن ہر انسان کے اعمال میزان پر تولے جائیں گے۔ نیک اور برے اعمال کا وزن بالکل عدل و انصاف سے ہوگا۔

جن کے نیک اعمال زیادہ ہوں گے وہ کامیاب ہوں گے، اور جن کے برے اعمال زیادہ ہوں گے وہ نقصان اٹھائیں گے۔ اللہ فرماتا ہے:

"اور ہم قیامت کے دن عدل کے ترازو قائم کریں گے، پھر کسی پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔" سورۃ الانبیاء، 47:21

یہ عقیدہ ہمیں سکھاتا ہے کہ انسان کو دیانت داری، عبادت اور حسن اخلاق کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیے، کیونکہ ہر عمل کا حساب دیا جائے گا۔

7. جنت اور دوزخ: فیصلے کے بعد سب کو ان کے آخری ٹھکانے بھیج دیا جائے گا۔ نیکیوں کو جنت اور بدکاروں کو دوزخ۔ جنت ایمان والوں کے لیے دائمی انعام ہے، جہاں سکون، خوشی اور ہمیشہ کی راحت ہے۔ قرآن میں ہے:

"کوئی نہیں جانتا کہ ان کے لیے کیسی خوشیاں چھپا رکھی گئی ہیں، ان کے اعمال کے بدلے میں۔" سورة السجده

اس کے برعکس، دوزخ ان لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے ایمان سے انکار کیا اور برائیاں کیں۔ قرآن خبردار کرتا ہے:

"اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔" سورة آل عمران، 3:131

8. آخرت پر ایمان کے فوائد: آخرت پر ایمان انسانی زندگی میں بے شمار فائدے لاتا ہے:

• یہ زندگی کو مقصد اور سمت دیتا ہے۔

• انسان کو صبر، انصاف اور ایمانداری سکھاتا ہے۔

• جو اب دہی کا احساس پیدا کرتا ہے جو گناہوں سے روکتا ہے۔

• اللہ کی رحمت اور انصاف پر امید مضبوط کرتا ہے۔

• نیکی، اخلاق اور بھلائی کی ترغیب دیتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں، تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔ بخاری

آخرت پر ایمان رکھنے والا انسان اپنے اعمال میں محتاط رہتا ہے، پر امن اور مقصد بھرپور زندگی گزارتا ہے اور ابدی کامیابی کی امید رکھتا ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
1	آخرت پر ایمان کا مطلب ہے ایمان لانا:	فرشتوں پر	موت کے بعد کی زندگی پر	انبیاء پر	الہامی کتابوں پر	B
2	عالم برزخ مرنے کے بعد کا مرحلہ ہے:	پیدائش سے پہلے	موت کے بعد	قیامت کے دن	جنت	B
3	صور پھونکنے والا فرشتہ کون ہے؟	جبرائیل	میکائیل	اسرافیل	عزرائیل	C
4	مقام محمود کیا ہے؟	نبی ﷺ کا خاص درجہ	جنت کا مقام	پہاڑ	دریا	A
5	حوض کوثر کیا ہے؟	درخت	پھل	وادی	جنت کا چشمہ	D
6	میزان کا مطلب ہے:	اعمال کا ترازو	دریا	جنت	پہاڑ	A
7	برزخ ہے:	موت اور قیامت کے درمیان رکاوٹ	شہر	دریا	جنت کا مقام	A
8	قرآن میں آخرت کا ذکر ہے:	صرف ایک سورت میں	کئی سورتوں میں	کسی میں نہیں	چند آیات میں	B
9	نبی ﷺ سفارش کریں گے:	اپنی امت کے لیے	فرشتوں کے لیے	انبیاء کے لیے	بادشاہوں کے لیے	A

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

10	صور کتنی بار پھونکا جائے گا؟	دو بار	ایک بار	تین بار	چار بار	A
11	جنت انعام ہے:	فرشتوں کے لیے	کافروں کے لیے	ایمان والوں	جنوں کے لیے	C
12	دوزخ تیار کی گئی ہے:	کافروں کے لیے	انبیاء کے لیے	فرشتوں کے لیے	بچوں کے لیے	A
13	قرآن آخرت کو کیا کہتا ہے؟	الدنیا	الآخرہ	الحیات	الارض	B
14	حوض کوثر عطا کیا گیا:	حضرت ابراہیم کو	حضرت عیسیٰ کو	حضرت موسیٰ کو	نبی محمد ﷺ کو	D
15	میزان میں تو لاجائے گا:	دولت کو	اعمال کو	وقت کو	عمر کو	B
16	آخرت پر ایمان والا مسلمان ہوتا ہے:	نیک اور ذمہ دار	سست	لا پرواہ	مایوس	A
17	دنیا ہے:	بیکار	دائمی	آخرت کے برابر	عارضی	D
18	دوبارہ زندہ کیا جائے گا:	ہر روح کو	صرف نیکوں کو	صرف امیروں کو	صرف انبیاء کو	A
19	اللہ اٹھائے گا ان کو جو ہیں:	پہاڑوں میں	آسمانوں میں	قبروں میں	سمندروں میں	C
20	جنت کا مطلب ہے:	باغ	آگ	اندھیرا	پہاڑ	A

مختصر سوالات

1. آخرت پر ایمان کا مطلب کیا ہے؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان یقین رکھے کہ موت کے بعد سب لوگ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے تاکہ ان کے اعمال کے مطابق انعام یا سزا دی جائے۔

2. عالم برزخ میں کیا ہوتا ہے؟

برزخ میں روح قیامت تک رہتی ہے۔ نیک روحمیں سکون میں رہتی ہیں اور برے اعمال والے عذاب میں۔

3. مقام محمود کیا ہے؟

یہ نبی کریم ﷺ کو عطا کیا گیا اعلیٰ درجہ ہے، جہاں وہ اپنی امت کے لیے سفارش کریں گے۔

4. میزان کیا ہے؟

میزان وہ ترازو ہے جس پر قیامت کے دن ہر انسان کے نیک و بد اعمال تولے جائیں گے۔

5. آخرت پر ایمان کے کیا فائدے ہیں؟

یہ ایمان انسان کو ایماندار، صابر اور پر امید بناتا ہے، اور اسے نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی ترغیب دیتا ہے۔

طویل سوالات

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

1. اسلامی عقیدہ کے مطابق موت کے بعد زندگی کے مراحل بیان کریں۔

موت کے بعد روح عالم برزخ میں داخل ہوتی ہے جہاں وہ قیامت تک رہتی ہے۔ جب قیامت آئے گی تو فرشتہ اسرافیل صور پھونکے گا، تمام روحیں دوبارہ زندہ ہوں گی۔ پھر حشر و نشر کا دن ہو گا جب سب اللہ کے حضور پیش ہوں گے۔ اعمال میزان پر تولے جائیں گے، لوگ پل صراط سے گزریں گے، نیک لوگ حوض کوثر سے پانی پئیں گے اور جنت میں جائیں گے، جبکہ گناہگار دوزخ میں جائیں گے۔ یہ سب مراحل بتاتے ہیں کہ دنیا عارضی ہے اور اصل زندگی موت کے بعد شروع ہوتی ہے۔

2. آخرت پر ایمان کی اہمیت اور اثرات بیان کریں۔

آخرت پر ایمان ایک مسلمان کے ایمان کا بنیادی حصہ ہے۔ یہ انسان کو ذمہ دار، بااخلاق اور نیک بناتا ہے۔ جب انسان جانتا ہے کہ اللہ ہر عمل کا حساب لے گا، تو وہ ظلم، جھوٹ اور برائی سے بچتا ہے۔ یہ ایمان انسان کو امید دیتا ہے، مشکلات میں صبر عطا کرتا ہے اور نیکی کی طرف راغب کرتا ہے۔ آخرت پر ایمان کے بغیر زندگی بے مقصد اور اخلاقی بنیاد سے خالی ہو جاتی ہے۔

سبق نمبر 09: نماز (صلوٰۃ)

1. تعارف اور قرآنی / حدیثی احکامات: نماز اسلام کے سب سے اہم ارکان میں سے ایک ہے۔ یہ ایمان کی گواہی (کلمہ شہادت) کے بعد دوسرا رکن ہے۔ صلوٰۃ کے معنی ہیں: تعلق جوڑنا، اللہ کے سامنے کھڑا ہونا، اور اس سے براہ راست گفتگو کرنا۔ نماز کا حکم واقعہ معراج کی شب فرض کیا گیا، جب نبی کریم ﷺ کو آسمانوں کی سیر کروائی گئی۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

"بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے، اور یقیناً اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔" سورة العنکبوت، 29:45

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ نماز مومن کو برے اعمال سے بچاتی ہے اور روحانی ترقی کا ذریعہ بنتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اسے قائم رکھا، اس نے دین کو قائم رکھا، اور جس نے اسے ترک کیا، اس نے دین کو گرا دیا۔" حدیث: بیہقی

ہر مسلمان مرد و عورت، جوان و بوڑھا پر روزانہ پانچ نمازیں فرض ہیں:

• فجر (صبح سویرے)

• ظہر (دوپہر)

• عصر (بعد دوپہر)

• مغرب (غروب آفتاب)

• عشاء (رات)

ہر نماز ایک موقع ہے کہ بندہ اللہ کو یاد کرے، اس سے مغفرت مانگے، اور اپنی روح کو تازہ کرے۔

2. نماز کی حکمت اور دنیا و آخرت کے انعامات: صلوٰۃ کی حکمت خالق اور مخلوق کے تعلق میں مضمر ہے۔ جب مسلمان نماز میں کھڑا ہوتا ہے، تو وہ اپنی

عاجزی، فرمانبرداری، اور شکر گزاری کا اظہار کرتا ہے۔ نماز دل کو صبر سکھاتی ہے، دماغ کو پاکیزگی عطا کرتی ہے، اور جسم کو نظم و ضبط کا عادی بناتی

ہے۔ دنیا میں نماز ذہنی سکون، مشکلات میں طاقت، اور روزمرہ زندگی میں برکت کا باعث بنتی ہے۔ یہ وقت کی پابندی، اتحاد، اور احترام سکھاتی ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

جب مسلمان جماعت میں نماز پڑھتے ہیں، تو سب ایک صف میں کدھے سے کدھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کے سامنے سب برابر ہیں، خواہ امیر ہو یا غریب، گورہو یا کالا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے حدیث: سنن نسائی

اس کا مطلب ہے کہ نماز مومن کے دل کو سکون اور خوشی عطا کرتی ہے۔ آخرت میں قیامت کے دن سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اگر وہ درست ہوئی تو اس کے تمام اعمال درست ہوں گے۔ "حدیث: ترمذی

یوں نماز دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی اور روحانی سکون کا ذریعہ ہے۔

3. نماز چھوڑنے کی سزا: نماز چھوڑ دینا یا اس میں غفلت برتنا اسلام میں بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ اللہ کے حکم سے لاپرواہی ظاہر کرتا ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا: پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئے جنہوں نے نماز ضائع کر دی اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے، تو وہ جلد ہی انجام بد دیکھیں گے۔ "سورۃ مریم نبی ﷺ نے فرمایا: آدمی اور کفر کے درمیان فرق نماز چھوڑنے میں ہے حدیث: مسلم

یعنی جو شخص بلا عذر نماز چھوڑ دیتا ہے، وہ ایمان سے دوری کے خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ نماز نہ پڑھنے والا شخص سکون، برکت، اور اللہ کی حفاظت سے محروم ہو جاتا ہے۔ قیامت کے دن وہ سخت پشیمان ہوگا۔ دنیا میں بھی نماز چھوڑنے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور زندگی بے چینی سے بھر جاتی ہے۔ جو اللہ سے تعلق توڑ دیتا ہے، وہ دل کا سکون اور راہ ہدایت کھو دیتا ہے۔ اس لیے نماز چھوڑنا روحانی اور اخلاقی دونوں لحاظ سے نقصان دہ ہے۔

کثیر الامتخانی سوالات

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
1	روزانہ مسلمانوں پر کتنی نمازیں فرض ہیں؟	تین	چار	پانچ	چھ	C
2	نماز کس واقعے کے دوران فرض کی گئی؟	ہجرت	معراج	بدر کی جنگ	حج	C
3	صلوٰۃ کے معنی کیا ہیں؟	صدقہ	تعلق	روزہ	پاکیزگی	B
4	قیامت کے دن سب سے پہلا سوال کس بارے میں ہوگا؟	صدقہ	روزہ	نماز	حج	C
5	کون سی نماز صبح سویرے پڑھی جاتی ہے؟	نجر	ظہر	عصر	عشاء	A
6	کون سی سورہ کہتی ہے کہ نماز برے کاموں سے روکتی ہے؟	العنکبوت	الفاتحہ	مریم	البقرہ	A
7	نماز نبی ﷺ کو کب براہ راست عطا ہوئی؟	خواب میں	جبریل کے ذریعے	معراج کی رات	جمعہ کے خطبے میں	C
8	اسلام کے کتنے ارکان ہیں؟	تین	پانچ	سات	دس	B
9	جماعت کی نماز کیا ظاہر کرتی ہے؟	تقسیم	دولت	مساوات	فخر	C
10	نماز انسان کو کیا سکھاتی ہے؟	سستی	وقت کی پابندی	جھگڑا	غصہ	B
11	"میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے" کس نے فرمایا؟	ابو بکرؓ	عمرؓ	نبی ﷺ	علیؓ	C

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

12	اگر قیامت کے دن نماز درست ہو تو کیا ہو گا؟	باقی اعمال قبول ہوں گے	باقی اعمال رد ہوں گے	کوئی اثر نہیں	A
13	نماز چھوڑنے سے کیا ہوتا ہے؟	سکون	ہدایت	بے چینی	C
14	نماز کیا مضبوط کرتی ہے؟	صرف جسم	ایمان و کردار	دولت	B
15	قیامت کے دن کون پشیمان ہو گا؟	نمازی	نماز چھوڑنے والا	روزہ دار	B
16	نماز معاشرتی زندگی میں کیا پیدا کرتی ہے؟	نفرت	اتحاد	غرور	B
17	نبی ﷺ نے نماز کو کیا کہا؟	اسلام کا دروازہ	دین کا ستون	اسلام کی دولت کی چھت	B
18	باقاعدگی سے نماز پڑھنے والا کیسا بنتا ہے؟	مغرور	مہربان و صابر	لا پرواہ	B
19	شام کی نماز کو عربی میں کیا کہتے ہیں؟	عصر	مغرب	عشاء	B
20	قرآن کن لوگوں کے بارے میں تشبیہ کرتا ہے؟	نماز پڑھنے والے	جو نماز چھوڑ دیتے ہیں	جو صدقہ دیتے ہیں	B

مختصر سوالات

1. صلوٰۃ کیا ہے اور اس کی اہمیت کیا ہے؟
صلوٰۃ اسلام کا دوسرا رکن ہے جو بندے کو اللہ سے جوڑتا ہے۔ یہ دل کو پاک کرتی ہے اور زندگی میں سکون و نظم پیدا کرتی ہے۔
 2. نماز کب فرض ہوئی؟
نماز شبِ معراج میں فرض ہوئی جب نبی ﷺ کو آسمانوں پر لے جایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے براہِ راست نماز کا حکم دیا۔
 3. نماز روزمرہ زندگی میں کیا فائدہ دیتی ہے؟
نماز ذہنی سکون، وقت کی پابندی، اور نظم و ضبط پیدا کرتی ہے۔ یہ ایمان کو مضبوط بناتی اور گناہوں سے روکتی ہے۔
 4. جو نماز چھوڑتا ہے اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟
ایسا شخص برکت، سکون اور ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے۔ آخرت میں اسے سزا اور پشیمانی کا سامنا ہو گا۔
 5. نماز مسلمانوں میں مساوات کیسے پیدا کرتی ہے؟
جماعت کی نماز میں سب ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں، امیر و غریب میں کوئی فرق نہیں رہتا، سب اللہ کے سامنے برابر ہوتے ہیں۔
- طویل سوالات (تفصیلی جوابات)

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

س1: نماز کی حکمت اور دنیا و آخرت میں فوائد بیان کریں۔

نماز کی حکمت اطاعت، نظم و ضبط اور اللہ کی یاد پر مبنی ہے۔ یہ مسلمان کو منظم، پاکیزہ اور با مقصد زندگی گزارنا سکھاتی ہے۔ دنیا میں نماز وقت کی پابندی، اتحاد، اور کردار میں پاکیزگی پیدا کرتی ہے۔ یہ دل کو صاف کرتی اور برے اعمال سے بچاتی ہے۔ آخرت میں نماز پہلا سوال ہوگی، اور جس کی نماز درست ہوگی اس کے تمام اعمال قبول ہوں گے۔ اس طرح صلوٰۃ روحانی ضرورت اور ابدی کامیابی کی کنجی ہے۔

س2: نماز چھوڑنے کے نتائج کیا ہیں؟

نماز چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے۔ قرآن ایسے لوگوں کی مذمت کرتا ہے جو نماز کو ضائع کرتے اور خواہشات کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ ایسے لوگ دنیا میں سکون و برکت کھودیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ نماز ترک کرنے سے انسان کفر کے قریب ہو جاتا ہے۔ قیامت کے دن ایسے لوگ سخت سزا اور پشیمانی کا سامنا کریں گے۔ اس لیے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ نماز پابندی اور اخلاص سے ادا کرے تاکہ اللہ کی رحمت میں شامل رہے۔

سبق نمبر 10: روزہ (Fasting)

تعارف اور قرآنی وحدیثی احکام: روزہ (صوم) اسلام کے پانچ بنیادی ستونوں میں سے ایک ہے۔ یہ عبادت کا ایک عمل ہے جس میں مسلمان فجر کے وقت سے لے کر مغرب کے وقت تک کھانے، پینے اور ازدواجی تعلقات سے پرہیز کرتے ہیں، صرف اللہ کی رضا کے لیے۔ روزہ صرف بھوکا یا پیاسا رہنے کا نام نہیں بلکہ یہ روحانی تربیت ہے جو صبر، ضبط نفس اور اللہ کے قرب کا ذریعہ بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔" سورۃ البقرہ 2:183
یہ آیت بتاتی ہے کہ روزہ ایک قدیم عبادت ہے جو پچھلی امتوں میں بھی رائج تھی۔ اس کا اصل مقصد انسان میں تقویٰ پیدا کرنا ہے تاکہ وہ اللہ کے قریب ہو جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔" صحیح بخاری

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ صرف ایک رسم نہیں بلکہ ایمان اور اخلاص کا مظہر ہے جو روحانی پاکیزگی اور مغفرت کا سبب بنتا ہے۔ رمضان کے روزے ہر اس مسلمان پر فرض ہیں جو بالغ، عاقل، صحت مند اور مقیم ہو۔ بچے، بیمار، مسافر، بوڑھے اور عورتیں (حیض یا نفاس کی حالت میں) روزہ چھوڑ سکتی ہیں یا بعد میں قضا رکھ سکتی ہیں۔

روزہ توڑنے والی چیزیں

1. جان بوجھ کر کھانا یا پینا۔
2. کھانے، پینے یا دوا کو جان بوجھ کر حلق سے نیچے اتارنا۔
3. ناک یا منہ کے ذریعے دوا لینا۔
4. غذا یا طاقت دینے والا انجکشن یا ڈرپ لگوانا (جیسے گلوکوز وغیرہ)
5. جان بوجھ کر تھوکرے کرنا۔
6. جان بوجھ کر دھواں یا بخارات اندر لینا (جیسے سگریٹ وغیرہ کا دھواں)
7. ایسی چیز نگل لینا جو کھانے کی نہیں (جیسے کاغذ، مٹی یا کنکری وغیرہ)

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

8. بغیر کسی جائزہ کے روزہ توڑ دینا۔

روزے کی حکمت اور دنیا و آخرت کے فوائد: روزے کی حقیقت محض کھانے پینے سے رکنے سے کہیں بڑھ کر ہے۔ یہ انسان کو صبر، شکر، ضبطِ نفس اور ہمدردی سکھاتا ہے۔ جب مسلمان روزہ رکھتا ہے تو وہ اپنے جذبات، خواہشات اور غصے پر قابو پانا سیکھتا ہے۔ بھوک اسے غریبوں اور محتاجوں کی حالت یاد دلاتی ہے جس سے دل میں رحم اور سخاوت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ روزہ روح کو پاک کرتا ہے۔ یہ انسان کو جھوٹ، غیبت، فخر اور بدزبانی جیسے گناہوں سے بچاتا ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو نہ فحش کلام کرے نہ شور مچائے، اگر کوئی اسے گالی دے یا لڑے تو کہے: میں روزہ دار ہوں۔" صحیح بخاری

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روزہ انسان کو اخلاقی تربیت دیتا ہے کہ وہ ہر حال میں پرسکون، مہذب اور صابر رہے۔ روزے کے جسمانی فوائد بھی ہیں۔ یہ بدن کو آرام دیتا ہے، نظام ہاضمہ کو درست کرتا ہے اور مضر مادوں سے جسم کو صاف کرتا ہے۔ ماہرین طب کے مطابق روزہ ذہنی سکون، قوتِ ارادی اور خود پر قابو پانے کی صلاحیت بڑھاتا ہے۔ روحانی لحاظ سے روزہ تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ جب انسان اللہ کے لیے حلال چیزوں سے رک جاتا ہے تو وہ حرام کاموں سے خود بخود بچنے لگتا ہے۔ اس طرح دل میں پاکیزگی اور جواب دہی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ روزے کا اجر بے حد عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک حدیثِ قدسی میں فرماتا ہے: آدم کے بیٹے کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزے کے، وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔" صحیح بخاری یعنی روزے کا اجر اتنا بڑا ہے کہ اس کا اندازہ انسان نہیں لگا سکتا۔ یہ اجر براہِ راست اللہ کے ہاں سے ملتا ہے۔ آخرت میں بھی روزہ ایمان والے کے لیے سفارش کرے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کے حق میں سفارش کریں گے۔ مسند احمد یوں روزہ دنیا اور آخرت دونوں میں فائدہ مند ہے۔ یہ بدن کو پاک کرتا ہے، ایمان کو مضبوط کرتا ہے اور اللہ کے قرب کا ذریعہ بنتا ہے۔

کثیر الامتخابی سوالات

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
1	روزے کا عربی لفظ کیا ہے؟	نماز	زکوٰۃ	صوم	حج	C
2	روزے کن لوگوں پر بھی فرض کیے گئے تھے؟	فرشتے	کافر	سابقہ امتیں	انبیاء ہی	C
3	روزے کا اصل مقصد کیا ہے؟	علم	تقویٰ	دولت	طاقت	B
4	رمضان کے روزے ہیں؟	نفل	سنت	فرض	نفل	C
5	روزہ کب سے کب تک رکھا جاتا ہے؟	صبح تا شام	فجر تا مغرب	فجر تا عصر	دوپہر تا مغرب	B
6	کون سا عمل روزہ توڑ دیتا ہے؟	سونا	بھول کر کھانا	جان بوجھ کر کھانا	نماز پڑھنا	C
7	کون روزے سے مستثنیٰ ہے؟	بالغ مسلمان	بچے	صحت مند مرد	امام	B
8	نبی ﷺ نے روزے کو کیا فرمایا؟	بوجھ	ڈھال	سزا	عادت	B
9	مسلمان کس مہینے میں روزہ رکھتے ہیں؟	محرم	شعبان	رمضان	ذوالحجہ	C
10	روزہ کب شروع ہوتا ہے؟	فجر	ظہر	عصر	عشاء	A
11	فجر سے پہلے کھانے کا نام کیا ہے؟	افطار	سحری	کھانا	دوپہر کا کھانا	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

12	روزہ افطار کرنے کا وقت کہلاتا ہے؟	سحری	افطار	دستر خوان	کھانا	B
13	روزہ کس خوبی کو بہتر بناتا ہے؟	سستی	غصہ	صبر	لاچ	C
14	روزے کا اجر کون دیتا ہے؟	فرشتے	لوگ	اللہ تعالیٰ	امام	C
15	روزہ رکھنے سے انسان میں... جذبہ پیدا ہوتا ہے؟	غرور	بڑائی	ہمدردی	غصہ	C
16	رمضان کا مہینہ کس صفت کا مہینہ کہلاتا ہے؟	رحمت	جنگ	خوشی	تجارت	A
17	روزے کا جسمانی فائدہ کیا ہے؟	زیادہ کھانا	جسم کی صفائی	کمزوری	سستی	B
18	نبی ﷺ کے مطابق روزہ کیا سکھاتا ہے؟	تکبر	صبر	فخر	بحث	B
19	جو شخص اخلاص سے روزہ رکھے اسے کیا ملتا ہے؟	شہرت	گناہوں کی معافی	دولت	عہدہ	B
20	روزہ اور قرآن سفارش کب کریں گے؟	دنیا میں	قیامت کے دن	رمضان میں ہی	خواب میں	B

مختصر سوالات

1. اسلام میں روزے کا مطلب کیا ہے؟
روزہ فجر سے مغرب تک اللہ کی خاطر کھانے، پینے اور ازدواجی تعلقات سے پرہیز کرنے کا نام ہے۔ عبادت انسان میں تقویٰ اور ضبطِ نفس پیدا کرتی ہے۔
2. روزے کا مقصد کیا ہے؟
روزے کا اصل مقصد تقویٰ حاصل کرنا، ایمان مضبوط کرنا اور نفس کی تربیت کرنا ہے۔
3. کن لوگوں کو روزے سے چھوٹ ہے؟
بچے، بیمار، مسافر، بوڑھے اور عورتیں حیض یا نفاس کی حالت میں روزہ چھوڑ سکتی ہیں یا بعد میں فضا رکھ سکتی ہیں۔
4. روزے کے روحانی فائدے کیا ہیں؟
روزہ روح کو پاک کرتا ہے، خواہشات پر قابو پاتا ہے، صبر، شکر اور دوسروں کے لیے ہمدردی پیدا کرتا ہے۔
5. حدیثِ قدسی کے مطابق روزے کا اجر کیا ہے؟
اللہ فرماتا ہے: "روزہ میرے لیے ہے، اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔" یعنی روزے کا اجر بے حساب اور اللہ کی طرف سے ملتا ہے۔

طویل سوالات

1. روزے کی حکمت اور اس کے دنیا و آخرت کے فوائد بیان کریں۔
روزہ روح اور جسم کی تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ انسان کو صبر، نظم و ضبط اور تقویٰ سکھاتا ہے۔ جب مسلمان اللہ کی رضا کے لیے حلال چیزوں سے بھی رک جاتا ہے تو وہ حرام چیزوں سے خود بخود بچنے لگتا ہے۔ روزہ رکھنے سے غریبوں کے لیے ہمدردی پیدا ہوتی ہے اور صدقہ و خیرات کا جذبہ بڑھتا ہے۔ جسمانی لحاظ سے روزہ بدن کو صاف کرتا ہے اور صحت بہتر کرتا ہے۔ روحانی طور پر یہ ایمان مضبوط کرتا ہے اور تقویٰ میں اضافہ کرتا ہے۔ آخرت میں روزہ گناہوں کی معافی اور اللہ کی رضا کا ذریعہ بنے گا، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

2. قرآن و حدیث کی روشنی میں روزے کی اہمیت بیان کریں۔

قرآن کریم (سورۃ البقرہ 183:2) میں روزہ فرض کیا گیا تاکہ ایمان والے تقویٰ حاصل کریں۔ یہ عبادت پچھلی امتوں میں بھی رائج رہی، جس سے اس کی قدامت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو رمضان کے روزے ایمان اور اخلاص سے رکھے گا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ روزے کو آپ ﷺ نے ڈھال قرار دیا جو انسان کو برائی سے بچاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزے کا اجر وہ خود دے گا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ نہ صرف فرض عبادت ہے بلکہ روحانی پاکیزگی اور اللہ کے قرب کا بہترین ذریعہ بھی ہے۔

سبق نمبر 11: زکوٰۃ اور عشر

1. تعارف: لفظ زکوٰۃ عربی مادہ "زکا" سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں پاک کرنا، بڑھنا اور اضافہ ہونا۔ اسلامی تعلیمات میں زکوٰۃ وہ لازمی صدقہ ہے جو ہر صاحب نصاب مسلمان کو اپنے مال سے سال میں ایک بار ادا کرنا فرض ہے۔ زکوٰۃ مال کو اور دل کو حرص و خود غرضی سے پاک کرتی ہے۔ عشر: عشر کے معنی ہیں "دسواں حصہ"۔ یہ کھیتی باڑی یا زرعی پیداوار سے دیا جانے والا صدقہ ہے۔ اگر زمین بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے تو اس کی پیداوار کا دسواں حصہ (10/1) دینا فرض ہے، اور اگر کنویں، نہر یا کسی مصنوعی ذریعے سے پانی دیا جائے تو بیسواں حصہ (20/1) دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، اور جو بھلائی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے، وہ تمہیں اللہ کے پاس ملے گی۔" سورۃ البقرہ 110:2
حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

"اسلام پانچ ستونوں پر قائم ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا۔" بخاری

رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد کچھ قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔"

انہوں نے انکار کرنے والوں سے جہاد کیا، جسے "جہاد ابو بکر" کہا جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ زکوٰۃ اسلام کا بنیادی جز ہے جس سے انکار نہیں۔

2. زکوٰۃ اور عشر کی حکمت و فلسفہ: زکوٰۃ اور عشر صرف عبادت نہیں بلکہ اسلامی معاشی نظام کی بنیاد ہیں۔ ان کے پیچھے انصاف، توازن اور پاکیزگی کا فلسفہ

پوشیدہ ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے صاحب ثروت لوگ اپنے مال کا ایک چھوٹا سا حصہ (عمومی طور پر 2.5%) غریبوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اس سے دولت

گردش میں رہتی ہے اور چند ہاتھوں میں محدود نہیں رہتی۔ اس طرح اسلام معاشی تفاوت اور طبقاتی تقسیم کو ختم کرتا ہے۔ زکوٰۃ دینے والے کا دل لالچ

اور خود غرضی سے پاک ہوتا ہے، جبکہ لینے والے کے دل سے حسد اور بغض دور ہوتا ہے۔ اس سے معاشرے میں محبت، ہمدردی اور اتحاد پیدا ہوتا

ہے۔ اسی طرح عشر زرعی طبقے میں مساوات پیدا کرتا ہے۔ کسان اپنی پیداوار کا کچھ حصہ غریبوں کے لیے نکالتے ہیں تاکہ سب اللہ کی نعمتوں میں

شریک ہوں۔ زکوٰۃ اور عشر ایک ایسا نظام قائم کرتے ہیں جو انصاف اور سب کی بھلائی پر مبنی ہے، تاکہ اسلامی معاشرے میں کوئی بھوکا نہ سوئے۔

3. دنیا و آخرت میں فوائد و انعامات

دنیا میں:

• زکوٰۃ مال میں برکت (برکات) لاتی ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

- یہ غربت کو کم کرتی ہے اور دولت کی گردش کو یقینی بناتی ہے۔
- یہ امیروں اور غریبوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرتی ہے۔
- زکوٰۃ مال کو مصیبت، نقصان اور آفت سے محفوظ رکھتی ہے۔

آخرت میں:

- زکوٰۃ مغفرت اور نجات کا ذریعہ ہے۔
- زکوٰۃ دینے والے قیامت کے دن اللہ کی رحمت اور سایہ کے نیچے ہوں گے۔
- نبی ﷺ نے فرمایا: صدقہ مال کو کم نہیں کرتا۔" (صحیح مسلم)
- جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے، ان کے لیے سخت عذاب کی وعید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
- "جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔" (سورۃ التوبہ 9:34)

کثیر الامتخانی سوالات

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
1	لفظ "زکوٰۃ" کے معنی ہیں:	نماز	پاکیزگی	صبر	روزہ	B
2	زکوٰۃ اسلام کا ___ ستون ہے۔	پہلا	دوسرا	تیسرا	چوتھا	C
3	عشر کس چیز سے لیا جاتا ہے؟	معدنیات	فضلیں	تنخواہ	جانور	B
4	بچت پر زکوٰۃ کی شرح ہے:	1%	2.5%	10%	20%	B
5	عشر کے معنی ہیں:	آدھا	دسواں حصہ	پانچواں حصہ	چوتھائی حصہ	B
6	زکوٰۃ پاک کرتی ہے:	صرف مال	دل و مال	صرف روح	جسم	B
7	زکوٰۃ کم کرتی ہے:	دولت	غربت	روزگار	اتحاد	B
8	حضرت ابو بکرؓ نے جنگ کی ان کے خلاف جو:	غیر مسلم تھے	منکرین زکوٰۃ تھے	منافق تھے	تاجر تھے	B
9	نصاب زکوٰۃ کا مطلب ہے:	ادائیگی کا وقت	کم از کم مقدار	دینے کا طریقہ	صدقے کی قسم	B
10	زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے ہر:	مہینے	سال	ہفتے	زندگی میں ایک بار	B
11	اگر فصل بارش سے سیراب ہو تو عشر ہے:	1/20	1/10	1/5	1/15	B
12	زکوٰۃ دی جاتی ہے:	امیروں کو	غریبوں محتاجوں کو	تاجروں کو	رشتہ داروں کو	B
13	حدیث کے مطابق صدقہ مال کو نہیں۔۔۔	بڑھاتا	گھٹاتا	دوگنا کرتا	ختم کرتا	B
14	زکوٰۃ کا ایک مقصد ہے:	لاچ بڑھانا	مال کو پاک کرنا	طاقت دکھانا	ٹیکس اکٹھا کرنا	B
15	عشر عموماً لاگو ہوتا ہے:	صنعتی مال پر	زرعی پیداوار پر	سونا پر	کاروباری آمدنی پر	B

Written by: **Naem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

C	عیش پر	انصاف پر	لاٹچ پر	طاقت پر	زکوٰۃ ایسا معاشرہ بناتی ہے جو قائم ہو:	16
B	مال	فصل	دس	پانچ	لفظ "عشر" کا مطلب ہے:	17
C	سب پر برابر	صاحبِ نصاب مسلمانوں پر	بچوں پر	غیر مسلموں پر	زکوٰۃ فرض ہے:	18
B	قرض سے	ٹیکس سے	نقصان اور آفت	مہنگائی سے	زکوٰۃ مال کو بچاتی ہے:	19
C	ایماندار	باغی	منافق	کمزور مسلمان	جو زکوٰۃ سے انکار کرتے ہیں وہ سمجھے جاتے ہیں:	20

مختصر سوالات

1. زکوٰۃ کے لغوی اور شرعی معنی کیا ہیں؟
زکوٰۃ کے معنی پاکیزگی اور بڑھوتری کے ہیں۔ اسلام میں اس سے مراد وہ لازمی صدقہ ہے جو مال کو پاک کرتا ہے اور ہر سال محتاجوں کو دیا جاتا ہے۔
2. عشر کیا ہے اور اس کا حساب کیسے ہوتا ہے؟
عشر کے معنی "دسواں حصہ" ہیں۔ یہ زرعی پیداوار پر دیا جاتا ہے۔ اگر بارش سے سیراب ہو تو 10/1 اور اگر مصنوعی ذرائع سے پانی دیا جائے تو 20/1۔

3. حضرت ابو بکرؓ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف کیا کیا؟
حضرت ابو بکرؓ نے ان قبائل سے جنگ کی جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے تھے اور اسے بغاوت قرار دیا، اس طرح زکوٰۃ کی اہمیت ثابت کی۔
4. زکوٰۃ معاشرے کی کس طرح مدد کرتی ہے؟
زکوٰۃ غربت کم کرتی ہے، دولت میں توازن پیدا کرتی ہے، اور امیروں و غریبوں کے درمیان اتحاد و ہمدردی کو فروغ دیتی ہے۔
5. زکوٰۃ دینے کے روحانی فائدے کیا ہیں؟
زکوٰۃ دل کو لالچ سے پاک کرتی ہے، اللہ کی رضا حاصل کرتی ہے، آخرت میں اجر کا باعث بنتی ہے اور دنیا میں مال کی حفاظت کا ذریعہ بنتی ہے۔

تفصیلی سوالات

1. اسلامی معاشی نظام میں زکوٰۃ کی اہمیت اور فلسفہ بیان کریں۔
زکوٰۃ اسلامی معیشت کی بنیاد ہے۔ یہ دولت کو چند لوگوں تک محدود نہیں رہنے دیتی بلکہ پورے معاشرے میں گردش میں رکھتی ہے۔ ہر مسلمان سالانہ اپنے مال کا 2.5% غریبوں پر خرچ کرتا ہے، جس سے محتاجوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ زکوٰۃ لالچ ختم کرتی ہے، سخاوت بڑھاتی ہے اور معاشرتی رشتوں کو مضبوط کرتی ہے۔ یہ ایسا نظام بناتی ہے جو انصاف، محبت اور توازن پر قائم ہے، تاکہ کوئی شخص بھوکا یا محروم نہ رہے۔
2. زکوٰۃ اور عشر کے دنیاوی اور اخروی فوائد بیان کریں۔
زکوٰۃ اور عشر بے شمار برکتوں کا ذریعہ ہیں۔ دنیا میں یہ مال میں اضافہ اور برکت لاتے ہیں، غربت کم کرتے ہیں، اور معاشرتی ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں۔ یہ

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

حسد اور نفرت کو ختم کرتے ہیں۔ آخرت میں یہ عذاب سے بچاؤ اور اللہ کی رحمت کا ذریعہ ہیں۔ جو اخلاص کے ساتھ زکوٰۃ دیتا ہے، وہ ہمیشہ کی کامیابی پاتا ہے، جبکہ انکار کرنے والے سخت پکڑ میں آتے ہیں۔ اس طرح زکوٰۃ اور عشر دنیا میں سکون اور آخرت میں نجات دیتے ہیں۔

سبق نمبر 12: حج اور قربانی

1. تعارف (حج کا معنی) اور قرآن و حدیث کی روشنی میں احکام: حج کے لغوی معنی ہیں "ارادہ کرنا" یا "زیارت کرنا"۔ اسلام میں حج سے مراد مکہ مکرمہ میں واقع بیت اللہ (کعبہ) کی زیارت ہے، جو ہر صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ یہ اسلام کا پانچواں ستون ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: اور لوگوں پر اللہ کے لیے اس گھر (کعبہ) کا حج کرنا فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ "سورۃ آل عمران 97:3 رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اسلام پانچ چیزوں پر قائم ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، اور بیت اللہ کا حج کرنا۔" صحیح البخاری

حج ذوالحجہ کے مہینے میں ادا کیا جاتا ہے اور اس میں دنیا بھر کے لاکھوں مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کو مساوات، بھائی چارے اور یوم قیامت کی یاد دلاتا ہے۔

2. حج اور عمرہ کی فضیلت: حج اور عمرہ کے بے شمار روحانی اور اخلاقی فوائد ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اللہ کے لیے حج کرے اور اس میں کوئی گناہ یا فحش بات نہ کرے، وہ ایسے پاک ہو کر لوٹتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جناہ ہو۔" البخاری

حج انسان کے سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور زندگی میں پاکیزگی، صبر، قربانی، عاجزی اور اتحاد کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ جب دنیا بھر کے مسلمان ایک ہی لباس (احرام) میں جمع ہوتے ہیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ سب اللہ کے سامنے برابر ہیں۔ عمرہ اگرچہ فرض نہیں، لیکن یہ عبادت کا بہت بڑا عمل ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرے کے درمیان گناہوں کا کفارہ ہے۔ صحیح مسلم

یوں حج اور عمرہ دونوں انسان کے دل کو سکون، روح کو پاکیزگی اور اللہ کے قریب ہونے کا احساس عطا کرتے ہیں۔

3. حج ادا کرنے کا مختصر طریقہ: حج کا آغاز 8 ذوالحجہ سے ہوتا ہے اور 12 یا 13 تک جاری رہتا ہے۔ اس کے اہم مراحل یہ ہیں:

8 ذوالحجہ (یوم ترویہ): حجاج کرام احرام باندھتے ہیں (مرد دو سفید چادریں، عورتیں سادہ لباس) اور نیت کرتے ہیں: "لبیک اللہم لبیک"۔ پھر منیٰ جاتے ہیں، نماز ادا کرتے ہیں اور رات وہیں گزارتے ہیں۔

9 ذوالحجہ (یوم عرفہ): حجاج عرفات کے میدان میں جمع ہوتے ہیں، جو حج کا سب سے اہم مقام ہے۔ دن دعا، عبادت اور توبہ میں گزارتے ہیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا: "حج عرفات ہے۔"

غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ جاتے ہیں، مغرب و عشاء کی نماز جمع کر کے ادا کرتے ہیں، رات وہیں گزارتے ہیں اور رمی (کنکریاں مارنے) کے لیے کنکریاں جمع کرتے ہیں۔

10 ذوالحجہ (عمید کا دن): حجاج منیٰ واپس آتے ہیں، بڑے ستونوں کو سات کنکریاں مارتے ہیں (یہ شیطان سے بیزاری کی علامت ہے)، پھر قربانی کرتے ہیں، سر منڈواتے یا بال کٹواتے ہیں اور احرام کھول دیتے ہیں۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ جا کر طوافِ زیارت اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

11 دس ذوالحجہ کے بعد، گیارہ، بارہ، تیرہ: ان دنوں میں تینوں شیطانوں کو روزانہ کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ آخر میں طوافِ وداع (الوداعی طواف) کر کے مکہ سے رخصت ہوتے ہیں۔ یہ تمام اعمال بندگی، صبر، قربانی اور حضرت ابراہیمؑ و نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کے جذبے کی یاد دلاتے ہیں۔

4. قربانی (اہمیت اور عملی زندگی میں فوائد): قربانی کے معنی ہیں اللہ کے نام پر جانور (اونٹ، گائے، بکری یا دنبہ) ذبح کرنا۔ یہ عمل حضرت ابراہیمؑ کی اس عظیم قربانی کی یاد دلاتا ہے، جب وہ اللہ کی رضا کے لیے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"نہ ان کا گوشت اللہ کو پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون، بلکہ اسے تمہارا تقویٰ (پرہیزگاری) پہنچتی ہے۔" سورۃ الحج 37:22

قربانی ہمیں اطاعت، اخلاص، ایثار اور دوسروں کے ساتھ ہمدردی کا سبق دیتی ہے۔ قربانی کا گوشت تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے: ایک خود کے لیے، دوسرا رشتہ داروں کے لیے، اور تیسرا غرباء و مساکین کے لیے۔ عملی زندگی میں قربانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ہم اپنی خواہشات، مال اور نفس کو اللہ کی رضا کے لیے قربان کریں۔ یہ عمل معاشرتی ہم آہنگی پیدا کرتا ہے، غریبوں کو خوشی میں شریک کرتا ہے اور امت میں اتحاد و شکرگزاری کا جذبہ بڑھاتا ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
1	حج کے معنی ہیں:	خیرات	نماز	ارادہ یا زیارت کرنا	روزہ رکھنا	C
2	حج اسلام کا ___ ستون ہے۔	چوتھا	پانچواں	تیسرا	چھٹا	B
3	حج کن پر فرض ہے؟	غریبوں پر	بچوں پر	صاحب استطاعت پر	بیماروں پر	C
4	حج کس مہینے میں ہوتا ہے؟	محرم	شوال	ذوالحجہ	رجب	C
5	مردوں کا احرام کتنا ہوتا ہے؟	تین چادریں	دو سفید چادریں	سیاہ کپڑا	عام لباس	B
6	حج کا سب سے اہم دن کون سا ہے؟	8 ذوالحجہ	9 ذوالحجہ	10 ذوالحجہ	11 ذوالحجہ	B
7	عرفات میں عبادت کا اصل عمل کیا ہے؟	طواف	سعی	دعا و توبہ	رمی	C
8	مزدلفہ کس لیے مشہور ہے؟	قربانی	رات گزارنا اور کنکریاں جمع کرنا	رمی	طواف	B
9	رمی کا مطلب ہے:	ستونوں کو کنکریاں مارنا	قربانی	طواف	سرمنڈوانا	A
10	قربانی کب کی جاتی ہے؟	9 ذوالحجہ	10 تا 12 ذوالحجہ	8 ذوالحجہ	13 ذوالحجہ	B
11	قربانی کا مقصد ہے:	گوشت حاصل کرنا	دولت دکھانا	اللہ کو راضی کرنا	مقابلہ کرنا	C
12	حضرت ابراہیمؑ کو کس ذریعے آزمایا گیا؟	نماز	روزہ	بیٹے کی قربانی	ہجرت	C
13	الوداعی طواف کو کیا کہتے ہیں؟	طواف زیارت	طواف وداع	طوافِ عمرہ	طوافِ حج	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

14	عمرہ کب کیا جاسکتا ہے؟	صرف رمضان میں	صرف ذوالحجہ میں	سال کے کسی بھی وقت	حج کے بعد	C
15	قربانی کا گوشت کن میں بانٹا جاتا ہے؟	غریبوں میں	رشتہ داروں میں	خود میں	سب میں	D
16	قربانی کا اصل سبق کیا ہے؟	حرص	قربانی	سستی	غرور	B
17	حج کا نعرہ کیا ہے؟	تکبیر	لبیک اللہم لبیک	تسبیح	شہادت	B
18	حج ہمیں کیا سکھاتا ہے؟	تفرقہ	نفرت	مساوات و بھائی چارہ	غرور	C
19	عرفات میں قیام کو کیا کہتے ہیں؟	وقوف	سعی	طواف	احرام	A
20	بیت اللہ کہاں واقع ہے؟	مدینہ	مکہ	طائف	یروشلم	B

مختصر سوالات

1. حج کیا ہے؟

حج مکہ مکرمہ کے کعبہ کی زیارت ہے جو صاحب استطاعت مسلمانوں پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ یہ اسلام کا پانچواں رکن ہے۔

2. حج کب ادا کیا جاتا ہے؟

حج ذوالحجہ کے مہینے میں ادا ہوتا ہے، اس کی ابتدا 8 تاریخ سے ہوتی ہے اور 12 یا 13 تک جاری رہتی ہے۔

3. احرام کا مقصد کیا ہے؟

احرام پاکیزگی اور مساوات کی علامت ہے۔ یہ حاجیوں کو دنیاوی غرور سے دور اور اللہ کی عبادت میں یکسو رہنے کا درس دیتا ہے۔

4. قربانی ہمیں کیا سکھاتی ہے؟

قربانی ہمیں اللہ کی اطاعت، قربانی کے جذبے اور غریبوں کی مدد کا سبق دیتی ہے۔

5. حضرت ابراہیمؑ کس کی قربانی کے لیے تیار ہوئے؟

حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو اللہ کے حکم پر قربان کرنے کے لیے تیار ہوئے۔

طویل سوالات

1. حج کے اہم مراحل بیان کریں۔

حج 8 ذوالحجہ کو احرام باندھنے اور منیٰ جانے سے شروع ہوتا ہے۔ 9 ذوالحجہ کو عرفات میں قیام کیا جاتا ہے جہاں دعائیں اور توبہ کی جاتی ہے۔ غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ جا کر نماز اور رات گزاری جاتی ہے۔ 10 ذوالحجہ کو منیٰ میں رمی، قربانی، بال کٹوانا اور طوافِ زیارت کیا جاتا ہے۔ 11 اور 12 کو پھر رمی کی جاتی ہے اور آخر میں طوافِ وداع کر کے مکہ سے رخصتی ہوتی ہے۔ یہ تمام اعمال ایمان، صبر اور مکمل اطاعت کا مظہر ہیں۔

2. اسلام میں قربانی کی اہمیت بیان کریں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

قربانی حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کی یاد دلاتی ہے اور اطاعت و اخلاص کا درس دیتی ہے۔ یہ ہمیں سکھاتی ہے کہ دنیاوی خواہشات کو اللہ کی رضا پر قربان کر دیا جائے۔ قربانی کے گوشت کی تقسیم سے محبت، اتحاد اور شکر گزاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قربانی کا گوشت یا خون نہیں بلکہ تمہارا تقویٰ اللہ تک پہنچتا ہے۔

باب سوم

سبق نمبر 13: فتح مکہ

پس منظر: فتح مکہ، جو ہجرت کے آٹھویں سال رمضان المبارک میں (جنوری 630ء) پیش آئی، اسلام کی تاریخ کا ایک ایسا واقعہ ہے جو نہ صرف سیاسی و عسکری لحاظ سے بلکہ اخلاقی و روحانی اعتبار سے بھی بے نظیر ہے۔ یہ کوئی اچانک پیش آنے والا واقعہ نہیں تھا بلکہ ایک طویل سلسلہ واقعات کا نتیجہ تھا، جن میں صلح حدیبیہ کا معاہدہ، قریش کی عہد شکنی اور بنو خزاعہ پر حملہ سب شامل ہیں۔ صلح حدیبیہ کے بعد، جو چھ ہجری میں ہوئی تھی، مسلمانوں اور قریش کے درمیان امن و امان قائم ہو گیا۔ اس معاہدے کے تحت دونوں فریقوں کو اجازت دی گئی کہ وہ عرب کے دیگر قبائل سے اتحادی معاہدے کر سکتے ہیں۔ چنانچہ قبیلہ بنو خزاعہ نے مسلمانوں سے اتحاد کیا، جب کہ قبیلہ بنو بکر نے قریش مکہ سے الحاق کر لیا۔ ان دونوں قبیلوں میں قدیم زمانے سے دشمنی چلی آرہی تھی۔ تقریباً دو برس تک یہ امن قائم رہا، اور اس دوران اسلام تیزی سے پھیلنے لگا۔ بہت سے قبائل اسلام میں داخل ہوئے اور مدینہ کی اسلامی ریاست مستحکم ہوتی گئی۔ لیکن قریش کے دلوں میں ابھی تک مسلمانوں کے خلاف حسد اور انتقام کی آگ جل رہی تھی۔ آخر کار موقع پا کر انہوں نے وہ غلطی کی جس نے ان کی تقدیر بدل دی۔

ایک رات، بنو بکر نے اچانک بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ مکہ کے قریب الوتیر کے مقام پر ہوا۔ بنو بکر کو قریش مکہ کی خفیہ مدد حاصل تھی۔ عکرمہ بن ابوجہل، صفوان بن امیہ، اور سہیل بن عمرو جیسے قریش کے سرداروں نے انہیں ہتھیار اور جنگی سامان فراہم کیا بلکہ بعض خود حملے میں شریک بھی ہوئے۔ حملہ اتنا اچانک اور شدید تھا کہ بنو خزاعہ کے کئی افراد شہید ہو گئے۔ حملے کے دوران بنو خزاعہ کے ایک بزرگ سردار نوفل بن معاویہ دہلی نے فریاد کرتے ہوئے کہا: اے بنو بکر! تمہیں اللہ کا خوف نہیں آتا؟ تم اللہ کے گھر کے اندر لڑائی کر رہے ہو؟ کیا تمہیں حرم کی حرمت کا خیال نہیں؟

مگر ان کی پکار بے اثر رہی۔ دشمنوں نے حرم مکہ کے اندر، کعبہ کے سامنے میں، خون بہایا۔ یہ حرکت نہ صرف اخلاقی جرم تھی بلکہ عرب کے تمام قبائل کے نزدیک مذہبی بے حرمتی بھی تھی۔ جب بنو خزاعہ پر ظلم ہوا تو ان کے سردار عمرو بن سالم خزاعی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مدینہ پہنچے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے سامنے اپنے قبیلے پر ڈھائے گئے ظلم کا ذکر نہایت دردناک شاعری کے انداز میں کیا۔ ان کے اشعار کا مفہوم یہ تھا:

"اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے وفادار ساتھی ہیں، قریش نے ہمارے ساتھ عہد توڑ دیا ہے۔ رات کے اندھیرے میں ہم پر ظلم کیا گیا، ہم بے گناہ مارے گئے، ہمیں انصاف عطا کیجیے۔"

نبی اکرم ﷺ نے یہ منظوم فریاد خاموشی سے سنی، پھر فرمایا:

"اے عمرو بن سالم! تمہاری مدد کی جائے گی۔"

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

یہ الفاظ دراصل اعلانِ انصاف تھے۔ ایک وعدہ کہ اب ظلم کے مقابلے میں خاموشی نہیں اختیار کی جائے گی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قریش کے پاس ایک پیغام بھیجا، جس میں تین باتوں میں سے ایک کا انتخاب کرنے کا حکم دیا گیا:

1. یا تو بنو خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیا جائے،

2. یا بنو بکر سے تعلق ختم کیا جائے،

3. یا پھر سمجھا جائے کہ صلح حدیبیہ ختم ہو گئی۔

جب یہ پیغام مکہ پہنچا تو قریش گھبر گئے۔ انہوں نے فوراً مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے۔ کچھ لوگوں نے اپنی غلطی تسلیم کی، مگر اکثریت نے ضد اور تکبر کا مظاہرہ کیا۔ آخر فیصلہ ہوا کہ ابوسفیان بن حرب کو مدینہ بھیجا جائے تاکہ وہ نیا معاہدہ کر کے حالات سنبھال لے۔

ابوسفیان مدینہ پہنچا۔ سب سے پہلے وہ اپنی بیٹی ام المؤمنین اُم حبیبہؓ کے گھر گیا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگا تو اُم حبیبہؓ نے فوراً بستر پلٹ لیا۔ ابوسفیان حیران ہو کر بولا: بیٹی! کیا تم اپنے باپ کو اس بستر پر بیٹھنے نہیں دو گی؟

اُم حبیبہؓ نے جواب دیا: یہ اللہ کے رسول ﷺ کا بستر ہے، اور آپ مشرک ہیں، آپ اس پر نہیں بیٹھ سکتے۔

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا: بیٹی! تمہارا حال عجیب ہے، تم اپنے باپ سے بیگانہ ہو گئیں؟

اُم حبیبہؓ نے کہا: "نہیں، میں تو تمہارے باپ سے نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول سے وفادار ہوں۔ تم خود اللہ اور اس کے رسول سے بیگانہ ہو گئے ہو۔"

پھر ابوسفیان نے رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کی اور صلح کی تجدید کی درخواست کی، لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ حضرت ابو بکرؓ، پھر حضرت عمرؓ، اور پھر حضرت علیؓ کے پاس گیا، مگر سب نے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ اس نے حضرت فاطمہؓ سے بھی سفارش کی التجا کی، مگر انہوں نے بھی فرمایا

کہ یہ کام اللہ کے رسول ہی کریں گے۔ آخر کار ابوسفیان نے مایوس ہو کر مسجد نبوی میں جا کر عوامی اعلان کیا:

"اے لوگو! میں صلح حدیبیہ کو مزید بڑھا دیتا ہوں اور امن قائم رکھتا ہوں!"

لیکن چونکہ اسے کسی نے اختیار نہیں دیا تھا، اس کا اعلان بے معنی ثابت ہوا۔ وہ مکہ لوٹ گیا

2. مکہ کی طرف روانگی: رمضان 8 ہجری میں نبی اکرم ﷺ نے تیاری شروع کر دی۔ آپ ﷺ نے ایک عظیم لشکر تیار کیا۔ دس ہزار مسلمانوں کا

لشکر۔ مگر آپ ﷺ نے سفر کا مقصد خفیہ رکھا تاکہ خونریزی سے بچا جاسکے۔ آپ ﷺ کا مقصد مکہ پر قبضہ نہیں بلکہ کعبہ کی تطہیر اور اسلام کا پُر امن

غلبہ تھا۔ جب لشکر مرہ الظہران کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہر سپاہی اپنی مشعل روشن کرے۔ مکہ کی وادی رات بھر روشنیوں سے جگمگا

اٹھی۔ قریش کے دل دہل گئے۔ اسی وقت حضرت عباسؓ ابوسفیان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ابوسفیان نے لشکر اسلام کا منظر دیکھا تو

خوف سے لرز گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی، اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا:

"جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے، جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے، اور جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے وہ محفوظ ہے۔"

3. فتح مکہ: جب مسلمان مکہ پہنچے تو نبی ﷺ نے لشکر کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا تاکہ شہر کے چاروں طرف سے داخل ہوں۔ کوئی خاص مزاحمت

نہیں ہوئی، صرف خالد بن ولیدؓ کے محاذ پر معمولی جھڑپ ہوئی جو جلد ختم ہو گئی۔ نبی ﷺ اپنی اونٹنی "قصواء" پر سوار ہو کر، اللہ کے حضور سر تسلیم خم

کیے، عاجزی کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے کوئی غرور نہیں کیا بلکہ اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ یوں فتح مکہ خون

بہائے بغیر مکمل ہو گئی۔ رسول اکرم ﷺ عاجزی کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے، سر اقدس جھکا ہوا تھا، زبان پر تلاوت جاری تھی:

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

"جاء الحق وزهق الباطل لئى الباطل كان زهوقا" (سورہ الاسراء 17:81)

"حق آگیا اور باطل مٹ گیا، یقیناً باطل مٹنے ہی والا ہے۔"

آپ ﷺ نے خانہ کعبہ سے تمام بت توڑ ڈالے اور اہل مکہ کو فرمایا:

"جاؤ، تم سب آزاد ہو۔" (اذھبوا فانتم الطلقاء)

یہ وہ لمحہ تھا جب دشمنی کے بجائے رحمت نے، تلوار کے بجائے عفو و درگزر نے مکہ کو فتح کیا۔ وہی لوگ جو کل تک دشمن تھے، آج اسلام کے دامن میں پناہ لینے لگے۔ اس طرح اللہ کا وعدہ پورا ہوا، اور اسلام کا سورج پورے عرب پر طلوع ہو گیا۔

فتح کے بعد کے معاملات: نبی ﷺ نے فتح کے بعد تمام مکوں کو کعبہ کے قریب جمع کیا۔ وہی لوگ جو کبھی مسلمانوں کو ستاتے تھے، آج بے بس کھڑے تھے۔ نبی ﷺ نے پوچھا: "تم کیا سمجھتے ہو، میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟"

انہوں نے کہا: "آپ ایک شریف بھائی ہیں اور ایک شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔"

آپ ﷺ نے تاریخ کا سب سے عظیم اعلان معافی فرمایا: جاؤ، تم سب آزاد ہو۔

یہ عام معافی مکہ کے لوگوں کے دلوں کو پگھلا گئی۔ کئی لوگ اسی دن اسلام لے آئے۔ پھر آپ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے جہاں 360 بت رکھے تھے۔

آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں ایک لکڑی لی اور ان بتوں کو گراتے ہوئے آیت پڑھی: جاء الحق وزهق الباطل - سورہ الاسراء 17:81

آپ ﷺ نے بیت اللہ کو شرک سے پاک کر دیا اور اسے صرف اللہ کی عبادت کے لیے وقف کر دیا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے حضرت عتاب بن اسیدؓ کو، جو کم عمر تھے، مکہ کا گورنر مقرر فرمایا۔ یہ آپ ﷺ کا اعتماد اور تربیتی بصیرت کا ثبوت تھا۔ فتح مکہ صرف سیاسی کامیابی نہیں تھی، بلکہ اخلاقی انقلاب تھا۔ جس نے معافی، عدل اور اسلام کے حقیقی کردار کو دنیا کے سامنے روشن کیا۔

MCQs

No.	سوال	A	B	C	D	جواب
1	فتح مکہ کس ہجری سال میں ہوئی؟	6 A.H.	7 A.H.	8 A.H.	9 A.H.	C
2	فتح سے پہلے کون سا معاہدہ توڑا گیا؟	معاہدہ طائف	معاہدہ حدیبیہ	معاہدہ مدینہ	معاہدہ احد	B
3	بنو خزاعہ کس کے حلیف تھے؟	قریش	مسلمان	یہود	کوئی نہیں	B
4	بنو بکر کس کے حلیف تھے؟	قریش	مسلمان	یہود	کوئی نہیں	A
5	بنو بکر کی مدد کس نے کی؟	قریش	مسلمان	رومی	یہود	A
6	لشکر اسلام میں کتنے افراد تھے؟	5,000	8,000	10,000	12,000	C
7	اس وقت قریش کا سردار کون تھا؟	ابوسفیان	ابولہب	ابوجہل	عتبہ	A
8	راستے میں کس نے اسلام قبول کیا؟	ابوسفیان	ابوجہل	عکرمہ	کوئی نہیں	A
9	ابوسفیان کے گھر میں داخل ہونے والوں سے نبی ﷺ نے کیا وعدہ کیا؟	امان	دولت	زمین	کھانا	A

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

10	نبی ﷺ مکہ میں کس پر سوار ہو کر داخل ہوئے؟	اوٹنی	گھوڑے پر	پیدل	گدھے پر	A
11	آپ ﷺ کی اوٹنی کا نام کیا تھا؟	قصواء	ذوالجناح	براق	قمرہ	A
12	بت گراتے وقت آپ ﷺ نے کونسی آیت پڑھی؟	حق آیا باطل	اللہ ایک ہے	اللہ نے مجھے نبی بنایا	نماز قائم کرو	A
13	کعبہ کے اندر کتنے بت تھے؟	100	200	360	500	C
14	نبی ﷺ کے معاف کرنے پر مکہ والوں نے کیا کیا؟	اسلام قبول	بھاگ گئے	لڑے	انکار کیا	A
15	مکہ کا پہلا گورنر کسے بنایا گیا؟	خالد بن ولید	عتاب بن اسید	ابوسفیان	عمر بن خطاب	B
16	"Amnesty" کا مطلب کیا ہے؟	عام معافی	سزا	دولت کی تقسیم	ہجرت	A
17	نبی ﷺ مکہ میں کس انداز سے داخل ہوئے؟	عاجزی سے	فخر سے	خوف سے	خفیہ طور پر	A
18	فتح مکہ کی اصل وجہ کیا تھی؟	معاهدے کی خلاف ورزی	دولت حاصل کرنا	بدلہ لینا	سلطنت بڑھانا	A
19	فتح کس مہینے میں ہوئی؟	رمضان	شوال	محرم	ربیع الاول	A
20	فتح مکہ سے کیا ظاہر ہوا؟	طاقت سے	رحمت سے	دولت سے	قوت سے	B

مختصر سوالات:

سوال 1: صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں اور قریش کے اتحادی قبائل کون سے تھے؟

جواب: بنو خزاعہ، مسلمانوں کے حلیف تھے، جبکہ بنو بکر قریش کے ساتھ تھے۔ یہی اتحاد بعد میں تصادم کا سبب بنا۔

سوال 2: نبی ﷺ نے معاهدے کی خلاف ورزی پر کیا اقدام فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے بنو خزاعہ کی مدد کا وعدہ فرمایا اور ظلم کے خاتمے کے لیے پرامن انداز میں مکہ کی طرف لشکر کشی کا فیصلہ کیا۔

سوال 3: نبی ﷺ مکہ میں کس طرح داخل ہوئے؟

جواب: آپ ﷺ عاجزی کے ساتھ اوٹنی "قصواء" پر سوار ہو کر، اللہ کے حضور سر جھکائے مکہ میں داخل ہوئے۔

سوال 4: فتح کے بعد نبی ﷺ نے دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ، تم سب آزاد ہو۔" آپ ﷺ کی رحمت نے دشمنوں کے دل بدل دیے اور بہت سے لوگ اسلام لے آئے۔

سوال 5: فتح کے بعد مکہ کا پہلا گورنر کون مقرر ہوا؟

جواب: نبی ﷺ نے حضرت عتاب بن اسید کو گورنر مقرر فرمایا، جو نئے مسلمانوں پر اعتماد کی علامت تھی۔

طویل سوالات:

سوال 1: فتح مکہ کے پس منظر اور اسباب بیان کریں۔

جواب: فتح مکہ دراصل معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی کا نتیجہ تھی۔ اس معاہدے کے تحت دونوں فریق دوسرے قبائل سے اتحاد کر سکتے تھے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

مسلمانوں نے بنو خزاعہ سے، اور قریش نے بنو بکر سے اتحاد کیا۔ دو سال بعد بنو بکر نے قریش کی مدد سے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ یہ معاہدے کی کھلی خلاف ورزی تھی۔ بنو خزاعہ نے رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کی۔ آپ ﷺ نے انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ان کی مدد کا وعدہ فرمایا اور مکہ کی طرف لشکر تیار کیا۔ مقصد انتقام نہیں بلکہ امن کی بحالی اور اسلام کا فروغ تھا۔ یہی ظلم و معاہدہ شکنی فتح مکہ کا بنیادی سبب بنی۔

سوال 2: نبی کریم ﷺ نے فتح کے بعد مکہ کیوں سے کیا سلوک فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے تمام مکہ کیوں کو کعبہ کے قریب جمع کر کے فرمایا: ”جاؤ، تم سب آزاد ہو۔“ اس بے مثال معافی نے دشمنوں کے دل بدل دیے۔ آپ ﷺ نے کعبہ میں داخل ہو کر 360 بت توڑ دیے اور فرمایا: ”حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔“ آپ ﷺ نے حضرت عتاب بن اسیدؓ کو گورنر مقرر کیا اور اسلام کے عدل و رحمت کا عملی مظاہرہ فرمایا۔ فتح مکہ نے ثابت کیا کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اخلاق، انصاف اور رحمت سے پھیلتا ہے۔

سبق 14: غزوہ حنین

پس منظر: غزوہ حنین ہجرت کے آٹھویں سال (8 ہجری) میں ہوا، یہ فتح مکہ کے فوراً بعد پیش آیا۔ وادی حنین مکہ مکرمہ سے تقریباً 40 کلومیٹر مشرق کی طرف، طائف کے راستے پر واقع ہے۔ یہ علاقہ دو مضبوط عرب قبائل، ہوازن اور ثقیف، سے آباد تھا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کو پُر امن طریقے سے فتح کر لیا تو آس پاس کے قبائل پریشان ہو گئے۔ ہوازن قبیلے کے سردار مالک بن عوف کو خوف ہوا کہ اب مسلمان ان پر حملہ کریں گے۔ غرور اور تکبر کی بنا پر انہوں نے سوچا کہ مسلمانوں کے حملے سے پہلے ہی وہ حملہ کر دیں۔ مالک بن عوف نے تقریباً 20,000 جنگجو مختلف قبائل سے جمع کیے اور اپنے ساتھ ان کی عورتوں، بچوں اور مال و دولت کو بھی لایا تاکہ سپاہی زیادہ بہادری سے لڑیں۔ نبی اکرم ﷺ کو جب اس تیاری کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ آپ خود لشکر کے ساتھ حنین کی طرف روانہ ہوں تاکہ خون خرابے سے بچا جاسکے اور مکہ کے نئے مسلمان ہونے والوں کی حفاظت کی جاسکے۔ یہ جنگ مسلمانوں کے ایمان کا امتحان تھی، خصوصاً فتح مکہ کے بعد کے غرور کو ختم کرنے کے لیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس جنگ کا ذکر کیا ہے:

بیتک اللہ نے تمہیں بہت سی جگہوں پر مدد دی اور جنگ حنین کے دن بھی، جب تم اپنی کثرت پر فخر کرنے لگے مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی۔ (التوبہ) حنین کی طرف روانگی: فتح مکہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے تقریباً 12,000 سپاہیوں کا لشکر تیار کیا۔ 10,000 مدینہ سے (مہاجرین و انصار) اور 2,000 نئے مسلمان جو مکہ میں ایمان لائے تھے۔ یہ اس وقت تک کا سب سے بڑا اسلامی لشکر تھا۔ جب مسلمان بڑے اعتماد کے ساتھ حنین کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ لوگوں کو اپنی تعداد پر فخر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ انہیں یاد دلایا جائے کہ کامیابی تعداد سے نہیں بلکہ ایمان اور اللہ پر بھروسے سے ملتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عتاب بن اسیدؓ کو مکہ کا گورنر مقرر فرمایا اور خود حنین کے لیے نکلے۔ ادھر دشمن کے سردار مالک بن عوف نے اپنی فوج کو تنگ وادیوں میں چھپا دیا اور پہاڑوں پر تیر انداز بٹھا کر گھات لگالی۔

جنگ کی تفصیل: جب مسلمانوں کا لشکر صبح کے وقت وادی حنین میں داخل ہوا تو اچانک دشمن نے دونوں طرف سے حملہ کر دیا۔ پہاڑوں سے تیر برسنے لگے۔ نئے مسلمان جو ابھی ایمان میں مضبوط نہ تھے، کچھ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے۔ اس موقع پر نبی کریم ﷺ اپنی سفید خنجر پر ثابت قدم رہے اور نہایت بہادری سے آواز دی: میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں! میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں!

آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو فرمایا کہ اپنی بلند آواز میں مہاجرین و انصار کو بلائیں۔ حضرت عباسؓ نے پکارا:

"اے درخت کے نیچے بیعت کرنے والو (بیعت رضوان والے)! اے سورۃ البقرہ کے ساتھیو!"

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

ان کی آواز سنتے ہی سچے ایمان والے دوبارہ نبی ﷺ کے گرد جمع ہو گئے۔ ان کے دلوں میں ایمان کی حرارت لوٹ آئی، اور انہوں نے پوری قوت سے دشمن پر حملہ کر دیا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد نازل فرمائی۔ قرآن میں ہے:

"پھر اللہ نے اپنے رسول اور ایمان والوں پر سکون نازل فرمایا، اور وہ لشکر (فرشتے) بھیجے جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے۔" سورہ التوبہ، آیت 26 فرشتوں کی آمد نے مسلمانوں کے دل مضبوط کر دیے۔ دشمن خوفزدہ ہو کر بھاگنے لگا اور مسلمانوں کو مکمل فتح حاصل ہوئی۔

مالِ غنیمت: مسلمانوں کو بہت سامانِ غنیمت حاصل ہوا: تقریباً 24,000 اونٹ، 40,000 سے زائد بکریاں، اور 6,000 قیدی۔

نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ یہ تمام مال مکہ کے قریب جعرانہ کے مقام پر جمع کیا جائے اور بعد میں عدل و انصاف کے ساتھ تقسیم کیا جائے۔

4. فتح کے بعد کے امور: جنگ کے بعد نبی کریم ﷺ نے بھاگنے والے دشمنوں کا پیچھا کیا جو طائف کے قلعہ میں جا چھپے تھے۔ آپ ﷺ نے تقریباً

20 دن تک طائف کا محاصرہ کیا، لیکن شہر مضبوط قلعہ بند تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے، اور بغیر خون خرابے کے واپس

تشریف لے آئے۔ بعد میں ہوازن قبیلہ آپ ﷺ کے پاس آیا، توبہ کی اور اسلام قبول کیا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں معاف کر دیا اور ان کے تمام

خاندان اور مال واپس کر دیے۔ اس رحم دلی نے ان کے دل بدل دیے، اور وہ مخلص مسلمان بن گئے۔ جب مالِ غنیمت تقسیم ہوا تو نبی ﷺ نے نئے

مسلمانوں (جیسے ابوسفیان وغیرہ) کو زیادہ عطیات دیے تاکہ ان کا ایمان مضبوط ہو۔ کچھ انصاری صحابہ کو یہ بات ناگوار گزری۔ نبی کریم ﷺ نے

نہایت محبت سے فرمایا: اے انصار! کیا تم اس پر خوش نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں، اور تم اللہ کے رسول کو اپنے ساتھ واپس لے جاؤ؟

یہ سن کر انصار کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اور انہوں نے کہا کہ ہمیں نبی ﷺ کی رفاقت کے سوا کچھ نہیں چاہیے۔

MCQs

No.	سوال	A	B	C	D	جواب
1	غزوہ حنین ہجرت کے کتنے سال بعد ہوا؟	6 A.H.	7 A.H.	8 A.H.	9 A.H.	C
2	حنین مکہ سے کتنے کلو میٹر کے فاصلے پر ہے؟	30 km	40 km	50 km	60 km	B
3	کن قبائل نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کی؟	قریش و بنی اسرائیل	هوازن و ثقیف	اوس و خزرج	بنو نضیر و بنو قریظہ	B
4	هوازن قبیلے کا سردار کون تھا؟	ابوسفیان	مالک بن عوف	عکرمہ بن ابو جہل	خالد بن ولید	B
5	مسلمانوں کی فوج میں کتنے سپاہی تھے؟	10,000	12,000	15,000	20,000	B
6	نبی ﷺ نے مکہ کا گورنر کس کو مقرر کیا؟	ابوبکر	عتاب بن اسید	عمر بن خطاب	حضرت عباس	B
7	جنگ کے آغاز میں مسلمانوں کے گھبرانے کی وجہ کیا تھی؟	کھانے کی کمی	اچانک تیر برسانا	بارش	ہتھیاروں کی کمی	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

8	مہاجرین و انصار کو واپس کس نے بلایا؟	ابو بکر	عباس (RA)	علی (RA)	عمر (RA)	B
9	نبی ﷺ نے جنگ کے دوران کیا فرمایا؟	بہادری سے لڑو!	"میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں!"	بچ جاؤ!	مدد مانگو!	B
10	جنگ کے بعد کتنے قیدی پکڑے گئے؟	3,000	6,000	9,000	12,000	B
11	کتنے اونٹ مالِ غنیمت میں حاصل ہوئے؟	10,000	18,000	24,000	30,000	C
12	مالِ غنیمت کہاں جمع اور تقسیم کیا گیا؟	طائف	منی	جعرانہ	عرفات	C
13	اللہ نے مسلمانوں کی مدد کے لیے کیا بھیجا؟	بارش	گرج	فرشتے	ہوا	C
14	نبی ﷺ کے کس چچا نے جنگ میں مدد کی؟	حمزہ	ابوطالب	عباس	حارث	C
15	جنگ سے کیا سبق ملا؟	دولت سے جیت	ایمان سے جیت	تعداد سے جیت	طاقت سے جیت	B
16	طائف کا محاصرہ کس نے کیا؟	نبی ﷺ	خالد بن ولید	عمر بن خطاب	ابو بکر	A
17	طائف کا محاصرہ کتنے دن جاری رہا؟	10 دن	20 دن	30 دن	40 دن	C
18	نبی ﷺ نے ہوازن قبیلہ کو کب معاف کیا؟	جب وہ طائف بھاگے	جب وہ شکست کھا گئے	جب وہ مسلمان ہو گئے	جب انہوں نے فدیہ دیا	C
19	نبی ﷺ کی بات سن کر انصار کی کیفیت کیا تھی؟	غصہ	خاموشی	آنسو و خوشی	بے رخی	C
20	غزوہ حنین کا بنیادی پیغام کیا ہے؟	تعداد پر فخر کرو	بدلہ لو	اللہ پر بھروسہ اور عاجزی	تمام جنگوں سے بچو	C

مختصر سوالات

1. حنین کہاں واقع ہے اور وہاں کون رہتا تھا؟
حنین مکہ سے تقریباً 40 کلومیٹر مشرق میں، طائف کے راستے پر واقع ایک وادی ہے۔ وہاں زیادہ تر ہوازن اور ثقیف قبائل رہتے تھے۔
2. غزوہ حنین کی وجہ کیا تھی؟
ہوازن اور ثقیف قبائل کو خوف تھا کہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ان پر حملہ کریں گے، اس لیے انہوں نے خود پہلے حملہ کیا۔
3. مسلمانوں کے لشکر میں کتنے سپاہی تھے؟
مسلمانوں کا لشکر تقریباً 12,000 سپاہیوں پر مشتمل تھا—10,000 مدینہ سے اور 2,000 نئے مسلمان مکہ سے۔
4. جنگ کے دوران مسلمانوں کو کس نے دوبارہ اکٹھا کیا؟
نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو فرمایا کہ وہ مہاجرین و انصار کو پکاریں، اور وہ واپس آکر لڑنے لگے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

5. مسلمانوں نے اس جنگ سے کیا سبق سیکھا؟

انہوں نے سیکھا کہ فتح صرف اللہ کے حکم سے ہوتی ہے، نہ کہ کثرت یا فخر سے۔ عاجزی اور ایمان ہی مومن کی اصل طاقت ہے۔

طویل سوالات

غزوہ حنین کا پس منظر اور اس کے اسباب بیان کریں۔

فتح مکہ کے بعد ہوازن اور ثقیف قبائل کو خوف ہوا کہ اب مسلمان ان پر حملہ کریں گے۔ ان کے سردار مالک بن عوف نے تقریباً 20,000 سپاہی جمع کیے تاکہ وہ مسلمانوں پر پہلے حملہ کریں۔ حنین مکہ سے 40 کلومیٹر دور ایک وادی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی تیاری کی خبر سن کر 12,000 کے لشکر کے ساتھ روانگی فرمائی تاکہ اسلام کا دفاع ہو اور امن قائم رہے۔ یہ جنگ طاقت کے لیے نہیں بلکہ ظلم روکنے اور انصاف پھیلانے کے لیے لڑی گئی۔

1. بیان کریں کہ مسلمانوں کو کس طرح فتح حاصل ہوئی اور جنگ کے بعد کیا ہوا۔

ابتدا میں دشمن نے اچانک حملہ کیا اور کچھ مسلمان پیچھے ہٹ گئے، مگر نبی ﷺ ثابت قدم رہے۔ آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ کو آواز دینے کا حکم دیا، جس پر مہاجرین و انصار واپس آئے اور ایمان کے جوش سے لڑے۔ اللہ نے فرشتے نازل فرمائے اور مسلمانوں کو عظیم فتح نصیب ہوئی۔ 24,000 اونٹ، 40,000 بکریاں اور 6,000 قیدی مالِ غنیمت میں حاصل ہوئے۔ بعد میں نبی ﷺ نے ہوازن قبیلے کو اسلام قبول کرنے پر معاف کر دیا اور ان کے مال و اہل واپس کیے۔ اس واقعے نے بتایا کہ سچی کامیابی ایمان، عاجزی اور رحمدلی میں ہے

سبق نمبر 15: عام الوفود (وفود کا سال)

پس منظر (عام اور وفود کے معنی): عربی زبان میں لفظ "عام" کے معنی ہیں "سال" اور "وفود" دراصل "وفد" کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں "نمائندوں کا گروہ" یا "قافلہ"۔ اس طرح "عام الوفود" کا مطلب ہے "وفود کا سال"۔ یہ ہجرت کے نویں سال (9 ہجری) کو کہا جاتا ہے، جب مختلف قبائل اور گروہ مدینہ منورہ آئے تاکہ رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کریں، اسلام قبول کریں، اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر اپنی وفاداری کا اعلان کریں۔ فتح مکہ (8 ہجری) اور غزوہ تبوک کے بعد اسلام تیزی سے عرب میں پھیل چکا تھا۔ اسلام کے دشمنوں کو یقین ہو گیا کہ اب مسلمانوں کو کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔ بہت سے قبائل نے یہ سمجھ لیا کہ اسلام ہی حق ہے اور محمد ﷺ واقعی اللہ کے آخری نبی ہیں۔

اس سال عرب کے شمال، جنوب، مشرق اور مغرب سے وفود مدینہ آئے۔ ایک روایت کے مطابق ایک سال میں 70 وفود نے رسول اللہ سے ملاقات کی۔ وہ اسلام قبول کرنے، اس کی تعلیمات سیکھنے اور اپنے علاقوں میں اسلامی اصولوں کے مطابق نظام قائم کرنے کی ہدایت لینے آئے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان سب وفود کا انتہائی محبت، صبر، اور حکمت کے ساتھ استقبال کیا۔ آپ ﷺ نے خود ان کو ایمان، عبادت، اور اخلاق کی تعلیم دی، اور ان کے ساتھ ان کے علاقوں میں اسلام کی تعلیم کے لیے معلمین اور حاکم بھی بھیجے۔ یہ دور اسلام کی عالمگیر کشش اور اس کی اخلاقی قوت کا مظہر تھا، اور نبی اکرم ﷺ کے روحانی رہبر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم معلم اور مدبر ہونے کا ثبوت بھی فراہم کرتا ہے۔

بنو تمیم کا وفد: بنو تمیم کا قبیلہ عرب کے درمیانی علاقے میں رہتا تھا۔ وہ اپنی فصاحت، شجاعت، اور خود اعتمادی کے لیے مشہور تھے۔ جب انہوں نے اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کے بارے میں سنا تو نویں ہجری میں تقریباً ستر افراد پر مشتمل ایک وفد مدینہ منورہ آیا۔ وہ نبی ﷺ سے سوالات اور مناظروں کے ذریعے آزمائش لینا چاہتے تھے۔ انہوں نے کہا: "اے محمد! ہم تمہارے ساتھ زبان اور تقریر میں مقابلہ کرنے آئے ہیں۔ ہمارا شاعر اور مقرر بولے گا، پھر تمہارا مقرر جواب دے۔"

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

رسول ﷺ نے اجازت دی۔ ان کے شاعر نے اپنے قبیلے کی تعریف میں اشعار پڑھے۔ پھر نبی ﷺ نے حضرت ثابت بن قیسؓ کو جواب دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے اسلام کی سچائی اور حسن کو بیان کیا۔ ان کے دل گہرائی سے متاثر ہوئے۔ بعد ازاں نبی ﷺ نے قرآن کی آیات تلاوت فرمائیں جنہوں نے انہیں مزید متاثر کیا۔ کئی لوگ فوراً مسلمان ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے سردار اقرع بن حابس کو گورنر مقرر فرمایا، اور انہیں زکوٰۃ اور اسلامی اخوت کی تعلیم دی۔ یہ واقعہ سورۃ الحجرات (49:4) سے بھی متعلق ہے، جس میں اللہ نے تمہیں فرمائی کہ نبی ﷺ کو ان کے گھروں کے باہر سے اونچی آواز سے نہ پکارو، جیسا کہ بنو تمیم کے بعض افراد نے نادانی سے کیا تھا۔

"بے شک جو لوگ آپ کو (اے محمد ﷺ) حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں، ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔" سورۃ الحجرات، آیت 4

نجران کا وفد: نجران کا علاقہ عرب کے جنوبی حصے میں تھا، جہاں زیادہ تر لوگ عیسائی تھے۔ ان کا وفد تقریباً ساٹھ افراد پر مشتمل تھا، جن میں ان کے مذہبی پیشوا بھی شامل تھے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت پر بات چیت کرنے آئے۔ وہ انہیں خدا کا بیٹا سمجھتے تھے، جبکہ نبی ﷺ نے انہیں بتایا کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے اور نبی ہیں، خدا نہیں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ آیت نازل فرمائی:

"بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی مانند ہے۔ اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا، پھر فرمایا ہو جا اور وہ ہو گیا۔" سورۃ آل عمران، آیت 59

جب نجران کے عیسائیوں نے اس سچائی کو قبول نہ کیا تو نبی ﷺ نے انہیں مبالغہ (یعنی باہمی بددعا) کی دعوت دی۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا کیونکہ وہ جان گئے کہ نبی ﷺ سچے ہیں۔ آخر کار، انہوں نے ایک پُر امن معاہدہ کیا۔ اگرچہ وہ مسلمان نہ ہوئے، مگر انہوں نے جزیہ دینے اور اسلامی حکومت کے تحت امن سے رہنے پر رضامندی ظاہر کی۔ رسول ﷺ نے ان کے ساتھ نرمی اور انصاف سے برتاؤ فرمایا اور انہیں اپنے دین پر قائم رہنے کی اجازت دی۔

عبدالقیس کا وفد: عبدالقیس کا قبیلہ بحرین کے مشرقی علاقے سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ لوگ ابتدائی دور میں ہی اسلام سے متاثر ہو چکے تھے اور مزید تعلیم کے لیے مدینہ آئے۔ ان کا وفد تیرہ یا چودہ افراد پر مشتمل تھا، جس کی قیادت الاشع عبدالقیس کر رہے تھے۔ جب وہ مدینہ پہنچے تو انہوں نے نبی ﷺ کو ادب سے سلام کیا۔ نبی ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: مرحبا اے لوگوں! تمہیں شرمندگی ہوگی، نہ تم پچھتاؤ گے۔ بخاری

نبی ﷺ نے ان سے ان کے علاقے، قوم، اور ایمان کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے سیکھنے اور عمل کرنے کا شوق ظاہر کیا۔ پھر نبی ﷺ نے انہیں چار چیزوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ صرف اللہ پر ایمان لاؤ۔ کیا تم جانتے ہو ایمان باللہ کیا ہے؟"

انہوں نے عرض کیا: "اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا مطلب ہے یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، اور مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ دینا۔

پھر فرمایا: اور میں تمہیں چار چیزوں سے منع کرتا ہوں: کدو کے بنے برتنوں سے، سبز مٹی کے برتنوں، کھوکھلے درختوں اور روغن لگے برتنوں کے استعمال سے۔ بخاری و مسلم

نبی ﷺ نے الاشع عبدالقیس کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"تم میں دو حصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے: حلم (بردباری) اور وقار۔" بخاری

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

یہ لوگ واپس گئے اور اپنے علاقے میں اسلام کی تعلیم پھیلائی۔ جلد ہی پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ یہ ملاقات نبی ﷺ کے سادہ، واضح، اور اخلاق پر مبنی اندازِ تعلیم کی بہترین مثال ہے۔

وفدِ اڈرہ: وفدِ اڈرہ شمالی عرب کے ایک مشہور قبیلے سے تعلق رکھتا تھا جو سرزمینِ شام کے قریب آباد تھا۔ یہ وفد نوں ہجری میں مدینہ منورہ آیا۔ ان کے دلوں میں پہلے سے ہی اسلام کی سچائی کی جھلک تھی، اور وہ نبی اکرم ﷺ کی دعوت کے بارے میں سن چکے تھے۔ ان کے بارہ (12) افراد پر مشتمل وفد نے مدینہ آکر اسلام قبول کیا اور نبی ﷺ کے ساتھ وفاداری کا عہد کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے سردار کو ان کے علاقے کا گورنر مقرر فرمایا اور انہیں ہدایت دی کہ اپنے قبیلے میں اسلام کی تعلیمات پھیلائیں۔ آپ ﷺ نے انہیں زکوٰۃ، نماز، روزہ اور عدل و انصاف کے بارے میں نصیحت فرمائی۔ وفدِ اڈرہ کا اسلام قبول کرنا اس بات کی علامت تھا کہ اسلام اب شمالی عرب کے دور دراز علاقوں تک پہنچ چکا ہے۔

وفدِ بکاء: وفدِ بکاء جنوبی عرب کے علاقے سے تعلق رکھتا تھا۔ ان کا قبیلہ حضرت معاذ بن جبلؓ کی دعوتِ اسلام سے متاثر ہو چکا تھا، جنہیں نبی ﷺ نے یمن اور اس کے اطراف کے علاقوں میں اسلام پھیلانے کے لیے بھیجا تھا۔ وفدِ بکاء دس کے قریب افراد پر مشتمل تھا جو نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کے لیے مدینہ آئے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور اپنے علاقے کے لوگوں کے لیے رہنمائی طلب کی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایمان، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور اخلاق کی تعلیم دی، اور فرمایا کہ اپنے قبیلے میں نرمی، انصاف، اور مساوات کے ساتھ دین کی دعوت دو۔ آپ ﷺ نے ان کے سردار کو علاقے کا عامل مقرر فرمایا۔ وفدِ بکاء کا یہ سفر اسلام کے پُر امن فروغ اور عرب کے جنوبی حصے میں اس کی مضبوط بنیاد کا باعث بنا۔

نتیجہ: عام الوفود اسلام کی تاریخ کا ایک فیصلہ کن موڑ تھا۔ صرف ایک سال کے اندر درجنوں وفود مدینہ منورہ آئے۔ کچھ نے فوراً اسلام قبول کیا، کچھ نے امن معاہدے کیے اور بعد میں مسلمان ہو گئے۔ نوں ہجری کے آخر تک تقریباً سارا عرب اسلام کے زیر اثر آ گیا۔ یہ سب تلوار کے زور پر نہیں بلکہ نبی ﷺ کی حکمت، شفقت، اور اخلاق سے ممکن ہوا۔ آپ ﷺ نے ہر وفد کے ساتھ عزت، عدل اور رحمت کا ہر تار کیا، اور بتایا کہ اسلام امن، برابری، اور ہدایت کا دین ہے۔ یوں "عام الوفود" اسلامی وحدت، سیاسی بصیرت، اور پُر امن دعوت کی ایک روشن علامت بن گیا۔

MCQs

No	سوال	A	B	C	D	جواب
1	لفظ "عام" کے معنی ہیں:	مہینہ	سال	دن	گروہ	B
2	"وفود" کس لفظ کی جمع ہے؟	وفد	وفاق	وقف	وجود	A
3	"عام الوفود" کس سال میں پیش آیا؟	7 ہجری	8 ہجری	9 ہجری	10 ہجری	C
4	وفود کہاں آئے؟	طائف	مدینہ	یمن	مکہ	B
5	بنو تمیم کا وفد تقریباً کتنے افراد پر مشتمل تھا؟	10	40	70	100	C
6	بنو تمیم کے شاعر کا جواب کس صحابی نے دیا؟	ابو بکرؓ	ثابت بن قیسؓ	علیؓ	عمرؓ	B
7	اللہ نے کس قبیلے کے لوگوں کو رسول ﷺ کو بلند آواز میں بلانے سے منع کیا	بنو تمیم	نجران	عبدالقیس	قریش	A
8	نجران کے لوگ زیادہ تر کیا تھے؟	یہودی	عیسائی	بت پرست	آتش پرست	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

9	نجران کا وفد۔۔۔۔۔ پر بات کرنے آیا؟	حج	زکوٰۃ	حضرت عیسیٰ	رمضان	C
10	”مباہلہ“ کے معنی ہیں:	باہمی بددعا	مناظرہ	دوستی	تجارتی معاہدہ	A
11	نجران کا وفد کہاں سے آیا؟	شمالی عرب	جنوبی عرب	مشرقی عرب	مغربی عرب	B
12	عبدالقیس کا وفد کہاں سے آیا؟	بحرین کا علاقہ	یمن	طائف	مکہ	A
13	عبدالقیس کے سردار کا نام کیا تھا؟	اقرع بن حابس	الاشج عبدالقیس	عمر بن العاص	خالد بن ولید	B
14	نبی ﷺ نے الاشج کی کن خوبیوں کی تعریف کی؟	بہادری و طاقت	حلم و وقار	عقل و تدبیر	تیزی و شجاعت	B
15	نبی ﷺ نے عبدالقیس کے وفد کو کیا سکھایا؟	نماز و زکوٰۃ قائم کرنا	جنگ کرنا	ہجرت کرنا	روزے ہمیشہ رکھنا	A
16	نبی ﷺ نے انہیں کس سے منع فرمایا؟	سونے کے برتن	کچھ خاص برتنوں سے پینے	تلوار کے استعمال	رات کے سفر	B
17	”عام الوفود“ کس چیز کی علامت ہے؟	جنگ	وحدت و حکمت	تجارت	تعمیر	B
18	9 ہجری تک اسلام کہاں پھیل چکا تھا؟	آدھار عرب	شمالی عرب	پورا جزیرہ عرب	صرف مدینہ	C
19	نبی ﷺ نے وفود کے ساتھ کیسا برتاؤ فرمایا؟	سختی سے	جہالت سے	نرمی و دانائی سے	بے توجہی سے	C
20	”عام الوفود“ کے بعد عرب کی حالت کیسی ہوئی؟	تقسیم شدہ	غیر متحد	پُر امن و متحد	جنگ زدہ	C

مختصر سوالات

سوال 1: ”عام الوفود“ کا کیا مطلب ہے؟

جواب: ”عام الوفود“ کا مطلب ہے ”وفود کا سال“۔ یہ ہجرت کے نویں سال کو کہا جاتا ہے جب مختلف عرب قبائل مدینہ آکر اسلام قبول کرنے اور نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔

سوال 2: وفود مدینہ کیوں آئے تھے؟

جواب: وہ اسلام قبول کرنے، اس کی تعلیمات سیکھنے، اور امن معاہدے کرنے آئے۔ فتح مکہ کے بعد سب کو یقین ہو گیا تھا کہ اسلام حق ہے اور نبی ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

سوال 3: نجران کے وفد کا پیغام کیا تھا؟

جواب: نجران کے عیسائی حضرت عیسیٰ کی حقیقت پر بات کرنے آئے۔ نبی ﷺ نے بتایا کہ عیسیٰ اللہ کے بندے اور نبی ہیں، جیسا کہ سورۃ آل عمران (3:59) میں بیان ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

سوال 4: نبی ﷺ نے عبد القیس کے وفد کو کیا سکھایا؟

جواب: آپ ﷺ نے انہیں ایمان باللہ، نماز، زکوٰۃ، روزہ، اور بعض برتنوں سے اجتناب کی تعلیم دی، اور ان کے سردار کی بردباری و وقار کی تعریف کی۔

سوال 5: "عام الوفود" کا نتیجہ کیا نکلا؟

جواب 9: ہجری کے آخر تک تقریباً پورا عرب اسلام میں داخل ہو گیا یا امن معاہدے کر چکا تھا۔ اسلام عرب کا مرکز بن گیا۔

طویل سوالات

سوال 1: بنو تمیم کے وفد کی اہمیت اور اس کے نتائج بیان کریں۔

جواب: بنو تمیم کا وفد 9 ہجری میں مدینہ آیا۔ وہ اپنی فصاحت و غرور کے باعث مقابلہ کرنے آئے تھے۔ نبی ﷺ نے انہیں اجازت دی کہ وہ بولیں، پھر حضرت ثابت بن قیس نے اسلام کی سچائی پر مبنی پر اثر جواب دیا۔ قرآن کی آیات سن کر وہ متاثر ہوئے اور کئی لوگ مسلمان ہو گئے۔ اللہ نے سورۃ الحجرات (49:4) میں انہیں آداب سکھائے کہ نبی ﷺ کو بلند آواز سے نہ پکاریں۔ نبی ﷺ نے ان کے سردار قرع بن حابس کو گورنر مقرر کیا اور زکوٰۃ و اخوت کی تعلیم دی۔

یہ واقعہ نبی ﷺ کے صبر، حکمت، اور پُر امن مکالمے سے اسلام کے پھیلاؤ کی بہترین مثال ہے۔

سوال 2: نبی ﷺ اور عبد القیس کے وفد کے درمیان گفتگو کی تفصیل اور اس سے حاصل ہونے والے اسباق بیان کریں۔

جواب: عبد القیس کا وفد بحرین سے مدینہ آیا، نبی ﷺ نے ان کا پُر خلوص استقبال فرمایا اور فرمایا: "مرحبا! نہ تم شرمندہ ہو گے نہ پچھتاؤ گے۔" آپ ﷺ نے انہیں ایمان کی بنیادیں سکھائیں: اللہ پر ایمان، نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے، اور مال غنیمت کا خمس۔ آپ ﷺ نے انہیں بعض برتنوں سے اجتناب کا حکم دیا اور ان کے سردار الاشج کی حلم و وقار کی تعریف کی۔ اس واقعے سے ہمیں سادگی، نبی ﷺ کی نرمی، اخلاق، اور تعلیم کے مؤثر طریقے کا درس ملتا ہے کہ اسلام علم، حلم، اور محبت سے پھیلا، طاقت سے نہیں۔

سبق 16: جنگ تبوک

تعارف: جنگ تبوک اسلام کی تاریخ کی سب سے شاندار مہمات میں سے ایک تھی۔ یہ ہجرت کے نویں سال (630 عیسوی) میں ہوئی۔ اگرچہ یہ لڑائی بغیر کسی حقیقی جھڑپ کے ختم ہوئی، لیکن یہ مسلم امت کے لیے ایمان، قربانی، اور اخلاص کا ایک عظیم امتحان بن گئی۔ یہ جنگ اس وقت پیش آئی جب عرب میں اسلام مضبوط ہو چکا تھا، لیکن بیرونی خطرات بڑھنے لگے تھے۔ رومی (بازنطینی) سلطنت اور ان کے عرب اتحادی مسلمانوں پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ اس کے جواب میں، حضرت محمد ﷺ نے حفاظتی اقدام کرنے اور ایک بڑی فوج کے ساتھ شمال کی طرف تبوک کی طرف جانے کا فیصلہ کیا۔ شدید گرمی، خشک سالی اور وسائل کی کمی کے باوجود مسلمانوں نے نبی ﷺ کی دعوت پر بے مثال ہمت اور سخاوت کے ساتھ جواب دیا۔ تبوک کی مہم کو "جیشُ الأُسْرہ" — یعنی "مشکلوں کی فوج" کے نام سے جانا گیا کیونکہ اس نے ہر مؤمن کے صبر، اتحاد اور ایمان کو آزمایا۔

پس منظر: معرکہ موتہ کے بعد، جو شام کے علاقے میں رومی اتحادیوں کے خلاف ہوا تھا، مسلمانوں نے محسوس کیا کہ رومی سلطنت ان کی بڑھتی ہوئی طاقت کو بڑی تشویش کے ساتھ دیکھ رہی ہے۔ جلد ہی مدینہ میں خبر پہنچی کہ بازنطینی بادشاہ ہیرکلیوس ایک بڑی فوج تیار کر رہا ہے تاکہ مسلمانوں پر حملہ کرے، جس میں مسیحی عرب قبائل جیسے غسانی شامل تھے۔ نبی ﷺ نے سمجھا کہ اگر رومی عرب پر حملہ کرنے کا انتظار کریں تو مسلمانوں کے لیے

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

خطرناک ہو گا۔ اس لیے انہوں نے دشمن کے حملے سے پہلے حرکت کرنے کا فیصلہ کیا اور تبوک کی طرف مہم کا اعلان کیا، جو شام کی سرحد کے قریب تھا۔ یہ فیصلہ مدینہ کے سب سے مشکل حالات میں آیا۔ موسم شدید گرم تھا، فصلیں تیار تھیں، اور سفر طویل اور تھکا دینے والا تھا۔ اس کے باوجود نبی ﷺ نے مؤمنین کو اللہ کے راستے میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ مؤمنین نے مثبت جواب دیا، سمجھتے ہوئے کہ اسلام کے دفاع کے لیے ہمت اور قربانی دونوں کی ضرورت ہے۔ یہ مہم صرف فوجی کارروائی نہیں تھی بلکہ ایمان، اتحاد، اور مسلم امت کے تحفظ کی تیاری کا مظاہرہ تھی۔ نبی ﷺ چاہتے تھے کہ دنیا دیکھے کہ اسلام کمزور یا طاقتور سلطنتوں سے خوفزدہ نہیں ہے۔

فئذ ذاک جمع کرنا: ایسی طویل اور مشکل مہم کے لیے فوج تیار کرنے کے لیے بڑے وسائل کی ضرورت تھی۔ نبی ﷺ نے مدینہ کے ہر شخص کو اپنی استطاعت کے مطابق حصہ ڈالنے کی ترغیب دی۔ صحابہ کا جواب شاندار تھا۔ امیر صحابہ نے بڑی سخاوت کے ساتھ حصہ دیا، اور غریبوں نے بھی جو کچھ کر سکتے تھے، دیا۔ حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نے اسلام کی تاریخ میں سب سے بڑی امداد دی۔ انہوں نے فوج کے لیے 900 اونٹ، 100 گھوڑے، اور 1,000 سونے کے دینار دیے۔ نبی ﷺ ان کی سخاوت سے متاثر ہو کر فرمایا، "آج جو عثمان نے کیا ہے اس کے بعد کچھ بھی عثمان کو نقصان نہیں دے سکتا۔"

حضرت عبدالرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہ) نے اپنی دولت کا نصف یعنی 4,000 درہم دیا، جبکہ غریب صحابی ابو عقیل (رضی اللہ عنہ) رات بھر پانی لے کر مزدوری کی اور جو کچھ کمائے اس سے کھجوریں دی۔ جب منافقین نے اس کے چھوٹے حصے پر طنز کیا، نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے اس کی نیک نیتی قبول کر لی۔ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے اپنی تمام دولت دی اور گھر میں کچھ نہیں چھوڑا، کہہ کر کہ میں نے اپنے خاندان کے لیے "اللہ اور اس کے رسول" چھوڑ دیا۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنی دولت کا نصف دیا، امید تھی کہ ابو بکر کے برابر ہو جائے گا، لیکن نبی ﷺ نے ابو بکر کے بے مثال ایمان کی تعریف کی۔ مدینہ کی عورتوں نے بھی اپنے زیورات، انگوٹھیاں اور چوڑیاں اسلام کی خدمت میں دی۔ اس اجتماعی کوشش نے مسلمانوں کے اتحاد اور قربانی کے جذبے کو ظاہر کیا۔ مدینہ کی عورتوں نے بھی فوج کی تیاری میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اپنے زیورات اور قیمتی سامان دے کر مدد کی، چاہے وہ میدان جنگ نہ جائیں۔ ہر شخص، چاہے امیر ہو یا غریب، مرد ہو یا عورت، اپنی استطاعت کے مطابق حصہ دیتا۔ اس مہم کے دوران نبی ﷺ نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو مدینہ میں رہنے اور شہر کے امور اور خاندانوں کی حفاظت کرنے کی ہدایت دی۔ بعض لوگوں نے علی کو پیچھے رہنے پر طنز کیا، لیکن نبی ﷺ نے فرمایا، "کیا تم خوش نہیں کہ تم میرے لیے ہارون کی طرح ہو، بس کہ میرے بعد نبی نہیں؟" یہ بات علی پر نبی ﷺ کے اعتماد اور ان کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔

جنگ کی تفصیلات: نبی ﷺ کے ساتھ جانے والی فوج تقریباً 30,000 مرد تھے، جو اس وقت کی سب سے بڑی مسلم فوج تھی۔ تبوک کا سفر انتہائی مشکل تھا۔ شدید گرمی، پانی کی کمی، اور خوراک کی کمی نے اسے شدید امتحان بنا دیا۔ اسی وجہ سے اسے "جیشُ الأُسْرہ" کہا گیا۔ نبی ﷺ نے صبر، ایمان اور ایک دوسرے کی مدد کی تعلیم دی۔ جب فوج تبوک پہنچی تو رومی اور ان کے اتحادی خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔

اگرچہ کوئی حقیقی لڑائی نہیں ہوئی، لیکن یہ ایک عظیم اخلاقی فتح تھی۔ مسلمانوں نے سیکڑوں میل مارچ کیا، اتحاد، ہمت اور اپنے ایمان کے دفاع کی تیاری کا مظاہرہ کیا۔ قرہیبی قبائل نے امن قبول کیا اور نبی ﷺ کے ساتھ معاہدے کیے۔ مدینہ واپسی بھی پر امن رہی اور مسلمان عزت و وقار کے ساتھ واپس آئے۔ رومی کبھی دوبارہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ یہ اسلامی ریاست کی بڑھتی ہوئی طاقت اور نبی ﷺ کی قیادت کی کامیابی کو ظاہر کرتا ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

منافقین اور پیچھے رہ جانے والوں کے احوال: جنگ تبوک نے مؤمنین کے حقیقی ایمان کو ظاہر کیا اور ان لوگوں کی منافقت کو بے نقاب کیا جو صرف مسلمانوں کا دکھاوا کرتے تھے۔ بعض لوگ، جن میں منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی شامل تھے، پیچھے رہ گئے اور جھوٹے بہانے بنائے۔ قرآن نے ایسے لوگوں کا ذکر سورۃ توبہ (42:9-49) میں کیا ہے کہ اگر یہ سفر آسان یا انعام قریب ہوتا تو وہ جاتے، لیکن چونکہ یہ طویل اور مشکل تھا، وہ پیچھے رہ گئے۔ جن تین مخلص صحابہ نے بغیر جائز وجہ کے شامل نہ ہوئے وہ تھے: کعب بن مالک، مرارہ بن ربیعہ، اور ہلال بن عمیر۔ انہوں نے نافرمانی کی نیت نہیں کی بلکہ تیاری میں دیر کر دی۔ جب نبی ﷺ واپس آئے، انہوں نے اپنی غلطی سچائی کے ساتھ قبول کی۔ سزا کے طور پر مسلمانوں کو ان سے پچاس دن بات نہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ ان کا توبہ مخلصانہ تھا اور آخر کار اللہ نے ان پر رحمت فرمائی، جیسا کہ سورۃ توبہ (9:118) میں ذکر ہے:

"اور اس نے ان تینوں کو معاف کر دیا، جب زمین ان کے لیے تنگ ہو گئی... پھر اللہ نے ان پر رحمت فرمائی۔"

کعب بن مالک کی کہانی ایمان داری اور توبہ کی ایک روشن مثال بن گئی۔ منافقین رسوا ہوئے، جبکہ مخلص مؤمنین کو اللہ نے عزت دی۔ خلاصہ: جنگ تبوک قربانی، ایمان، اور اتحاد کی علامت کے طور پر کھڑی ہے۔ اس نے مسلمانوں کی اخلاص کو آزمایا اور منافقین کو بے نقاب کیا۔ اس نے مسلم موقف کو سیاسی اور فوجی طور پر مضبوط کیا۔ نبی ﷺ کی قیادت، صحابہ کی سخاوت، اور مؤمنین کی روحانی طاقت نے اس واقعے کو اسلامی تاریخ کی سب سے بڑی اخلاقی فتوحوں میں سے ایک بنایا۔ یہ مہم سکھاتی ہے کہ حقیقی کامیابی صرف جسمانی جنگ جیتنے میں نہیں بلکہ حق کے راستے پر مضبوط رہنے اور اللہ کے لیے متحد ہونے میں ہے۔ مسلمان عزت کے ساتھ تبوک سے واپس آئے اور رومی کبھی دوبارہ حملہ کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ تبوک کا سبق مؤمنین کو ثابت قدم، سچا اور اسلام کی خدمت میں سخاوت کرنے کی ترغیب دیتا ہے، چاہے مشکلات کتنی بھی ہوں۔

MCQs

سوال	A	B	C	D	جواب
1. جنگ تبوک ہجرت کے کس سال میں ہوئی؟	7 AH	8 AH	9 AH	10 AH	C
2. "جمیشُ الأُسْرہ" کا مطلب ہے فوج _____	دولت	مشکل	فتح	عزت	B
3. نبی ﷺ نے تبوک جانے کا فیصلہ کیوں کیا؟	فارس	رومی	یہودی	قریش	B
4. رومی اتحادی جنہوں نے سلطنت کی حمایت کی، _____ قبائل کہا جاتا تھا۔	قریشی	غنسانی	انصاری	ثقفی	B
5. حضرت عثمان نے فوج کے لیے کتنے اونٹ دیے؟	100	500	900	50	C
6. حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کتنے درہم دیے؟	1,000	2,000	4,000	5,000	C
7. حضرت ابو بکر نے اپنی جائیداد میں سے _____ دی۔	نصف	ایک تہائی	تمام	کچھ نہیں	C
8. حضرت عمر نے اپنی جائیداد کا کتنا حصہ دیا؟	تمام	ایک چوتھائی	نصف	ایک دسواں	C
9. ابو عقیل (رضی اللہ عنہ) نے صدقہ پیسہ کیسے کمایا؟	کھجوریں بیچ کر	مزدوری	قرض لے کر	تعلیم دے کر	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

B	زکوٰۃ جمع کرنے کے لیے	سزادینے کے لیے	شہر کے انتظام کے لیے	آرام کرنے کے لیے	10. نبی ﷺ نے حضرت علی کو مدینہ میں کیوں رکھا؟
C	50,000	30,000	20,000	10,000	11. تبوک میں کل مسلم فوجیوں کی تعداد ___ تھی۔
C	علاقے پر قبضہ کیا	پیچھے ہٹ گئے	امن کی پیشکش بھیجی	شدت سے حملہ کیا	12. جب مسلمان تبوک پہنچے، رومی _____
C	المائدہ	التوبہ	الاحزاب	الانفال	13. منافقین کا ذکر اس واقعہ کے حوالے سے آیا؟
B	رہنما	بہادر	کھوٹا	سچا	14. لفظ "منافق" کا مطلب ہے _____
B	رومیوں کی جاسوسی کی	فوج کی قیادت کی	بنغیر وجہ کے پیچھے رہے	دھوکہ دیا	15. کعب بن مالک ان صحابہ میں سے تھے جو _____
D	50	30	20	10	16. تین صحابہ کے لیے سماجی سزا _____ دن کی بائیکاٹ تھی۔
A	آل عمران	النساء	الفتح	التوبہ	17. تین صحابہ کو معاف کرنے کا وحی کس سورہ میں ہے؟
B	مکہ قبضہ کرنا	فارس پر حملہ	رومیوں سے دفاع	شام فتح کرنا	18. تبوک کی مہم کا اصل مقصد تھا _____۔
C	جشن	مشکل	دولت	آرام	19. "جیشُ الأُسْرہ" تجربے میں کس چیز کو ظاہر کرتا ہے؟
A	سیاست اور تجارت	ہتھیار اور گھوڑے	دولت اور طاقت	ایمان اور اتحاد	20. تبوک کی مہم نے کس چیز کی طاقت ثابت کی؟

مختصر سوالات

1. جنگ تبوک کو "فوج مشکلات" کیوں کہا گیا؟
یہ اس لیے کہ مسلمانوں نے شدید گرمی، بھوک، پیاس اور وسائل کی کمی کا سامنا کیا۔ ان مشکلات کے باوجود وہ صبر اور اللہ کے راستے میں ثابت قدم رہے۔
2. تبوک کی مہم شروع کرنے کی بنیادی وجہ کیا تھی؟
نبی ﷺ نے سنا کہ رومی سلطنت مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔ اسلامی ریاست کی حفاظت کے لیے انہوں نے تبوک کی طرف پیشگی مہم کا آغاز کیا۔
3. حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے فوج کی کس طرح مدد کی؟
انہوں نے 900 اونٹ، 100 گھوڑے اور 1,000 دینار دیے، اسلام کے لیے اپنی محبت اور سخاوت ظاہر کی۔
4. نبی ﷺ کے تبوک جانے کے دوران کون مدینہ میں رہا اور کیوں؟

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نبی ﷺ کی ہدایت پر مدینہ میں رہے تاکہ شہر کے امور دیکھیں اور مردوں کی غیر موجودگی میں خاندانوں کی حفاظت کریں۔

5. تبوک کی مہم کا نتیجہ کیا ہوا؟

کوئی لڑائی نہیں ہوئی کیونکہ رومی پیچھے ہٹ گئے۔ مسلمانوں نے عزت، طاقت اور وقار حاصل کیا اور بعد میں رومیوں نے دوبارہ حملہ نہیں کیا۔

طویل سوالات کے جوابات

سوال 1: جنگ تبوک کا پس منظر، مشکلات اور نتیجہ بیان کریں۔

جواب: جنگ تبوک ہجرت کے 9 ویں سال میں ہوئی جب نبی ﷺ نے سنا کہ رومی عرب پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ انہوں نے 30,000 مردوں کی فوج تیار کی اور مسلمانوں سے صدقہ جمع کیا۔ شدید گرمی، خوراک کی کمی اور طویل فاصلے کے باوجود مؤمنین نے جوش و جذبے سے حصہ لیا۔ امیر و غریب نے اپنی استطاعت کے مطابق قربانی دی۔ جب فوج تبوک پہنچی تو دشمن پیچھے ہٹ گیا، اور مہم پر امن اختتام پذیر ہوئی۔ اس سے مسلمانوں کی طاقت اور اتحاد ظاہر ہوا۔ اس نے مسلم ریاست کو مضبوط کیا اور رومیوں کو آئندہ کے حملے سے روکا۔

سوال 2: جنگ تبوک نے منافقین کو کس طرح بے نقاب کیا اور مخلص مؤمنین کی سچائی کو کیسے ظاہر کیا؟

جواب: تبوک کے مشکل حالات نے مخلص مؤمنین اور منافقین کو واضح طور پر الگ کیا۔ مخلص مؤمنین نے اپنی دولت اور آرام قربان کیا، جبکہ منافقین بہانے بنا تے ہوئے پیچھے رہ گئے۔ قرآن نے سورہ توبہ میں ان کی جھوٹی بہانوں کی مذمت کی۔ تین مخلص صحابہ جو جائز وجہ کے بغیر مہم میں شامل نہ ہوئے، انہوں نے اپنی غلطی ایمانداری سے قبول کی اور بعد میں اللہ نے انہیں معاف فرمایا۔ اس واقعہ نے ظاہر کیا کہ ایمان صرف بات نہیں بلکہ عمل، قربانی اور ایمانداری ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ سچائی اور اخلاص والے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

سبق 17: حجۃ الوداع (آخری حج)

پس منظر: حجۃ الوداع، یعنی آخری حج، نبی کریم ﷺ کا مدینہ ہجرت کے بعد پہلا اور آخری حج تھا۔ یہ ہجری دسویں سال (632 عیسوی) میں ادا کیا گیا۔ نبی ﷺ نے حج کرنے کا ارادہ اعلان کیا، اور عرب کے مختلف علاقوں سے ہزاروں صحابہ کرام ان کے ساتھ شامل ہوئے تاکہ ان کے اعمال کو دیکھیں اور حج کرنے کا صحیح طریقہ سیکھیں۔

اسے "حجۃ الوداع" اس لیے کہا گیا کیونکہ نبی ﷺ نے اس حج کے دوران تاریخی خطبہ الوداع دیا، جس میں اسلام کی عالمی تعلیمات بیان کیں اور اپنی رسالت کے مکمل ہونے کی نشاندہی کی۔ نبی ﷺ اس حج کے کچھ مہینے بعد، ربیع الاول 11 ہجری میں وفات پا گئے۔

حج کی ابتدا اور روانگی: نبی ﷺ نے مدینہ سے ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرام کے ساتھ روانگی کی۔ آپ ﷺ نے مدینہ کی ذمہ داری ابو جابر رضی اللہ عنہ کو سونپی۔ آپ ﷺ نے ذوالحلیفہ (میقات مدینہ) سے احرام باندھا اور "لبیک اللہم لبیک" کہا۔ آپ ﷺ نے قربانی کے جانور بھی ساتھ لائے، جو یہ ظاہر کرتا تھا کہ آپ ﷺ کا ارادہ حج قرآن (عمرہ اور حج کا ملاپ) کا تھا۔

ذی طوی میں پہنچنا اور ہجون کے نزدیک قیام: جب نبی ﷺ مکہ پہنچے تو شہر کے اوپر والے حصے سے داخل ہوئے اور ذی طوی میں قیام کیا، جو مکہ کے کنارے کی وادی ہے۔ اگلے دن غسل کیا، مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور خانہ کعبہ کا طواف شروع کیا۔ طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

بعد، آپ ﷺ حجوں کے نزدیک قیام فرماتے رہے، جو جنت المعلیٰ کے قبرستان کے قریب ہے۔ وہاں آپ ﷺ نے کچھ دن حج کے اعمال کی تیاری کی اور لوگوں کو صحیح طریقہ سکھایا۔

8، 9 اور 10 ذوالحجہ کے واقعات:

8 ذوالحجہ (یوم الترویہ): نبی ﷺ مکہ سے منہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں قصر کر کے ادا کیں۔ آپ ﷺ نے حاجیوں کو پر امن رہنے اور جھگڑوں سے بچنے کی نصیحت کی۔

9 ذوالحجہ (یوم عرفہ): سورج نکلنے کے بعد نبی ﷺ عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ نمیرہ میں قیام فرماتے ہوئے ظہر سے پہلے خطبہ ہجرت الوداع دیا۔ خطبے کے بعد آپ ﷺ نے ظہر و عصر کی نماز جمع کر کے پڑھائی، پھر پہاڑ عرفات پر کھڑے ہو کر غروب آفتاب تک لمبی دعا کی۔ یہ سب سے جذباتی لمحہ تھا، جہاں آپ ﷺ نے اپنی امت کی مغفرت کے لیے دعا کی۔ اس دن یہ آیت نازل ہوئی:

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور اسلام کو تمہارا دین بنایا۔" (سورہ المائدہ 3:5)

10 ذوالحجہ (یوم قربانی): نبی ﷺ مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئے، مغرب و عشاء کی نماز ادا کی، اور جمار کے لیے کنکریاں جمع کیں۔ صبح میں مناد واپس آئے، حجرۃ عقبہ کو کنکریاں ماری، 63 اونٹ قربان کیے (ہر سال کے لیے ایک اونٹ)، اور علی رضی اللہ عنہ کو باقی جانور ذبح کرنے کے لیے کہا۔ پھر آپ ﷺ نے بال منڈوائے اور مکہ میں طوافِ افاضہ ادا کیا۔

خطبہ ہجرت الوداع کے اہم نکات: نبی ﷺ نے عرفات میں ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں سے خطاب کیا۔ یہ خطبہ انسانی حقوق، برابری اور عدل و انصاف کا اعلان تھا۔ اہم نکات درج ذیل ہیں:

1. جان و مال کی حرمت: "تمہاری جانیں، تمہارا مال اور تمہاری عزت اس دن، اس مہینے اور اس شہر کی طرح مقدس ہیں۔"
2. برابری: "تمام انسان برابر ہیں؛ عرب کو غیر عرب پر کوئی فوقیت نہیں، اور غیر عرب کو عرب پر نہیں، سوائے تقویٰ کے۔"
3. عورتوں کے حقوق: "عورتوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ؛ وہ تمہارے شریک اور مددگار ہیں۔"
4. مسلمانوں کی بھائی چارگی: "تمام مسلمان بھائی ہیں؛ ایک مسلمان کا خون اور مال دوسرے کے لیے مقدس ہے۔"
5. ربا کا خاتمہ: "جہالت کے زمانے کا تمام سود ختم کر دیا گیا۔ سب سے پہلے جو سود میں نے ختم کیا وہ میرے چچا عباس ابن عبدالمطلب کا تھا۔"
6. اللہ کے سامنے جواب دہی: "تم سب اپنے رب کی طرف لوٹو گے، اور وہ تم سے تمہارے اعمال کا سوال کرے گا۔"
7. قرآن اور سنت پر عمل: "میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں: اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ اگر تم ان سے مضبوطی سے چمٹتے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔"

آخر میں نبی ﷺ نے فرمایا، "کیا میں پیغام پہنچا دیا؟" صحابہ نے جواب دیا، "ہاں"۔ پھر آپ ﷺ نے کہا، "اللہ شہادہ ہے۔"

فضائل علی رضی اللہ عنہ: ہجرت الوداع سے پہلے، نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تاکہ زکات جمع کریں اور لوگوں کو اسلام سکھائیں۔ علی رضی اللہ عنہ واپس آئے اور حج میں شامل ہوئے۔ کچھ صحابہ علی رضی اللہ عنہ کی سختی پر شکایت کرنے لگے، لیکن نبی ﷺ نے فرمایا:

"علی کی برانہ کہو، وہ مجھ میں سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔" (ترمذی)

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

حج سے واپسی کے دوران، جب نبی ﷺ غدیر خم پر رکے، تو علی کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں کے سامنے فرمایا:

"جس کا میں مولی ہوں، علی بھی اس کا مولی ہے۔" (مسند احمد، ترمذی)

یہ علی رضی اللہ عنہ کے لیے محبت، عزت اور وقار کا واضح اظہار تھا، جو نبی ﷺ کے قریب تعلق اور صحابہ میں ان کے بلند مقام کو ظاہر کرتا ہے۔

MCQs

سوال	A	B	C	D	جواب
1- حجۃ الوداع کس سال میں ہو؟	9 A.H.	10 A.H.	11 A.H.	8 A.H.	B
2. نبی ﷺ نے مدینہ سے کس تاریخ کو روانہ ہوئے؟	8 ذوالحجہ	4 ذوالحجہ	25 ذوالحجہ	10 ذوالحجہ	C
3. نبی ﷺ نے احرام کہاں سے باندھا؟	قرن المنازل	ذوالحلیفہ	جوہفہ	یللم	B
4. نبی ﷺ نے ذی طوی میں قیام کہاں سے پہلے کیا؟	مینا	مزدلفہ	مکہ	مدینہ	C
5. حجۃ الوداع کا خطبہ کہاں دیا گیا؟	مینا	عرفات	کعبہ	مزدلفہ	B
6. نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں کتنے حج کیے؟	ایک	دو	کوئی نہیں	تین	A
7. نبی ﷺ نے ظہر و عصر نماز کہاں جمع کی؟	مینا	مکہ	عرفات	مزدلفہ	C
8. " آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا..." یہ آیت کہاں نازل ہوئی؟	مدینہ میں	مینا میں	عرفات میں	مزدلفہ میں	C
8. 9 ذوالحجہ کو نبی ﷺ کہاں قیام فرمائے؟	مکہ	مزدلفہ	مینا	عرفات	C
10. نبی ﷺ نے کتنے اونٹ قربان کیے؟	100	70	63	50	C
11. نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے کیا کروایا؟	خطبہ دینا	باقی جانور ذبح کروانا	نماز پڑھانا	زکات جمع کروانا	B
12. نبی ﷺ ہجرت کے قریب کہاں قیام فرمائے؟	مسجد قباء	جنت المعلیٰ	مینا	أحد	B
13. سب سے پہلا سود کس کا ختم کیا گیا؟	عمر	عباس ابن عبدالمطلب	ابو بکر	عثمان	B
14. نبی ﷺ نے برابر ہی کس بنیاد پر بتائی؟	قبیلہ	دولت	نسل	تقویٰ	D
15. نبی ﷺ نے کس کے ساتھ نرمی کرنے کی نصیحت کی؟	خادم	عورتیں	جانور	بچے	B
16. غدیر خم کہاں واقع ہے؟	طائف اور مکہ	یمن اور مدینہ	مینا اور عرفات	مکہ اور مدینہ	D

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

C	مصر	یمن	عراق	شام	17. حج سے پہلے علی رضی اللہ عنہ کس خطے بھیجے گئے؟
D	قربت اور فضیلت	سیاسی حکمرانی	جدائی	دشمنی	18. نبی ﷺ نے فرمایا: علی مجھ میں سے ہیں۔ یہ کیا ظاہر کرتا ہے؟
B	قبیلے	مقابل	بھائی	دشمن	19. خطبہ حجت الوداع میں نبی ﷺ نے فرمایا تمام مسلمان:
B	دولت	روایات	قرآن اور سنت	رہنما	20. نبی ﷺ نے فرمایا، "چمٹ رہو۔۔۔ پر۔"

مختصر سوالات

1. حجت الوداع کب ہوا؟
- یہ 10 ہجری (632 عیسوی) میں ہوا۔ یہ نبی ﷺ کا پہلا اور آخری حج تھا، جس میں ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرام شامل تھے۔
2. نبی ﷺ نے اپنا خطبہ الوداع کہاں دیا؟
- آپ ﷺ نے عرفات، پہاڑ رحمت کے نزدیک دیا، جہاں تمام مسلمانوں سے خطاب کیا اور برابری و انصاف کی تعلیم دی۔
3. خطبہ میں نبی ﷺ نے عورتوں کے بارے میں کیا فرمایا؟
- آپ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، وہ تمہارے شریک اور مددگار ہیں۔"
4. حجۃ الوداع کے دوران کون سی آیت نازل ہوئی؟
- اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔" (سورہ المائدہ 3:5)
5. نبی ﷺ نے قربانی کے جانور ذبح کرنے کا حکم کس کو دیا؟
- علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے باقی جانور ذبح کرنے کی ذمہ داری سنبھالی۔

طویل سوالات

1. حجۃ الوداع کے اہم واقعات بیان کریں۔
- نبی ﷺ نے 25 ذوالقعدہ 10 ہجری کو مدینہ سے روانہ ہو کر 4 ذوالحجہ کو مکہ پہنچے۔ طواف اور سعی کے بعد ہجون کے قریب قیام کیا۔ 8 ذوالحجہ کو منا گئے اور نمازیں ادا کیں۔ 9 ذوالحجہ کو عرفات پہنچے، خطبہ دیا اور غروب تک دعا کی۔ رات میں مزدلفہ میں قیام کیا، اگلے دن حجرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں، قربانی کی، بال منڈوائے اور مکہ واپس جا کر طواف افاضہ کیا۔
2. خطبہ حجۃ الوداع کی اہم تعلیمات کیا تھیں؟
- خطبہ میں نبی ﷺ نے جان، مال اور عزت کی حرمت بتائی۔ سود اور قصاص ختم کیا، انسانوں میں برابری کو فروغ دیا اور عورتوں کے حقوق پر زور دیا۔ مسلمانوں کو بھائی چارہ یاد دلایا اور بتایا کہ برتری صرف تقویٰ سے ہے۔ قرآن و سنت سے چپٹے رہنے کی ہدایت دی اور اعمال کے لیے اللہ کے سامنے جواب دہی کی تشبیہ کی۔ یہ پیغام عدل، اتحاد اور اخلاقی تعلیمات کا مکمل مجموعہ تھا۔

سبق 18: حضرت محمد ﷺ کا وصال الہی

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

تعارف: حضرت محمد ﷺ کا وصال الہی اسلامی تاریخ کے سب سے دکھ بھری واقعات میں سے ایک ہے۔ یہ نبی کی رسالت کے اختتام اور اللہ کے آخری پیغام کے مکمل ہونے کی علامت تھی۔ ان کے جانے کے بعد پوری مسلم امت غمگین ہوئی، مگر ان کی تعلیمات قیامت تک انسانیت کی رہنمائی کرتی رہیں گی۔

پس منظر۔ آخری حج اور آخری دن: ہجرت کے دسویں سال میں، نبی ﷺ نے حجت الوداع ادا کیا۔ اس حج کے دوران، آپ ﷺ نے عرفات کے میدان میں اپنی الوداعی خطبہ دیا، جس میں آپ نے اعلان کیا کہ آپ کی رسالت کا مشن مکمل ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو قرآن اور سنت کی پیروی کرنے اور ظلم و ستم سے بچنے کی نصیحت کی۔ مدینہ واپس آنے کے بعد، آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ آپ کی زندگی دنیا میں ختم ہونے کے قریب ہے۔ آپ ﷺ نے اُحد کے شہداء کی قبروں پر جا کر دعا کی اور البقیع کی قبرستان میں بھی فوت شدگان کے لیے دعا کی۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو بتایا کہ انہیں دنیا میں رہنے یا اللہ سے ملاقات کرنے کا انتخاب دیا گیا ہے، اور آپ ﷺ نے اللہ سے ملاقات کا انتخاب کیا۔

مرض کا آغاز: حجت الوداع سے واپس آنے کے چند دن بعد، نبی ﷺ کو شدید سر درد اور بخار لاحق ہوا۔ بیماری کے باوجود آپ ﷺ نماز پڑھانے اور صحابہ کو نصیحت کرنے کا کام جاری رکھتے رہے۔ آپ ﷺ کی بیماری تقریباً تیرہ سے چودہ دن رہی۔ ابتدا میں آپ ﷺ میمونہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر میں قیام فرماتے رہے، پھر تمام بیویوں سے اجازت لے کر عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر منتقل ہوئے، جہاں آپ ﷺ وصال الہی ہوئے۔ بیماری کے دوران، آپ ﷺ مسجد جاتے وقت علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) اور عباس (رضی اللہ عنہ) پر تکیہ کرتے۔ بیماری کے دوران، جب حالت خراب ہوئی تو آپ ﷺ نے ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو نماز کی امامت سونپی، جو بعد میں امت کی رہنمائی کے لیے ان کے موزوں ہونے کی نشانی تھی۔ مرض کے دوران اہم واقعات: بیماری کے باوجود، آپ ﷺ اپنی امت کے لیے بہت فکر مند تھے۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو بار بار نماز پر مضبوطی سے قائم رہنے اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی نصیحت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"نماز! نماز! اور اپنے ہاتھ کی گرفت میں موجود لوگوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔" (ابوداؤد)

آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ بھی یاد دلایا کہ ان کی قبر کو عبادت کے لیے نہ بنائیں اور ان کی وصال الہی کے بعد متحدر رہیں۔

آپ ﷺ کے آخری دن، دو صحابہ کی مدد سے مسجد گئے۔ صحابہ نے آپ ﷺ کو دیکھ کر خوشی سے چمکتے چہرے دکھائے، مگر آپ ﷺ نے صرف مسکرا کر محبت بھری نگاہ سے انہیں دیکھا اور پھر اپنے کمرے میں واپس آگئے۔

نبی ﷺ کا وصال الہی: پیر، 12 ربیع الاول، 11 ہجری کو، نبی ﷺ اپنی محبوب بیوی عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بغل میں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کمزور لیکن مطمئن تھے۔ آپ ﷺ نے مسواک سے دانت صاف کیے اور پھر آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر فرمایا:

"اعلیٰ رفیق کے ساتھ۔"

یہ آپ ﷺ کے آخری الفاظ تھے۔ آپ ﷺ کی مبارک روح اللہ کی بارگاہ میں 63 سال کی عمر میں پرسکون طور پر چلی گئی۔

صحابہ کا رد عمل: جب نبی ﷺ کی وصال الہی کی خبر پھیلی، تو پوری مدینہ غم میں ڈوب گئی۔ کئی صحابہ یقین نہیں کر سکے۔ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) مسجد میں کھڑے ہو کر کہا، "رسول اللہ مر گئے نہیں!" پھر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے کمرے میں آ کر نبی ﷺ کا چہرہ دیکھا، پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا،

"آپ زندگی اور موت میں خوبصورت ہیں۔"

ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے لوگوں سے کہا:

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

"جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا، وہ محمد وصال پاگئے۔ لیکن جو اللہ کی عبادت کرتا ہے، اللہ ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرتا۔" انہوں نے یہ آیت بھی پڑھی:

"محمد صرف ایک رسول ہیں، ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں، تو کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم پیچھے ہٹ جاؤ گے؟" (آل عمران) یہ سن کر صحابہ نے سکون حاصل کیا اور حقیقت کو قبول کیا۔

تدفین کی تیاری: نبی ﷺ کا غسل منگل کے دن ہوا، یعنی وصال الہی کے ایک دن بعد۔ غسل میں شامل افراد علی ابن ابی طالب، الفضل ابن عباس، اسامہ ابن زید اور شتران (نبی ﷺ کے آزاد غلام) تھے۔ آپ ﷺ کا جسم تین یاپانچ بار دھویا گیا اور تین سفید چادروں میں کفن کیا گیا، بغیر قمیص یا عمامہ کے۔

نماز جنازہ: غسل کے بعد، نبی ﷺ کا جسم عائشہ کے کمرے میں بستر پر رکھا گیا۔ مسلمان گروپوں میں آکر فرداً نماز جنازہ پڑھتے رہے۔ مرد، عورتیں اور بچے، کسی امام کے بغیر، تاکہ کوئی نبی ﷺ کی نماز کی امامت نہ کرے۔

نبی ﷺ کی تدفین: نماز کے بعد صحابہ نے کہا کہ نبی ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے۔ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "نبی وہاں دفن کیا جاتا ہے جہاں وہ مرے۔" (ترمذی)

چنانچہ قبر عائشہ کے کمرے میں بنائی گئی، قبر لاپتہ قسم کی تھی۔ نبی ﷺ کو وصال الہی کے تین دن بعد بدھ کی رات دفن کیا گیا۔ قبر میں جسم رکھنے والے علی، الفضل ابن عباس اور اسامہ تھے۔ صحابہ نے آہستہ آہستہ مٹی ڈالی، اور مدینہ آنسوؤں سے بھر گیا۔

ورشہ اور سبتی: نبی ﷺ کی زندگی اور وصال الہی ہمیں عاجزی، صبر اور اللہ کی رضا میں مکمل تسلیم کی یاد دلاتی ہے۔ آپ ﷺ کے جانے سے دین مکمل ہوا، جیسا کہ اللہ فرماتا ہے:

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی، اور اسلام کو تمہارا دین پسند کیا۔" (المائدہ 3:5) آپ ﷺ نے قرآن اور سنت بطور دائمی رہنمائی چھوڑا۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ان کی تعلیمات کو محبت اور احترام کے ساتھ اپنائے۔

MCQs

سوال	A	B	C	D	جواب
1. نبی ﷺ نے کس ہجری میں وصال الہی پایا؟	9 A.H.	10 A.H.	11 A.H.	12 A.H.	C
2. نبی ﷺ کتنی عمر میں وصال الہی ہوئے؟	60	61	63	65	C
3. نبی ﷺ نے حجت الوداع کس سال ادا کیا؟	8 A.H.	10 A.H.	11 A.H.	12 A.H.	B
4. الوداعی خطبہ کہاں دیا گیا؟	منی	عرفات	مزدلفہ	صفا	B
5. دورانِ علالت نبی ﷺ کس کے گھر میں قیام فرمائے؟	حفصہ	ام سلمہ	عائشہ	میمونہ	C
6. نبی ﷺ کی بیماری کتنے دن رہی؟	7 دن	10 دن	13-14 دن	20 دن	C
7. بیماری کے دوران نماز کی امامت کس کو سونپی گئی؟	عمر	علی	ابو بکر	عثمان	C
8. نبی ﷺ کس دن وصال الہی ہوئے؟	اتوار	پیر	منگل	بدھ	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

B	"میری امت"	"لا الہ الا اللہ"	"اعلیٰ رفیق کے ساتھ"	"اللہ مجھے معاف فرما"	9. نبی ﷺ کے آخری الفاظ کیا تھے؟
B	عثمان	علی	عمر بن الخطاب	ابو بکر	10. سب سے پہلے کس نے نبی ﷺ کے وصال الہی پر یقین نہ کیا؟
A	عباس	علی	ابو بکر	عمر	11. کس نے سورۃ آل عمران (3:144) کی آیت یاد دلائی؟
A	زبیر، بلال	عثمان، طلحہ	ابو بکر، عمر	علی، فضل، اسامہ، شقران	12. نبی ﷺ کا غسل کس نے کیا؟
B	چار چادروں میں	ایک چادر میں	تین سفید چادروں میں	دو چادروں میں	13. نبی ﷺ کو کس طرح کفن کیا گیا؟
A	صرف خواتین نے	صرف صحابہ کے ساتھ	جماعت میں	فرداً فرداً	14. نماز جنازہ کس طرح پڑھائی گئی؟
B	مسجد کا صحن	أحد	عائشہ کا کمرہ	البقیع	15. نبی ﷺ کو کہاں دفن کیا گیا؟
B	کوئی نہیں	گہری کھائی	لاہد	شقق	16. قبر کی قسم کیا تھی؟
C	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	17. نبی ﷺ کو کس دن دفن کیا گیا؟
A	طلحہ، زبیر	عباس، بلال	ابو بکر، عمر	علی، فضل، اسامہ	18. قبر میں نبی ﷺ کا جسد اطہر کس نے رکھا؟
B	آغاز ہجرت	تکمیل قرآن	تکمیل اسلام	اسلام کا آغاز	19. نبی ﷺ کے وصال الہی کا سب سے اہم پیغام کیا ہے؟
B	قیادت	دولت و طاقت	اللہ کی رضا	مادی کامیابی	20. نبی ﷺ کے وصال الہی سے کیا سبق ملتا ہے؟

مختصر سوالات

1. نبی ﷺ کہاں وصال الہی ہوئے؟

جواب: نبی ﷺ مدینہ میں اپنی محبوب بیوی عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر کے بغل میں پیر، 12 ربیع الاول، 11 ہجری کو وصال الہی ہوئے۔

2. بیماری کے دوران نماز کی قیادت کس نے کی؟

جواب: نبی ﷺ نے ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو نماز کی امامت سونپی، جو امت کی رہنمائی کی نشانی تھی۔

3. نبی ﷺ کے آخری الفاظ کیا تھے؟

جواب: "اعلیٰ رفیق کے ساتھ" یعنی آپ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں جانا اور نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں شامل ہونا چاہا۔

4. نبی ﷺ کے جسد اطہر کو غسل کس نے دیا؟

جواب: علی ابن ابی طالب، الفضل ابن عباس، اسامہ ابن زید، اور شقران نے غسل دیا اور تین سفید چادروں میں کفن کیا۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

5. نبی ﷺ کو کہاں دفن کیا گیا؟

جواب: نبی ﷺ کو اسی کمرے میں دفن کیا گیا جہاں وہ وصال الہی ہوئے۔ عائشہ کا کمرہ، جو اب مسجد نبوی کا حصہ ہے۔

طویل سوالات

1. نبی ﷺ کی بیماری اور وصال الہی کی تفصیل بیان کریں۔

جواب: نبی ﷺ حجت الوداع کے بعد دسویں ہجری میں بیمار ہو گئے۔ انہیں شدید سردرد اور زیادہ بخار ہوا، تقریباً دو ہفتے تک۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نماز پڑھتے اور امت کی رہنمائی فرماتے رہے۔ حالت بگڑنے پر آپ ﷺ نے اپنی بیویوں سے اجازت لے کر عائشہ کے گھر قیام فرمایا۔ بیماری کے دوران، آپ ﷺ نے مسلمانوں کو نماز پر مضبوط رہنے اور نیک سلوک کرنے کی نصیحت کی۔ پیر، 12 ربیع الاول، 11 ہجری کو آپ ﷺ نے مسواک استعمال کیا، آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا: "اعلیٰ رفیق کے ساتھ"، اور 63 سال کی عمر میں پر سکون وصال الہی پائی۔ آپ ﷺ کی وصال الہی نبی کی رسالت اور اللہ کے پیغام کے مکمل ہونے کی علامت تھی۔

2. نبی ﷺ کی نماز جنازہ اور تدفین کا طریقہ بیان کریں۔

جواب: وصال الہی کے بعد نبی ﷺ کا غسل علی، الفضل، اسامہ، اور شقران نے دیا۔ تین سفید چادروں میں کفن کیا گیا۔ آپ ﷺ کے جسم کو عائشہ کے کمرے میں بستر پر رکھا گیا اور مسلمان فرداً نماز جنازہ پڑھتے رہے، کیونکہ کوئی نبی ﷺ کی نماز کی قیادت نہیں کر سکتا تھا۔ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے صحابہ کو یاد دلایا کہ نبی وہاں دفن ہوں جہاں وصال الہی ہوئی، لہذا قبر عائشہ کے کمرے میں لاپتہ قسم کی بنائی گئی۔ نبی ﷺ کو وصال الہی کے تین دن بعد بدھ کی رات دفن کیا گیا۔ صحابہ نے قبر میں جسم رکھا اور مٹی ڈالی، آنسوؤں اور احترام کے ساتھ اپنی ذمہ داری پوری کی۔

سبق 19: حضرت محمد ﷺ کا بچپن اور جوانی

ولادت اور ابتدائی دن دادا اور چچا کی سرپرستی میں: حضرت محمد ﷺ مکہ مکرمہ میں 12 ربیع الاول، عام الفیل (تقریباً 570 عیسوی) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد، عبد اللہ، آپ کی پیدائش سے پہلے وفات پا گئے تھے۔ آپ کی والدہ، آمنہ، نے آپ کی بہت دیکھ بھال کی، لیکن جب آپ چھ سال کے تھے، تو وہ بھی وفات پا گئیں۔ ان کی وفات کے بعد، آپ کے دادا، عبد المطلب، آپ کے سرپرست بنے۔ انہوں نے بچپن میں آپ کو بہت محبت اور عزت دی۔ حضرت محمد ﷺ بچپن سے ہی نرم مزاج اور اچھے اخلاق کے لیے مشہور تھے۔ جب عبد المطلب وفات پا گئے تو حضرت ﷺ صرف آٹھ سال کے تھے۔ اس کے بعد، آپ کے مہربان چچا ابو طالب نے آپ کی سرپرستی سنبھالی۔ ابو طالب مالدار نہیں تھے، لیکن انہوں نے حضرت محمد ﷺ کو اپنے بچوں سے زیادہ محبت اور حفاظت دی۔ حضرت ﷺ بچپن سے ہی دیانتدار اور سچ بولنے والے تھے۔ مکہ کے لوگ ان کے پر سکون رویہ اور شائستہ اخلاق کو دیکھ کر متاثر ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایک عظیم مشن کے لیے تیار کر رہا تھا۔

صحرا میں پرورش اور حلیمہ سعدیہ: اس وقت کے عربی رسم و رواج کے مطابق، شریف خاندان اپنے بچوں کو صحرا بھیج دیتے تاکہ وہ صاف اور صحت مند ماحول میں پرورش پائیں۔ حضرت محمد ﷺ کو قبیلہ بنو سعد کے پاس بھیجا گیا، جہاں ایک مہربان عورت حلیمہ سعدیہ نے آپ کی دیکھ بھال کی۔ جیسے ہی وہ آپ کے پاس آئیں، اللہ نے ان کے گھر کو برکت دی۔ ان کے اونٹ زیادہ دودھ دینے لگے اور خاندان خوشحال ہوا۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

حضرت ﷺ نے یہاں تقریباً چار سال گزارے۔ انہوں نے خالص عربی زبان سیکھی، صحت مند ہوئے، اور بچپن ہی میں خاص اخلاقی خصوصیات دکھائیں۔ ایک فرشتہ آیا اور آپ کے دل کو پاک کیا، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کا دل ہمیشہ صاف اور برائی سے دور رہے گا۔ بعد میں حلیمہ نے آپ کو والدہ کے پاس واپس مکہ بھیجا، لیکن وہ ہمیشہ آپ کو محبت اور عزت کے ساتھ یاد کرتی رہیں۔

حجر اسود کے واقعہ: جب مکہ کے لوگوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر نو کی، تو حجر اسود کو نصب کرنے کا مسئلہ پیدا ہوا۔ تمام قبائل اس بات پر متفق نہ تھے کہ حجر اسود کو کون نصب کرے۔ حضرت محمد ﷺ کی عقل و فہم اور انصاف کی شہرت کی وجہ سے تمام قبائل نے آپ کو اس اہم کام کے لیے منتخب کیا۔ آپ ﷺ نے حجر اسود کو چادر پر رکھا اور تمام قبائل کی مدد سے اسے نصب کیا، تاکہ کوئی بھی قبائل ناراض نہ ہو۔ اس واقعہ نے لوگوں کے دلوں میں حضرت ﷺ کے اعلیٰ کردار کو مزید اجاگر کیا۔

تجارت اور حضرت خدیجہ کے ساتھ شادی: حضرت محمد ﷺ نے نوجوانی میں چرواہے کے طور پر کام کیا اور پھر تجارتی سفر شروع کیا۔ ایک موقع پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو اپنے تجارتی مال کو شام تک لے جانے کے لیے بھیجا۔ آپ ﷺ کی دیانتداری، ذمہ داری اور ہوشیاری نے حضرت خدیجہ کو بہت متاثر کیا۔ وہ حضرت ﷺ کی سچائی اور ایمانداری سے خوش ہوئیں اور بعد میں شادی کی پیشکش کی۔ اس واقعے نے نہ صرف آپ کی شخصیت کی شاندار عکاسی کی بلکہ آپ کے اعلیٰ اخلاق کو بھی ظاہر کیا۔

انسانیت کی خدمت: پیغمبری سے پہلے بھی حضرت محمد ﷺ دوسروں کی مدد کے لیے مشہور تھے۔ انہوں نے مکہ میں ایک اہم امن معاہدے حلف الفضول میں حصہ لیا، جس کا مقصد کمزوروں کی حفاظت اور انصاف کی فراہمی تھا۔ بعد میں آپ ﷺ نے فرمایا، "اگر مجھے دوبارہ ایسے معاہدے میں مدعو کیا جائے تو میں ضرور قبول کروں گا۔"

پاکدامنی اور حیا: حضرت محمد ﷺ بچپن اور جوانی میں پاکدامن اور نیک اخلاق کے مالک تھے۔ دیگر نوجوان گناہوں میں مشغول ہوتے، لیکن اللہ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ آپ کبھی بد اعمالی میں شریک نہ ہوئے۔ خواتین کے ساتھ عزت اور ادب سے پیش آتے اور سخت زبان استعمال نہ کرتے۔ صحابہ نے فرمایا: وہ ایک پردہ پوش لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے۔ بخاری

دوستوں اور خاندان کے ساتھ سلوک: حضرت ﷺ ہمیشہ عدل اور محبت سے پیش آتے۔ حلیمہ کے بچوں کے ساتھ بھی محبت اور انصاف سے پیش آئے۔ آپ ﷺ کو الامین (بھروسے مند) کا لقب ملا کیونکہ ہر شخص آپ پر اعتماد کرتا اور محبت محسوس کرتا۔

حوصلہ اور بہادری: نوجوانی میں حضرت ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ تجارتی سفر کیے اور مشکلات کا سامنا صبر و استقامت سے کیا۔ خطرناک حالات میں بھی پرسکون اور دانشمند رہتے۔ آپ اخلاقی اور عملی دونوں میدانوں میں بہادر تھے اور ہمیشہ سچ کے لیے کھڑے رہتے۔

MCQs

سوال	A	B	C	D	جواب
1. حضرت محمد ﷺ کس سال میں پیدا ہوئے؟	بارش کے سال	سال ہاتھی	اونٹ سال	امن کے سال	B
2. آپ کے والد کا نام کیا تھا؟	ابوطالب	عبدالمطلب	عبداللہ	ہاشم	C
3. آپ کی والدہ کا نام کیا تھا؟	فاطمہ	حلیمہ	آمنہ	زینب	C
4. والدہ کے بعد سرپرست کون بنے؟	ابوطالب	عبدالمطلب	حمزہ	عباس	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

B	حارث	عبداللہ	ابوطالب	ابولہب	5. عبدالمطلب کے بعد سرپرست کون بنے؟
B	بنو تمیم	بنو قریش	بنو سعد	بنو ہاشم	6. حضرت ﷺ کو کس قبیلے کے پاس بھیجا گیا؟
A	آمنہ	خدیجہ	بنت اسد	حلیمہ سعدیہ	7. دودھ پلانے والی والدہ کا نام کیا تھا؟
C	گم	برکت والی	کمزور	بیمار	8. حلیمہ نے حضرت ﷺ کے آنے کے بعد جانوروں کے بارے میں کیا محسوس کیا؟
A	بدر کی جنگ	فتح مکہ	حدیبیہ	حلف الفضول	9. حضرت ﷺ نے کس امن معاہدے میں حصہ لیا؟
B	الفاضل	القدر	الامین	المکتبر	10. آپ کو ایمانداری کی وجہ سے کیا کہا گیا؟
C	لکھاری	چرواہا	بڑھئی	سپاہی	11. نوجوانی میں آپ ﷺ کیا کام کرتے تھے؟
C	طاقت	ایمانداری	دولت	حسن	12. تجارتی معاملات میں سب سے اہم صفت کیا تھی؟
B	عباس	عبداللہ	عبدالمطلب	ابولہب	13. آپ کے دادا کا نام کیا تھا؟
C	سپاہی	باپردہ لڑکی	عالم	بادشاہ	14. حضرت ﷺ کو سب سے زیادہ حیا کہا گیا؟
B	انبیاء	بقرہ	قلم	یسین	15. حضرت ﷺ کے اخلاق کا ذکر کس سورہ میں آیا؟
A	اخلاص	فاتحہ	الناس	قلم	16. "اور بے شک آپ بلند اخلاق کے مالک ہیں" کس سورہ میں ہے؟
B	لکھائی	تعلیم	تجارت	کھیتی	17. حضرت ﷺ نے چچا کے ساتھ کس کام میں مدد کی؟
B	طائف کے سفر میں	شادی میں	حلیمہ کے پاس قیام کے دوران	پیدائش پر	18. آپ کے دل کو فرشتوں نے کب پاک کیا؟
C	یہود نے	مکہ کے لوگوں نے	خاندان نے	فرشتوں نے	19. آپ کو الامین کس نے کہا؟
B	عیش و عشرت	سستی	رحمت	غرور	20. حضرت ﷺ کی زندگی کی سب سے بڑی خصوصیت کیا تھی؟

مختصر سوالات

1. والدہ کے بعد حضرت ﷺ کی دیکھ بھال کس نے کی؟
آمنہ کے بعد دادا عبدالمطلب نے محبت سے دیکھ بھال کی، پھر چچا ابوطالب سرپرست بنے۔
2. حلیمہ کے ساتھ گزارا ہوا وقت کیوں خاص تھا؟

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

حلیمہ کے گھر میں برکت آئی، جانور زیادہ دودھ دینے لگے، خاندان خوشحال ہو اور ہر جگہ بچے کے ساتھ برکتیں نظر آئیں۔

3. حلف الفضول کیا تھا؟

یہ معاہدہ کمزوروں کی حفاظت اور انصاف کے لیے تھا۔ حضرت ﷺ نے پیغمبری سے پہلے اس کی حمایت کی۔

4. حضرت ﷺ کو الامین کیوں کہا گیا؟

سچائی، ایمانداری اور انصاف کی وجہ سے۔ لوگ مکمل بھروسہ کرتے۔

5. حضرت ﷺ نے دودھ پلانے والی والدہ کے خاندان کے ساتھ احترام کیسے ظاہر کیا؟

محبت اور عزت سے پیش آئے، ملاقات پر چادر بچھائی اور ادب سے بات کی۔

6. حضرت ﷺ نے خدیجہ کے مال کے ساتھ کیا کام کیا اور اس کا نتیجہ کیا ہوا؟

حضرت ﷺ نے تجارت میں ایمانداری اور ہوشیاری دکھائی، خدیجہ متاثر ہوئیں اور بعد میں شادی کی پیشکش کی۔

طویل سوالات

1. حضرت ﷺ کے ابتدائی زندگی اور سرپرستوں کا کردار بیان کریں۔

حضرت محمد ﷺ مکہ مکرمہ میں سال ہاتھی میں پیدا ہوئے۔ والد عبد اللہ پیدائش سے پہلے وفات پا گئے۔ والدہ آمنہ نے دیکھ بھال کی جب تک آپ چھ سال کے تھے۔ دادا عبد المطلب نے محبت سے پرورش کی، پھر چچا ابو طالب سرپرست بنے۔ ابو طالب مالدار نہ تھے لیکن حضرت ﷺ کو اپنے بیٹے کی طرح پیار دیا۔ بچپن اور جوانی میں حضرت ﷺ نے دیانتداری، صبر اور اچھے اخلاق سیکھے، جو آپ کو مستقبل میں اللہ کے رسول بننے کے لیے تیار کر رہے تھے۔

2. حضرت ﷺ کی جوانی میں اخلاقی خصوصیات پر روشنی ڈالیں۔

حضرت ﷺ جوانی میں پاکیزہ، ایماندار اور شائستہ تھے۔ بد اعمالی سے دور، ہر شخص کے ساتھ عدل اور محبت سے پیش آتے۔ الامین کہلائے، غریبوں کی مدد کرتے، کمزوروں کی حفاظت کرتے، اور ہر کام میں شرافت دکھاتے۔ قرآن میں ان کے کردار کی تعریف کی گئی ہے:

"اور بے شک آپ بلند اخلاق کے مالک ہیں۔" (سورہ قلم: 4:68)۔

آپ بہادر، صابر، اور سچائی و انصاف کے لیے کھڑے رہنے والے تھے۔ نوجوانی میں نیکی، پاکیزگی اور انسانیت کی خدمت کی بہترین مثال قائم کی۔

سبق 20: نبی ﷺ کا ذوقِ عبادت

1. تعارف: نبی ﷺ اللہ کی عبادت اور خلوص کے سب سے بہترین نمونہ تھے۔ ان کی زندگی کے ہر عمل — چاہے نماز ہو یا دوسروں کی مدد — سب کچھ اللہ کی خوشنودی کے لیے تھا۔ ان کے لیے عبادت صرف ایک فرض نہیں تھی بلکہ ان کی سب سے بڑی خوشی اور سکون تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

“میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ سنن النسائی 3940

یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ کی عبادت سے کتنا گہرا عشق تھا۔ آپ کا دل ہمیشہ اپنے خالق سے جڑا رہتا تھا۔ آپ ﷺ لمبے وقت تک نماز، ذکر، روزہ، اور دوسروں کی مدد میں مشغول رہتے تھے۔ سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے۔ آپ کی عبادت کے لیے محبت بے مثال تھی، اور آپ کی مثال سے ہم سیکھتے ہیں کہ زندگی کو کس طرح خلوص اور شکرگزاری کے ساتھ گزارا جائے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA)

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

2. نبوت سے پہلے کی عبادت: نبوت سے پہلے بھی نبی ﷺ کا دل صاف اور اللہ کی عبادت کا شوق گہرا تھا۔ اگرچہ مکہ کے لوگ صحیح دین کو بھول گئے تھے اور بتوں کی عبادت کرنے لگے تھے، نبی ﷺ نے کبھی کسی بت کے سامنے سر نہ جھکایا۔ آپ ﷺ نے تمام غلط عملوں سے بچا اور ہمیشہ ایک اللہ پر ایمان رکھا۔ آپ ﷺ تنہائی پسند تھے اور غار حرا میں کئی راتیں اللہ پر غور و فکر میں گزارتے۔ وہاں آپ مراقبہ کرتے، نماز پڑھتے اور قدرت میں اللہ کی نشانیوں—سورج، ستارے، پہاڑ—پر غور کرتے۔ آپ کا دل گندہ معاشرے میں بے چین تھا۔ اللہ آپ ﷺ کو نبوت کے عظیم مشن کے لیے تیار کر رہا تھا۔ غار میں آپ کی عبادت غور و فکر اور خلوص پر مبنی تھی، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وحی سے پہلے بھی آپ کا اللہ سے مضبوط تعلق تھا۔ یہ سبق ہمیں سکھاتا ہے کہ سچی عبادت صاف دل اور نیک نیت سے شروع ہوتی ہے۔

3. نبوت کے بعد کی عبادت: جب پہلی وحی نازل ہوئی، نبی ﷺ کی عبادت اور زیادہ گہری اور منظم ہو گئی کیونکہ اللہ نے خود قرآن کے ذریعے رہنمائی فرمائی۔ آپ کی راتیں لمبی نمازوں میں گزرتیں، دن ذکر میں، اور دل ہمیشہ اللہ کے ساتھ رہتا۔ قرآن میں فرمایا: اے تم جس نے اپنے آپ کو لپیٹ لیا! رات کے وقت کھڑے رہو، سوائے تھوڑی دیر کے۔ المزل

اس حکم کے بعد، نبی ﷺ رات کے وقت نماز پڑھتے یہاں تک کہ ان کے پاؤں سوجھ جاتے۔ جب حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے پوچھا کہ اللہ نے آپ کے پیچھے اور آنے والے گناہ معاف کر دیے ہیں تو آپ اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟ یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی عبادت محبت اور شکر سے تھی، خوف یا فرض کی وجہ سے نہیں۔ آپ ﷺ اپنی روزانہ نماز کبھی نہیں چھوڑتے تھے اور دوسروں کو بھی پابندی سے نماز پڑھنے کی تلقین کرتے تھے۔ آپ ﷺ اکثر روزے رکھتے، صدقہ دیتے، اور ہر وقت اللہ کو یاد رکھتے، چاہے سفر میں ہوں، کھانے میں ہوں یا آرام کر رہے ہوں۔

4. پسندیدہ عبادت اور عبادت کا معمول: تمام عبادت میں، نماز نبی ﷺ کی سب سے پسندیدہ عبادت تھی۔ آپ ﷺ رات کو (تہجد) نماز پڑھتے، اکثر اللہ کے حضور روتے، جس سے ان کی عاجزی اور محبت ظاہر ہوتی تھی۔ رات کی نماز ان کا ذاتی وقت تھی۔ غور و فکر، شکر گزاری، اور معافی کا وقت۔ آپ ﷺ کو روزہ بہت پسند تھا، خاص طور پر شعبان کے مہینے اور پیر و جمعرات کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”عمل پیر اور جمعرات کو اللہ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں اور مجھے پسند ہے کہ میرے عمل روزہ رکھتے ہوئے پیش ہوں۔“ (ترمذی 747)

آپ ﷺ ذکر کے بہت پابند تھے۔ آپ اکثر کہتے: سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر۔ آپ روزانہ قرآن کی تلاوت کرتے اور اس کے معنی پر غور کرتے۔ رمضان میں آپ ﷺ کی عبادت اور بڑھ جاتی تھی۔ زیادہ نماز پڑھتے، زیادہ صدقہ دیتے، اور اپنی راتیں عبادت میں گزارتے۔ رمضان کی آخری دس راتیں سب سے خاص تھیں؛ آپ تمام رات جاگتے اور لیلتہ القدر تلاش کرتے۔ آپ کی روزمرہ زندگی چھوٹے چھوٹے عبادتی اعمال سے بھری ہوئی تھی۔ مسکرانا، مدد کرنا، معاف کرنا، مریضوں سے ملاقات کرنا۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کے چہرے پر مسکرانا صدقہ ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ عبادت تھا۔

5. عملی زندگی کے لیے سبق: نبی ﷺ کی عبادت کے شوق سے ہمیں سیکھنے کو ملتا ہے کہ اصل کامیابی اللہ کو یاد کرنے اور شکر گزار ہونے میں ہے۔ عبادت صرف مسجد تک محدود نہیں؛ ہر اچھا عمل جو خلوص کے ساتھ کیا جائے عبادت ہے۔ آپ ﷺ سے ہم سیکھتے ہیں کہ نماز کو سکون کا ذریعہ بنائیں، باقاعدگی سے روزہ رکھیں، صدقہ دیں، اور ہر وقت اللہ کو یاد رکھیں۔ آپ ﷺ نے دکھایا کہ توازن اہم ہے۔ وہ گہرائی سے عبادت کرتے تھے لیکن خاندان، صحابہ، اور ضرورت مندوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی ان کی مثال پر عمل کریں، نماز میں پابند رہیں، روزانہ قرآن

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

پڑھیں، اور نیک نیت سے اچھے اعمال کریں۔ آپ کی زندگی ہمیں یاد دلاتی ہے کہ عبادت بوجھ نہیں بلکہ نعمت ہے۔ دل کو مضبوط کرنے اور اللہ کے قریب لانے کا طریقہ۔

MCQs

سوال	A	B	C	D	جواب
1. نبی ﷺ کا سب سے بڑا سکون کا ذریعہ کیا تھا؟	دولت	نماز	کھانا	سفر	B
2. نبوت سے پہلے آپ ﷺ اکثر کہاں غور و فکر کرتے؟	غار ثور	غار حرا	جبل احد	کعبہ	B
3. اسلام سے پہلے مکہ میں کس قسم کے لوگ رہتے تھے؟	بت پرست	یہودی	عیسائی	زر تاشتی	A
4. نبی ﷺ نے اسلام سے پہلے کس چیز سے بچا؟	تجارت	بت	سفر	پڑھائی	B
5. کون سی سورہ نے رات کی نماز کا حکم دیا؟	المدثر	الزلزل	الفجر	اللیل	B
6. لمبی نماز کے دوران آپ ﷺ کے پاؤں میں کیا ہوا؟	سو جھ گئے	ٹھنڈے ہو گئے	رک گئے	کچھ نہیں	A
7. جب پوچھا گیا کہ اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں تو جواب کیا دیا؟	انعام کے لیے	خوف سے	شکر گزار بننے کے لیے	دکھانے کے لیے	C
8. عبادت میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ کیا پسند تھا؟	حج	روزہ	نماز	صدقہ	C
9. رمضان کے علاوہ آپ کب روزہ رکھتے؟	پیر اور جمعرات	منگل اور جمعہ	ویک اینڈ	صرف رمضان	A
10. پیر اور جمعرات روزہ رکھنے کی وجہ کیا تھی؟	صحت کے لیے	دوستوں سے ملنے کے لیے	اعمال اللہ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں	رواج	C
11. رمضان میں آپ ﷺ کارویہ کیا تھا؟	زیادہ آرام	زیادہ کھانا	زیادہ عبادت	زیادہ سفر	C
12. رمضان کی آخری دس راتوں میں آپ ﷺ کیا تلاش کرتے؟	عید	لیلتہ القدر	حج	عمرہ	B
13. عبادت میں آپ ﷺ کارویہ کیا تھا؟	غرور	سستی	شکرگزاری	غفلت	C
14. ذکر کا مطلب کیا ہے؟	اللہ کو یاد کرنا	کتابیں پڑھنا	لوگوں سے بات کرنا	سونا	A
15. کون سا عمل بھی صدقہ ہے، نبی ﷺ کے مطابق؟	کھانا دینا	مسکرانا	کپڑے خریدنا	پڑھائی	B
16. رات کا سب سے پسندیدہ حصہ کیا تھا؟	جلدی سونا	دیر تک آرام	نماز شب	کھانا	C

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

C	صرف آرام	عبادت اور روزمرہ کے فرائض	صرف کام	صرف عبادت	17. زندگی میں کس طرح کا توازن سکھایا؟
A	عزریل (ع)	اسرائیل (ع)	میکائیل (ع)	جبرائیل (ع)	18. غار حرا میں کس نے آپ ﷺ کو متاثر کیا؟
B	رواج	عادت	خلوص	دکھاوا	19. آپ ﷺ کی عبادت خاص کیوں تھی؟
B	اللہ کو بھولنا	سست ہونا	عبادت سے محبت	نماز سے بچنا	20. آپ ﷺ کی مثال سے ہم کیا سیکھ سکتے ہیں؟

مختصر سوالات

1. نبی ﷺ کا سکون کا سب سے بڑا ذریعہ کیا تھا؟
نماز۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز "میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے"۔ یہ روحانی سکون اور اللہ کے ساتھ گہرا تعلق دیتی تھی۔
2. نبوت سے پہلے آپ ﷺ کی عبادت کیسے کرتے تھے؟
غار حرا میں غور و فکر کرتے، اللہ کی نشانیوں پر سوچتے، بت پرستی اور گناہ سے بچتے تھے۔
3. نماز کے دوران آپ ﷺ کے پاؤں کیوں سوجھ جاتے تھے؟
رات بھر کھڑے رہ کر اللہ کا شکر ادا کرنے اور معافی مانگنے کی وجہ سے۔
4. رمضان میں آپ ﷺ کیا کرتے تھے؟
نماز، روزہ، قرآن کی تلاوت اور صدقہ بڑھاتے، اور آخری دس راتوں میں لیلۃ القدر تلاش کرتے۔
5. آپ ﷺ کی عبادت سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟
عبادت محبت اور خلوص کے ساتھ کرنی چاہیے، اور نماز اور نیک اعمال کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہیے۔

طویل سوالات

1. نبوت سے پہلے اور بعد کی عبادت کی وضاحت کریں۔
نبوت سے پہلے، نبی ﷺ غار حرا میں اکیلے وقت گزارتے، اللہ کی نشانیوں پر غور کرتے اور بت پرستی سے بچتے تھے۔ قرآن کی وحی سے پہلے بھی آپ ایک اللہ کی عبادت کا راستہ اختیار کرتے تھے۔ وحی کے بعد، آپ کی عبادت منظم اور مکمل ہو گئی، رات بھر نماز پڑھتے، اکثر روزہ رکھتے، صدقہ دیتے، اور ہر وقت اللہ کو یاد رکھتے۔ آپ ﷺ کی عبادت میں دنیاوی فرائض اور روحانی زندگی کا بہترین توازن نظر آتا ہے۔
2. نبی ﷺ کی عبادت کے شوق سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟
عبادت محبت سے ہونی چاہیے، نہ کہ صرف فرض سمجھ کر۔ سچی عبادت میں نماز، روزہ، صدقہ اور اچھے اخلاق شامل ہیں۔ ہر عمل اگر اللہ کے لیے خلوص کے ساتھ کیا جائے عبادت بن جاتا ہے۔ آپ کی مثال ہمیں شکر گزاری، پابندی سے نماز، اور ہر وقت اللہ کو یاد رکھنے کی اہمیت سکھاتی ہے۔ وقت پر نماز پڑھنا، ذکر کرنا، دوسروں کی مدد کرنا دل کو سکون اور زندگی کو کامیابی دیتا ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

سبق 21: حضرت محمد ﷺ کی سخاوت اور ایثار

تعارف: حضرت محمد ﷺ اپنی بے مثال سخاوت، مہربانی اور شفقت کے لیے مشہور تھے۔ آپ نے ہمیشہ سادہ زندگی گزاری، حالانکہ آپ کے پاس آسائش میں رہنے کی تمام طاقت تھی۔ آپ کا دل ہمیشہ دوسروں کے لیے کھلا رہتا۔ آپ اللہ کی رضا کے لیے جو کچھ بھی رکھتے، دیتے اور بدلے کی توقع کبھی نہیں رکھتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی کو مدد مانگنے پر انکار نہیں کیا۔ قرآن نے آپ ﷺ کو تمام انسانیت کے لیے رحمت قرار دیا ہے (سورہ انبیاء)۔ آپ کی سخاوت صرف مال و دولت تک محدود نہیں تھی بلکہ وقت، معافی، محبت اور رہنمائی تک بھی پھیلی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، "اوپنچا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے" (صحیح بخاری)، یعنی دینے والا لینے والے سے افضل ہے۔

خادمان اور قیدیوں کے ساتھ سخاوت: حضرت ﷺ نے خادمان اور قیدیوں کے ساتھ بے حد شفقت اور انصاف سے پیش آئے۔ آپ نے کبھی خود کو ان سے برتر نہیں سمجھا۔ آپ نے تعلیم دی کہ خادمان بھی انسانیت میں ہمارے بھائی اور بہنیں ہیں۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا، "تمہارے خادمان تمہارے بھائی ہیں۔ انہیں وہ کھلاؤ جو تم کھاتے ہو، اور وہ پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔" (صحیح بخاری)۔ آپ نے کبھی خادم پر غصہ نہیں کیا یا ہاتھ نہیں اٹھایا۔ حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے بتایا کہ انہوں نے دس سال خدمت کی مگر نبی ﷺ نے کبھی سخت کلام نہیں فرمایا۔

قیدی جنگی حالات میں بھی آپ کی شفقت لاجواب تھی۔ جنگ بدر کے بعد آپ ﷺ نے ساتھیوں کو ہدایت دی کہ قیدیوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں۔ قیدی بعد میں بتاتے ہیں، "محمد ﷺ کے ساتھی ہمیں روٹی دیتے جبکہ وہ خود کھجوریں کھاتے تھے۔" (ابن ہشام)۔ حضرت ﷺ نے بہت سے قیدیوں کو معاف بھی کیا اور ان کی ماضی کی غلطیوں کو نظر انداز کیا۔ آپ کی رحمت نے دل بدل دیے اور بہت سے قیدی اسلام قبول کرنے لگے۔

صحابہ کے ساتھ سخاوت: حضرت ﷺ اپنی ہر چیز صحابہ کے ساتھ بانٹتے۔ جب کوئی بھوکا یا محتاج ان کے پاس آتا، تو وہ یا تو اپنی چیزیں دیتے یا دوسروں سے مدد کرواتے۔ کبھی کسی کو خالی ہاتھ واپس نہیں جانے دیا۔ ایک مرتبہ کسی نے بکری مانگی، تو آپ ﷺ نے اسے دو پہاڑوں کے درمیان چرنے والی پوری ریوڑ دے دی (صحیح مسلم)۔ وہ شخص کہنے لگا، "محمد ﷺ کی طرح کوئی نہیں دیتا" اور اسلام قبول کر لیا۔

آپ ﷺ اپنے صحابہ کی روحانی مدد بھی کرتے۔ محبت اور صبر کے ساتھ رہنمائی دیتے اور ہمیشہ ان کی ضروریات اپنی ترجیح سے اوپر رکھتے۔ مشکلات میں ان کے ساتھ کھڑے ہوتے، تحفے دیتے، غلطیاں معاف کرتے اور ایک دوسرے کی مدد کی ترغیب دیتے۔ آپ کی سخاوت نے صحابہ کے درمیان محبت اور اتحاد کی بنیاد رکھی، جس نے انسانی تاریخ بدل دی۔

خاندان اور بچوں کے ساتھ سخاوت: گھر میں بھی حضرت ﷺ اتنے ہی سخاوت مند اور بے لوث تھے۔ آپ اپنے خاندان کے ساتھ کھانا بانٹتے اور کبھی اضافی دولت اپنے پاس نہیں رکھتے تھے۔ آپ کی بیویاں بتاتی ہیں کہ کبھی کبھار آپ خود بھوکے رہ جاتے، مگر جو کچھ ملتا، اسے پہلے غریبوں کو دے دیتے۔ بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب خدمتگار مانگا، تو آپ ﷺ نے نرم لہجے میں مشورہ دیا کہ سونے سے پہلے سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر پڑھو، کیونکہ اللہ کی یاد دنیاوی آسائش سے بہتر ہے (بخاری)۔

بچوں کے ساتھ آپ ﷺ بہت محبت کرتے۔ ان کے ساتھ کھیلتے، مسکراتے اور اپنی محبت کبھی روک نہیں دیتے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کو اپنے پوتے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا گیا۔ ایک شخص نے کہا، "میرے دس بچے ہیں مگر میں نے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔" آپ ﷺ نے فرمایا، "جو رحم نہیں کرے گا، اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔" (صحیح بخاری)۔ بچوں کے ساتھ آپ کی شفقت نے مسلمانوں کو سکھایا کہ حقیقی طاقت ہمدردی میں ہے، طاقت میں نہیں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

بیویوں اور اہل بیت کی سخاوت: حضرت ﷺ کی بیویاں اور اہل بیت بھی سخاوت اور اخلاق میں آپ کی تقلید کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی دولت اور وسائل کو فقراء اور ضرورت مندوں میں بانٹتی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اہل بیت بھی محتاجوں کی خدمت کرتے اور لوگوں کی مدد میں آگے رہتے تھے۔ اس خاندان کی سخاوت اور بے لوث خدمت نے اسلام کی بنیاد کو مضبوط بنایا اور معاشرت میں خیرات و ہمدردی کی مثال قائم کی۔

عملی زندگی کے لیے سبق: حضرت ﷺ کی زندگی سے یہ سبق ملتا ہے کہ سخاوت صرف مال سے نہیں بلکہ دل سے پائی جاتی ہے۔ حقیقی دینے کا مطلب ہے کہ دوسروں کی مدد کریں، چاہے ہمارے پاس کم ہی کیوں نہ ہو۔ ہمیں وقت، معافی، علم اور محبت میں سخاوت کرنی چاہیے۔ جیسے نبی ﷺ کرتے تھے۔ انہوں نے ہمیں دکھایا کہ بے لوث سکون اور خوشی لاتی ہے۔ روزمرہ زندگی میں ہم یہ کر سکتے ہیں: غریبوں کے ساتھ بانٹنا، مزدوروں کے ساتھ نرمی، دوسروں کو معاف کرنا اور اپنے خاندان اور دوستوں کی مدد کرنا بغیر کسی توقع کے۔ جب ہم خلوص سے کام کریں، اللہ برکت بڑھاتا ہے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا، "صدقہ مال کم نہیں کرتا۔ ان کی زندگی ہمیں سکھاتی ہے کہ سخاوت مضبوط معاشرے بناتی اور اللہ کی رضا حاصل کرتی ہے۔"

MCQs

سوال	A	B	C	D	جواب
1. حضرت ﷺ کی سب سے مشہور صفت کیا تھی؟	حکمت	سخاوت	طاقت	دولت	B
2. حضرت ﷺ نے دس سال میں کبھی ان کو ڈانٹا نہیں؟	ابو ہریرہ	بلال	انس بن مالک	عمر بن خطاب	C
3. حدیث میں "اونچا ہاتھ" سے کیا مراد ہے؟	حکمران	دینے والا	لینے والا	استاد	B
4. حضرت ﷺ نے اپنے خادمان کے ساتھ سلوک کیا؟	غلام	بھائی والا	کم تر	مزدور	B
5. حضرت ﷺ نے خادمان کے بارے میں کیا فرمایا؟	نظر انداز کرو	کھلاؤ جو تم کھاتے ہو	زیادہ کام کرواؤ	بھوکا رکھو	B
6. کس جنگ کے قیدیوں کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دیا؟	احد	بدر	خندق	حنین	B
7. صحابہ نے قیدیوں کو کیا دیا جبکہ خود کھجوریں کھائیں؟	چاول	روٹی	دودھ	گوشت	B
8. حضرت ﷺ نے محتاج صحابہ کی مدد کیسے کی؟	صرف نصیحت دی	نظر انداز کیا	جو کچھ تھا بانٹا	کام کرنے کو کہا	C
9. جس شخص نے بکری مانگی، حضرت ﷺ نے کیا دیا؟	ایک بکری	دو بکریاں	پوری ریوڑ	کچھ نہیں	C
10. بکریاں ملنے کے بعد اس شخص نے کیا کیا؟	مغرور ہوا	بیچ دی	اسلام قبول کیا	مدینہ چھوڑ دی	C
11. حضرت ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خد متگا لینے کے بجائے کیا مشورہ دیا؟	زیادہ سوئیں	نماز اور تسبیح کریں	گھر میں آرام کریں	خود خریدیں	B
12. حضرت ﷺ بچوں کے ساتھ کیسے سلوک کرتے؟	سختی سے	مہربانی سے	نظر انداز	ڈانٹتے	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

C	طاقت دیتا ہے	اللہ پسند کرتا ہے	کمزوری ہے	غیر ضروری ہے	13. بچوں پر رحم کرنے کے بارے میں آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟
C	بچا دیتے	دوسروں کو دے دیتے	جمع کرتے	پہلے کھاتے	14. کھانا ملنے پر حضرت ﷺ عموماً کیا کرتے؟
C	مہربانی کرنا	دولت رکھنا	غریبوں کی مدد	دشمن معاف کرنا	15. حضرت ﷺ کبھی کیا نہیں کرتے تھے؟
B	زیادہ بچاؤ	صدقہ بے فائدہ ہے	برکت بڑھتی ہے	دینے سے غربت آتی ہے	16. صدقہ مال کم نہیں کرتا" کا کیا مطلب ہے؟
A	صرف دوستوں کو دینا	صرف پیسہ دینا	شہرت کے لیے دینا	دل سے دینا	17. اسلام کے مطابق حقیقی سخاوت کیا ہے؟
C	تاجران	غریب اور محتاج	امیر لوگ	بادشاہ	18. حضرت ﷺ کی سخاوت سے سب سے پہلے کون مستفید ہوا؟
B	غیر ضروری ہے	بچاؤ کے لیے ہے	عزت لاتی ہے	کمزور کے لیے ہے	19. حضرت ﷺ نے معافی کے بارے میں کیا سکھایا؟
C	دوسروں کو نظر انداز کرنا	مہربان اور بے لوث ہونا	خود غرض رہنا	دولت جمع کرنا	20. حضرت ﷺ کی مثال سے ہم کیا سیکھ سکتے ہیں؟

مختصر سوالات

1. حضرت ﷺ نے خادمان کے ساتھ کس طرح سخاوت دکھائی؟
انہوں نے خادمان کے ساتھ مہربانی اور مساوات سے پیش آئے۔ فرمایا کہ انہیں وہ کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔ کبھی زبردستی یا غصے سے نہیں روکا، جو عظیم شفقت ظاہر کرتا ہے۔
2. حضرت ﷺ نے جنگ کے قیدیوں کے ساتھ کیسے سلوک کیا؟
قیدیوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور صحابہ کو بھی یہی ہدایت دی۔ جنگ بدر کے بعد قیدیوں کو روٹی دی گئی جبکہ مسلمان خود کھجوریں کھا رہے تھے۔ آپ کی مہربانی نے بہت سے قیدیوں کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا۔
3. حضرت ﷺ نے صحابہ کے ساتھ کس طرح سخاوت کی؟
صحابہ کے ساتھ اپنی چیزیں بانٹیں اور ضرورت میں مدد کی۔ محبت اور حمایت نے ان میں اتحاد پیدا کیا۔ ہمیشہ دوسروں کی ضروریات کو اپنی ترجیح سے اوپر رکھا۔
4. حضرت ﷺ نے اپنے خاندان کے ساتھ کس طرح پیش آئے؟

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

گھر میں عاجزی اور محبت کے ساتھ پیش آئے۔ کھانا بانٹا، نصیحت کی اور دنیاوی آسائش سے زیادہ اللہ کی یاد کو اہمیت دی۔

5. حدیث "صدقہ مال کم نہیں کرتا" کا کیا مطلب ہے؟

اللہ کی رضا کے لیے دینے سے برکت بڑھتی ہے۔ اللہ دینے والا کو بہتر چیز دیتا ہے۔ حقیقی سخاوت روحانی اور دنیاوی ترقی لاتی ہے۔

طویل سوالات

1. خادمان اور قیدیوں کے ساتھ حضرت ﷺ کی سخاوت بیان کریں۔

حضرت ﷺ سب سے زیادہ سخاوت مند تھے، چاہے لوگ معاشرتی طور پر کمزور ہوں۔ خادمان کے ساتھ بھائی کی طرح پیش آئے اور تعلیم دی کہ تمام انسان عزت کے لائق ہیں۔ فرمایا: "تمہارے خادمان تمہارے بھائی ہیں۔ انہیں وہ کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔" (صحیح بخاری)۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے دس سال خدمت کی اور فرمایا کہ نبی ﷺ نے کبھی سخت کلام نہیں کیا۔

قیدیوں کے ساتھ بھی آپ ﷺ کی شفقت غیر معمولی تھی۔ جنگ بدر کے بعد آپ نے صحابہ کو قیدیوں کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دیا۔ قیدیوں کو روٹی دی گئی جبکہ مسلمان کھجوریں کھا رہے تھے۔ بہت سے قیدی آزاد یا معاف کیے گئے اور کچھ آپ کی رحمت کی وجہ سے اسلام قبول کر گئے۔ آپ کے یہ اعمال جنگ کے دوران بھی انسانیت اور انصاف کی مثال ہیں۔

2. حضرت ﷺ کی سخاوت اور بے لوثی سے مسلمانوں کو کیا سبق ملتا ہے؟

حضرت ﷺ کی زندگی سکھاتی ہے کہ سخاوت دولت کے بارے میں نہیں بلکہ دوسروں کی مدد کرنے کی نیت کے بارے میں ہے۔ آپ نے غریبوں کو کھانا دیا، دشمنوں کو معاف کیا اور صحابہ و خاندان کی مدد کی۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اسی طرح مہربان، وسائل بانٹنے والے اور سب کے ساتھ رحم دل ہوں۔ جدید زندگی میں یہ مطلب ہے کہ محتاجوں کو عطیہ دیں، مزدوروں کا احترام کریں اور خاندان و معاشرے کے افراد کی دیکھ بھال کریں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا، "اللہ کے سب سے محبوب لوگ وہ ہیں جو دوسروں کے کام آئیں۔" (المجمع الاوسط)۔ آپ کی سخاوت ہمیں سچائی سے دینے، سادہ زندگی گزارنے اور اللہ پر بھروسہ کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔

سبق 22: حضرت محمد ﷺ بطور رہنمائی کا ذریعہ (صلہ رحمی)

1. تعارف: خاندان اللہ تعالیٰ کی ایک خاص نعمت ہے۔ ہمارے والدین، بھائی، بہن، چچا، چچی اور کزن وہ نعمتیں ہیں جن کے ذریعے ہمیں محبت، دیکھ بھال اور تعاون کا تجربہ ہوتا ہے۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ ان خاندانی تعلقات کو قائم رکھنا۔ جسے صلہ رحمی کہتے ہیں۔ عبادت ہے اور سچی ایمان کی علامت ہے۔ جب ہم اپنے رشتہ داروں سے جڑے رہتے ہیں، ان کے ساتھ مہربانی کرتے ہیں اور ان کی غلطیوں کو معاف کرتے ہیں تو اللہ ہمارے گھروں اور دلوں میں برکت ڈالتا ہے۔ لیکن جب لوگ خاندانی تعلقات توڑ دیتے ہیں، ایک دوسرے سے بات کرنا بند کر دیتے ہیں یا سخت رویہ اختیار کرتے ہیں تو اس سے غصہ، اداسی اور برکت کا نقصان ہوتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنی زندگی اور تعلیمات کے ذریعے ہمیں دکھایا کہ کس طرح اپنے خاندان اور رشتہ داروں کے ساتھ امن اور محبت کے ساتھ رہنا چاہیے۔ ان کی مثال ہمیں سماجی اور خاندانی زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

2. رسول اللہ ﷺ کی سماجی زندگی: جامع الاسول میں ایک مشہور روایت (حدیث نمبر 9317) میں، نبی ﷺ نے نو عظیم اصول بیان کیے جو لوگوں کے ساتھ ان کے رویے کی رہنمائی کرتے تھے۔ یہ اصول ان کے حسن اخلاق اور مضبوط تعلقات قائم رکھنے کے طریقے کو ظاہر کرتے ہیں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

حدیث میں بیان ہوا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کا خوف خفیہ اور علانیہ رکھنا؛ غصے میں یا سکون میں سچ بولنا؛ دولت اور غربت میں اعتدال رکھنا؛ ان سے تعلق جوڑنا جو میرا تعلق توڑ دینے والا بنانا ان لوگوں کو جو مجھے محروم کریں؛ معاف کرنا ان لوگوں کو جو مجھے نقصان پہنچائیں؛ میرا خاموش رہنا غور و فکر ہو؛ میری باتیں اللہ کی یاد ہو؛ اور میری نظر سوچ سمجھ کر دیکھنا ہو۔"

نبی ﷺ ہمیشہ اللہ کا خوف رکھتے تھے، چاہے اکیلے ہوں یا لوگوں میں۔ انہوں نے رشتہ داروں کے ساتھ صرف عوام میں اچھا سلوک نہیں کیا بلکہ گھر میں بھی ان کی نیک نیتی ایک جیسی تھی۔ غصے میں بھی وہ منصف اور عادل رہتے تھے۔ انہوں نے کبھی کسی رشتہ دار کے ساتھ ناانصافی نہیں کی۔ وہ اعتدال سے زندگی گزارتے تھے، یہ دکھاتے ہوئے کہ خاندان سے محبت اور عزت دولت یا مقام پر منحصر نہیں ہونی چاہیے۔ جب دولت مند تھے تو عاجزی اختیار کی؛ جب محتاج تھے تو صبر کیا۔ انہوں نے یہ بھی سکھایا کہ ان سے تعلق جوڑیں جو تعلق توڑ دیتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی آپ سے بات کرنا بند کرے یا بر سلوک کرے تو آپ کو پھر بھی تعلق درست کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ نبی ﷺ نے کئی رشتہ داروں کو معاف کیا جنہوں نے ان کو نقصان پہنچایا اور ان کے مخالفین کے پاس بھی گئے۔ وہ دینے والے تھے اور معاف کرنے والے۔ انہوں نے کبھی غرور، غصہ یا انتقام کی وجہ سے خاندانی تعلقات خراب نہیں ہونے دیے۔ نبی ﷺ کی خاموشی غور و فکر کی تھی اور ان کے کلمات اللہ کی یاد سے بھر پور تھے۔ اکثر خاندانی جھگڑے سخت الفاظ سے شروع ہوتے ہیں، اس لیے انہوں نے ہمیں نرمی سے بات کرنا اور غیبت سے بچنے کا درس دیا۔ مختصراً، نبی ﷺ کی نظر ہمیشہ ہوشیار تھی۔ وہ دیکھتے تھے کہ کون رنجیدہ ہے، کس کو ضرورت ہے یا کون نظر انداز ہو رہا ہے۔ وہ دوسروں کو سہارا دیتے اور ہر شخص کو اہمیت دیتے۔ یہ نواصول بتاتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کس طرح متوازن، محبت بھرے اور ذمہ دارانہ سماجی زندگی گزاری۔ یہ مضبوط خاندانی تعلقات قائم رکھنے کی کامل مثال ہے۔

3. **تعلقات منقطع کرنے کے نقصانات:** اسلام سختی سے خاندانی تعلقات توڑنے سے منع کرتا ہے۔ نبی ﷺ نے خبردار کیا کہ اللہ کی رحمت ان لوگوں پر نازل نہیں ہوتی جو اپنے رشتہ داروں سے تعلق توڑ دیتے ہیں۔ عبد اللہ بن عوف (رضی اللہ عنہ) نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"رحمت اس قوم پر نہیں نازل ہوتی جس میں کوئی رشتہ دار سے تعلق توڑ دے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب خاندان میں ایک شخص تعلق توڑتا ہے تو پوری کمیونٹی برکت سے محروم ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"جو شخص خاندانی تعلق توڑتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔" (صحیح بخاری، مسلم)

تعلقات توڑنے کے نقصانات میں شامل ہیں:

- اللہ کی رحمت کا نقصان: جھگڑالے اور تقسیم شدہ خاندان سکون اور برکت کھو دیتے ہیں۔
- نیک اعمال کی قبولیت میں رکاوٹ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کے اعمال ہر جمعرات کی رات اللہ کو دکھائے جاتے ہیں، لیکن جو خاندانی تعلق توڑتے ہیں ان کے اعمال قبول نہیں ہوتے۔
- سماجی مسائل: جب خاندان لڑتے ہیں تو محبت ختم ہو جاتی ہے۔ معاشرہ کمزور ہو جاتا ہے کیونکہ خاندان کمیونٹی کی بنیاد ہوتے ہیں۔
- ذاتی درد: جو لوگ تعلق توڑتے ہیں وہ اکثر تنہا، ادا اس اور بعد میں پچھتانے والے ہوتے ہیں۔

قرآن بھی خبردار کرتا ہے:

"تو کیا تم زمین میں فساد کرو گے اور رشتہ داروں کے تعلقات کو توڑو گے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے۔" (سورہ محمد 22: 47-23)

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

اس لیے، خاندانی تعلقات توڑنا صرف سماجی مسئلہ نہیں؛ یہ روحانی گناہ ہے جو اللہ کی ناراضگی لاتا ہے۔

4. حضرت محمد ﷺ بطور نمونہ: حضرت محمد ﷺ تمام انسانوں کے لیے بہترین مثال ہیں۔ ان کی مہربانی، صبر اور خاندان کی دیکھ بھال بے مثال تھی۔ نبی ﷺ بننے سے پہلے بھی لوگ ان کی ایمانداری اور ہمدردی پر بھروسہ کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے رشتہ داروں کی گہری عزت کی۔ اپنی دودھ پلانے والی ماں حلیمہ سعدیہ اور نرس ام ایمن کا احترام کیا اور زندگی بھر ان کو خاندان کی طرح سمجھا۔ انہوں نے اپنے چچا، چچی کی دیکھ بھال کی، اور جب بعض مخالف تھے تو ان کے ہدایت کی دعا کی، ان کے نقصان کی نہیں۔ مکہ فتح کرنے کے بعد انہوں نے سب کو معاف کیا۔ حتیٰ کہ ان لوگوں کو بھی جنہوں نے ان اور ان کے خاندان کو نقصان پہنچایا تھا۔ ان میں سے بہت سے خود رشتہ دار تھے۔ ان کے الفاظ رحمت سے بھرے تھے: "جاؤ، تم آزاد ہو۔" اس معافی کے عمل سے دل نرم ہوئے اور خاندان دوبارہ متحد ہوئے۔ انہوں نے اپنے پیروکاروں کو والدین کی خدمت، بڑوں کا احترام اور رشتہ داروں کی مدد سکھائی۔ فرمایا: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ خاندانی تعلقات قائم رکھے۔

نبی ﷺ کی روزمرہ زندگی میں صلہ رحمی کے تمام اصول نظر آتے تھے۔ وہ اپنی بیویوں سے محبت کرتے، بچوں کے ساتھ نرمی کرتے، بڑوں کے لیے احترام رکھتے اور پڑوسیوں کی مدد کرتے۔ ان کی زندگی دکھاتی ہے کہ ایمان اور خاندانی دیکھ بھال ایک ساتھ چلتے ہیں۔

5. عملی زندگی کے لیے سبق: ہمیں ہمیشہ رشتہ داروں سے پہلے کرنی چاہیے، چاہے انہوں نے ہمیں تکلیف دی ہو۔ ایک سادہ سلام، فون کال یا ملاقات دلوں کو دوبارہ جوڑ سکتی ہے۔ ہمیں معاف کرنا اور بھولنا سیکھنا چاہیے۔ رنجشیں سکون کو تباہ کرتی ہیں، جبکہ معافی اجر اور سکون لاتی ہے۔

ہمیں رشتہ داروں کی مدد بغیر کسی توقع کے کرنی چاہیے۔ حقیقی مہربانی صرف اللہ کی رضا کے لیے ہوتی ہے۔ ہمیں اپنی باتوں پر قابو پانا چاہیے، خاص طور پر غصے میں۔ زیادہ تر خاندانی جھگڑے ان الفاظ سے شروع ہوتے ہیں جو ٹالے جاسکتے تھے۔ ہمیں ضرورت مندوں پر نظر رکھنی چاہیے۔ ایک بیمار رشتہ دار، بوڑھی چاچی، یا مشکلات میں کزن۔ اور ان کی مدد کرنی چاہیے۔ ہمیں بچوں کو خاندانی محبت کی اہمیت سکھانی چاہیے۔ داد ادا دی سے ملنا، خاندانی اجتماعات میں جانا، اور رشتہ داروں کے لیے دعا کرنا۔ ہمیں اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ ہمارے خاندانوں میں محبت، سکون اور اتحاد پیدا کرے۔ خاندانی تعلقات قائم رکھنا صرف اچھے آداب نہیں، بلکہ ہمارا ایمان بھی ہے۔

MCQs

#	سوال	A	B	C	D	جواب
1	صلہ رحمی کا کیا مطلب ہے؟	صدقہ دینا	خاندانی تعلقات قائم رکھنا	لوگوں سے دور رہنا	تعلقات توڑنا	B
2	سماجی زندگی کے نواصول کس حدیث کی کتاب میں ملتے ہیں؟	صحیح مسلم	جامع الاسول	سنن ابن ماجہ	ریاض الصالحین	B
3	نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں کس کے ساتھ تعلق جوڑنا چاہیے؟	جو ہمیں پسند کرتے ہیں	جو ہماری مدد کرتے ہیں	جو ہم سے منقطع ہوں	جو دور رہتے ہیں	C
4	نبی ﷺ نے غصے میں کونسی خصوصیت دکھائی؟	انصاف اور عدل	سخت الفاظ	انتقام	دوسروں کو نظر انداز کرنا	A

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

5	"رحمت اس قوم پر نہیں نازل ہوتی... کس کے لیے ہے؟"	جو فیاض ہیں	جو نماز پڑھتے ہیں	جو خاندانی تعلقات توڑتے ہیں	جو والدین کے پاس جاتے ہیں	C
6	نبی ﷺ کی خاموشی کیسی تھی؟	بوریت	غور و فکر اور تدبر	غصہ	جہالت	B
7	حدیث کے مطابق، جو خاندانی تعلق توڑتے ہیں ان کے اعمال:	دگنے	قبول نہیں	چھپے ہوئے	تعریف کے مستحق	B
8	نبی ﷺ نے مکہ فتح کرنے پر کیا کیا؟	انتقام لیا	سب کو معاف کیا	رشتہ داروں کو نظر انداز کیا	دشمنوں کو سزا دی	B
9	"میری باتیں اللہ کی یاد ہیں" کا کیا مطلب ہے؟	کھیلوں کی باتیں کرنا	بد تمیزی کرنا	نرمی اور ایمان کے ساتھ بات کرنا	ہمیشہ خاموش رہنا	C
10	"غربت اور دولت میں اعتدال" ہمیں کیا سکھاتا ہے؟	لاچکی بننا	متوازن رہنا	رشتہ داروں کو نظر انداز کرنا	بے احتیاط خرچ کرنا	B
11	حدیث "رحمت اس قوم پر نہیں..." کس نے روایت کی؟	ابو ہریرہ	عبداللہ بن عوف	ابن عباس	انس بن مالک	B
12	خاندانی تعلق توڑنے سے کیا نقصان ہو سکتا ہے؟	گھر میں سکون	رحمت کا نقصان	زیادہ برکت	خوشی	B
13	خاندانی جھگڑے حل کرنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟	ہمیشہ خاموش رہنا	انتقام لینا	معافی اور مہربانی	عوامی تنقید	C
14	نبی ﷺ کی کون سی عمل حقیقی معافی دکھاتی ہے؟	مکہ کی فتح	بدر کی جنگ	مدینہ ہجرت	حجۃ الوداع	A
15	نبی ﷺ اپنے خاندان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے تھے؟	غصے کے ساتھ	محبت اور انصاف کے ساتھ	غرور کے ساتھ	غیر پرواہی	B
16	خاندان میں کس قسم کی باتوں سے بچنا چاہیے؟	نرمی والے الفاظ	مذاق	غیبت اور سخت الفاظ	سلام	C
17	خاندانی اتحاد کیا لاتا ہے؟	برکت کا نقصان	بوریت	سکون اور رحمت	کمزوری	C
18	خاندانی زندگی میں "تیز مشاہدہ" کا کیا مطلب ہے؟	دوسروں کو نظر انداز کرنا	ضرورتوں کو دیکھنا اور دیکھ بھال کرنا	جاسوسی کرنا	غرور دکھانا	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

19	جو خاندانی تعلقات قائم رکھتے ہیں ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟	اللہ ان پر برکت ڈالتا ہے	دولت کھو دیتے ہیں	مشہور ہو جاتے ہیں	کچھ نہیں	A
20	نبی ﷺ کی تعلیمات خاندان کی زندگی میں کیا ظاہر کرتی ہیں؟	ایمان خاندان سے جدا ہے	ایمان میں رشتہ داروں کے ساتھ نرمی شامل ہے	خاندان اہم نہیں	خاندانی محبت اختیاری ہے	B

مختصر سوالات

سوال 1: صلہ رحمی کیا ہے اور کیوں اہم ہے؟

صلہ رحمی کا مطلب ہے رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم رکھنا۔ یہ اہم ہے کیونکہ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو خاندان کے تعلقات مضبوط رکھتے ہیں۔ یہ گھروں میں سکون، رحمت اور اتحاد لاتا ہے اور ہمارے ایمان اور کمیونٹی کو مضبوط کرتا ہے۔

سوال 2: نبی ﷺ نے خاندانی تعلق توڑنے والوں کے بارے میں کیا فرمایا؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی رحمت ان لوگوں پر نازل نہیں ہوتی جو خاندانی تعلق توڑتے ہیں، اور جو شخص تعلق توڑتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ تعلقات توڑنا اسلام میں ایک سنگین گناہ ہے۔

سوال 3: نبی ﷺ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے تھے؟

نبی ﷺ مہربان، معاف کرنے والے اور مددگار تھے۔ انہوں نے اپنے دشمن رشتہ داروں کو بھی معاف کیا اور ہمیشہ صبر اور رحمت دکھائی۔ ان کی زندگی خاندانی محبت اور اتحاد کی بہترین مثال ہے۔

سوال 4: خاندانی تعلقات قائم رکھنے میں اپنی باتوں پر قابو پانا کیسے مددگار ہے؟

جب ہم نرمی سے بات کرتے ہیں اور غصے یا تکلیف دہ الفاظ سے بچتے ہیں، تو غلط فہمی اور جھگڑے نہیں ہوتے۔ اچھی باتیں سکون لاتی ہیں، جبکہ سخت الفاظ محبت کو ختم کر دیتے ہیں۔

سوال 5: اگر کوئی رشتہ دار رابطہ توڑ دے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

ہمیں بدلے میں تعلق نہیں توڑنا چاہیے۔ اس کے بجائے ہمیں معاف کرنا اور دوبارہ جڑنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کال، ملاقات یا نرمی والے پیغامات کے ذریعے۔ یہ وہی طریقہ ہے جو نبی ﷺ نے سکھایا اور عمل کیا۔

طویل سوالات

سوال 1: بیان کریں کہ نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں صلہ رحمی کی مثال کیسے قائم کی۔

نبی ﷺ خاندان کے ساتھ محبت اور دیکھ بھال کی بہترین مثال تھے۔ انہوں نے بڑوں کا احترام کیا، بچوں سے محبت کی اور رشتہ داروں کی مدد کی، حتیٰ کہ جو مخالف تھے۔ مکہ میں جب رشتہ داروں نے سخت سلوک کیا، تب بھی وہ ان کے لیے دعا کرتے۔ مکہ فتح کرنے کے بعد، انہوں نے سب کو معاف کیا: "جاؤ، تم آزاد ہو۔" وہ ہمیشہ پہل کرتے، دینے والے تھے اور معاف کرنے والے۔ انہوں نے کبھی غصے کو خاندانی محبت تباہ کرنے نہیں دیا۔ ہم ان سے

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

سکھتے ہیں کہ سچی ایمان کا مطلب ہے خاندان کے ساتھ رحمت، معافی اور صبر دکھانا۔ ان کی مثال ہمیں سکھاتی ہے کہ تعلقات کو غرور یا انتقام سے زیادہ اہمیت دینی چاہیے۔

سوال 2: خاندانی تعلقات توڑنے کے نقصانات بیان کریں اور نبی ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ان کو دوبارہ قائم کرنے کے طریقے بتائیں۔

خاندانی تعلقات توڑنے کے کئی نقصانات ہیں۔ اللہ کی رحمت کا نقصان، اعمال کی قبولیت میں رکاوٹ، اداسی اور تنہائی۔ یہ خاندان اور معاشرے کو کمزور کرتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعلقات توڑنے والوں پر رحمت نہیں فرمائے گا۔ تعلقات دوبارہ قائم کرنے کے لیے، ہمیں مخلص توبہ کرنی چاہیے، سکون کی دعا کرنی چاہیے، اور رشتہ داروں کے ساتھ نرمی سے رابطہ قائم کرنا چاہیے۔ ہمیں پرانی غلطیوں کو معاف کرنا، شائستہ باتیں کرنا، ملاقات یا کال کرنا اور مدد پیش کرنا چاہیے۔ باقاعدہ رابطہ اور نرمی دلوں کو نرم کرتی ہے۔ اگر ہم نبی ﷺ کی مثال پر عمل کریں۔ صبر، فیاضی اور عاجزی اختیار کریں۔ تو اللہ ہمارے خاندانوں میں اتحاد اور محبت پیدا کرے گا۔

سبق 23: خواتین کے ساتھ نبی ﷺ کا حسن سلوک

1. تعارف: اسلام ایسے دور میں آیا جب خواتین کو کمتر سمجھا جاتا تھا، فیصلہ سازی میں ان کی رائے کو نظر انداز کیا جاتا تھا، اور اکثر بنیادی انسانی حقوق سے محروم رکھا جاتا تھا۔ بیٹی کی پیدائش کو بہت سی قبل از اسلام معاشروں میں شرمندگی کا سبب سمجھا جاتا تھا۔ تاہم، نبی محمد ﷺ کے آنے سے اس غیر منصفانہ نظام میں مکمل تبدیلی آگئی۔ اپنی تعلیمات اور اعمال کے ذریعے، نبی ﷺ نے خواتین کی حیثیت کو عزت، احترام اور وقار کی سطح تک بلند کیا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ مرد اور عورت دونوں اللہ کی نظر میں برابر ہیں، صرف تقویٰ اور نیک عمل میں فرق ہے۔ قرآن مجید میں صاف لکھا ہے:

"اور عورتوں کے بھی ایسے ہی حقوق ہیں جو ان پر مردوں کے حق میں نیکی کے ساتھ ہیں۔" (البقرہ)

نبی ﷺ نے نہ صرف برابری کی تعلیم دی بلکہ اپنی ذاتی زندگی میں بھی اس پر عمل کیا۔ وہ خواتین کے ساتھ نرمی، شفقت اور انصاف کے ساتھ پیش آتے۔ بطور بیٹے، شوہر اور والد۔ ان کی مثال تمام مسلمانوں کے لیے رہنمائی کا مینار بنی۔

2. ماں، بیٹی اور بیوی کے بارے میں ان کے اقوال: نبی ﷺ نے ماؤں کو بے حد اہمیت دی اور ان کے مقام کو اسلام میں سب سے اعلیٰ قرار دیا۔ ایک بار کسی شخص نے پوچھا، "لوگوں میں سب سے زیادہ حقوق والا کون ہے؟" نبی ﷺ نے فرمایا، "تمہاری ماں۔" شخص نے پوچھا، "پھر کون؟" فرمایا، "تمہاری ماں۔" پھر پوچھا، "پھر کون؟" فرمایا، "تمہاری ماں۔" آخر میں پوچھا، "پھر کون؟" فرمایا، "تمہارے والد۔" (صحیح بخاری)

اس بار بار زور دینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ماں کو والد کے مقابلے میں تین گنا زیادہ عزت حاصل ہے، ان کی محنت، محبت اور قربانی کی وجہ سے۔ بیٹیوں کے بارے میں نبی ﷺ نے معاشرے کے منہی رویے کو مکمل طور پر بدل دیا۔ انہوں نے فرمایا:

"جو شخص دو بیٹیوں کو اچھی تربیت دے کر جو انی تک پہنچائے، قیامت کے دن میں اور وہ شخص ایسے ہوں گے" اور اپنی انگلیاں جوڑ کر قربت دکھائی۔ یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ بیٹیوں کو محبت، دیکھ بھال اور عزت کے ساتھ پروان چڑھانا بہت بڑا اجر ہے۔

بیویوں کے بارے میں، نبی ﷺ نے مردوں کو نصیحت کی کہ وہ ان کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آئیں۔ انہوں نے فرمایا:

"تم میں سب سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ بہترین ہو، اور میں تم میں اپنی بیویوں کے ساتھ سب سے بہتر ہوں۔" (ابن ماجہ)

انہوں نے محبت دکھائی، گھریلو کاموں میں حصہ لیا اور کبھی خواتین کے خلاف اپنی آواز یا ہاتھ نہیں بلند کیا۔ ان کا نرم رویہ اور احترام گھر کو پر امن اور محبت بھرا بناتا تھا۔

3. نبی ﷺ بطور ہنما نمونہ: نبی ﷺ بہترین نمونہ ہیں کہ مرد خواتین کے ساتھ کس طرح پیش آئیں۔ انہوں نے ایک ایسا زندگی گزاری جو انصاف، ہمدردی اور توازن کی عکاسی کرتی ہے۔ وہ خواتین کی رائے کا احترام کرتے، ان سے مشورہ لیتے، اور انہیں عقل اور وقار رکھنے والے فرد کے طور پر دیکھتے۔ گھر میں، وہ گھریلو کاموں میں مدد کرتے، اپنے کپڑے خود سیاہ کرتے اور دکھاتے کہ اپنے خاندان کی خدمت عبادت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایمانداروں میں سب سے کامل وہ ہے جن کا اخلاق بہترین ہو اور وہ اپنے خاندان کے ساتھ سب سے نرمی سے پیش آئیں۔ "ترمذی انہوں نے خواتین کے ساتھ ظلم یا سختی کو کبھی اجازت نہیں دی۔ اپنے خطبہ حجت الوداع میں، نبی ﷺ نے تمام مسلمانوں کو یاد دلایا:

"اللہ کا خوف کرو خواتین کے بارے میں! تم نے انہیں اللہ کے امانت کے طور پر لیا ہے۔"

یہ آخری نصیحت ان کی زندگی کے مشن کا خلاصہ ہے۔ تاکہ خواتین کے ساتھ ہر لحاظ سے انصاف، احترام اور شفقت کی جائے۔

4. عملی زندگی کے لیے سبق: نبی ﷺ کی زندگی سے ہم آج کے دور کے لیے کئی سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ انہوں نے دکھایا کہ خواتین کے ساتھ نرمی کمزوری نہیں بلکہ حقیقی طاقت اور ایمان کی نشانی ہے۔ خاندان میں مردوں کو چاہیے کہ اپنی ماؤں کے ساتھ محبت اور دیکھ بھال کریں، اپنی بیویوں کی قدر کریں، اور بیٹیوں کو محبت اور فخر کے ساتھ پروان چڑھائیں۔ کام کی جگہوں اور معاشرے میں خواتین کو برابر کا احترام اور مواقع ملنے چاہئیں۔ اسلام سکھاتا ہے کہ خواتین کی عزت کرنے سے گھر اور معاشرہ برکت پاتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"مومن وہ نہیں جو اپنے الفاظ یا اعمال سے دوسروں کو نقصان پہنچائے۔" (بخاری)

لہذا، ان کی مثال پر عمل کرنے کا مطلب ہے کہ خواتین کے ساتھ بات، عمل اور رویے میں احترام کیا جائے۔ آج کے زمانے میں، جب دنیا کے کئی حصوں میں خواتین ابھی بھی ظلم کا سامنا کر رہی ہیں، نبی ﷺ کی مثال بہترین رہنما ہے تاکہ انصاف، رحمت اور برابری قائم رہے۔

MCQs

سوال	A	B	C	D	جواب
1. نبی ﷺ نے کس کی حیثیت بلند کی؟	مرد	قائدین	خواتین	بچے	C
2. اسلام سے پہلے خواتین کو کیسے سمجھا جاتا تھا؟	برابر	کمتر	عزت دار	استاد	B
3. نبی ﷺ نے فرمایا: "تم میں سب سے بہترین وہ ہے جو بہترین ہو _____ کے ساتھ۔"	والد کے ساتھ	بیوی کے ساتھ	دوستوں کے ساتھ	بچوں کے ساتھ	B
4. مشہور حدیث میں "تمہاری ماں" کتنی بار آئی؟	ایک بار	دو بار	تین بار	چار بار	C
5. قرآن ہمیں سکھاتا ہے کہ مرد اور عورت۔۔۔ میں برابر ہیں	دولت	طاقت	حقوق اور نیکی	کپڑے	C
6. خواتین کے لیے برابری کا پیغام کس نے دیا؟	عمر	نبی محمد ﷺ	ابو بکر	علی	B
7. نبی ﷺ نے محبت دکھائی _____ کے ذریعے۔	کام کو نظر انداز کر کے	گھریلو کاموں میں مدد کر کے	خاندان سے دور رہ کر	خاموش رہ کر	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

B	امن	عزت	جنت	دولت	8. دو بیٹیوں کی اچھی تربیت کرنے والا شخص جائے گا۔
B	سختی سے	دوری سے	زرمی سے	غصے سے	9. نبی ﷺ نے مردوں کو نصیحت کی کہ اپنی بیوی کے ساتھ _____ سے پیش آئیں۔
B	دور سفر کرو	دولت کماؤ	خواتین کے بارے میں اللہ سے ڈرو	بہادر بنو	10. نبی ﷺ کے خطبہ حجت الوداع نے مسلمانوں کو یاد دلایا کہ _____۔
B	قائدین کے	بچوں کے	حقوق	فرشتوں کے	11. قرآن کے مطابق خواتین کے حقوق ہیں ایسے جیسے مردوں کے _____۔
C	طاقت	اخلاق	علم	اعمال	12. نبی ﷺ نے فرمایا: "ایمانداروں میں سب سے کامل وہ ہیں جن کے _____ بہترین ہوں۔"
A	عمر	آواز	لباس	ایمان	13. اسلام میں خواتین اللہ کے سامنے برابر ہیں _____ میں۔
B	خاموش	مغرور	نرم	سخت	14. نبی ﷺ اپنے خاندان کے ساتھ _____ اور نرمی سے پیش آتے تھے۔
B	پچھتاوا	گناہ	بہت بڑا اجر	کوئی اجر نہیں	15. بیٹیوں کے ساتھ نرمی کا نتیجہ ہے _____۔
B	خاموشی	غصہ	الفاظ یا اعمال	دولت	16. نبی ﷺ نے فرمایا کہ مومن دوسروں کو نقصان نہیں پہنچائے _____ کے ذریعے۔
B	جو تے	دروازہ	کپڑے	تلوار	17. نبی ﷺ نے خود _____ سیا۔
B	عمر	دولت	قربانی	خوبصورتی	18. اسلام ماؤں کو عزت دیتا ہے ان کی _____ کی وجہ سے۔
B	قاضی	تاجر	نمونہ	استاد	19. نبی محمد ﷺ تمام مسلمانوں کے لیے بہترین _____ ہیں۔
B	نقصان	بحث	برکت	جھگڑا	20. خواتین کے ساتھ منصفانہ سلوک گھر میں _____ لاتا ہے۔

مختصر سوالات

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

سوال 1: نبی ﷺ نے معاشرے میں خواتین کی حیثیت کیسے بدلی؟

جواب: اسلام سے پہلے خواتین کا کوئی احترام یا حقوق نہیں تھے۔ نبی ﷺ نے انہیں عزت، تعلیم، وراثت کے حقوق اور تحفظ دیا۔ انہوں نے سکھایا کہ مرد اور عورت اللہ کے سامنے برابر ہیں۔

سوال 2: نبی ﷺ نے ماں کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ماں کو سب سے زیادہ عزت حاصل ہے۔ انہوں نے "تمہاری ماں" تین بار دہرایا اور آخر میں "تمہارے والد" کہا، جس سے ماں کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

سوال 3: نبی ﷺ نے اپنی بیویوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

جواب: نبی ﷺ اپنی بیویوں کے ساتھ محبت، نرمی اور انصاف سے پیش آتے تھے۔ گھریلو کاموں میں مدد کرتے، نرمی سے بات کرتے اور صبر اور عزت سے برتاؤ کرتے۔

سوال 4: بیٹیوں کی اچھی تربیت کرنے والے کو کیا اجر ملتا ہے؟

جواب: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دو بیٹیوں کو اچھی تربیت دے گا، قیامت کے دن وہ میرے قریب ہوگا، جو بیٹیوں کی قدر اسلام میں دکھاتا ہے۔

سوال 5: نبی ﷺ نے خطبہ حجت الوداع میں خواتین کے بارے میں کیا سکھایا؟

جواب: انہوں نے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ خواتین کے بارے میں اللہ کا خوف کریں، کیونکہ بیوی اللہ کی امانت ہیں اور ان کے ساتھ انصاف اور محبت سے پیش آنا چاہیے۔

طویل سوالات

سوال 1: نبی ﷺ کا خواتین کے ساتھ سلوک اور اس کے معاشرے پر اثرات بیان کریں۔

جواب: نبی ﷺ نے معاشرے میں خواتین کی پوزیشن مکمل طور پر بدل دی۔ ایسے وقت میں جب خواتین کمزور اور غیر ضروری سمجھی جاتی تھیں، انہوں نے برابری اور عزت کا پیغام دیا۔ خواتین کو وراثت کے حقوق، تعلیم، اور اپنی رائے کے اظہار کی آزادی دی۔ ماؤں، بیٹیوں اور بیویوں کو عزت دی۔ فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے، بیٹیوں کی تربیت کا بہت بڑا اجر ہے، اور بیوی کے ساتھ نرمی اچھے اخلاق کی نشانی ہے۔ ان کی مثال سے ثابت ہوتا ہے کہ حقیقی طاقت نرمی میں ہے، سختی میں نہیں۔ ان کا منصفانہ سلوک خواتین کے حقوق کی بنیاد بنا اور آج بھی رہنمائی ہے۔

سوال 2: نبی ﷺ کے خواتین کے ساتھ سلوک سے مسلمانوں کو روزمرہ زندگی میں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: مسلمانوں کو سکھایا گیا کہ خواتین کے ساتھ عزت، نرمی اور انصاف کے ساتھ پیش آئیں۔ ماؤں کی عزت کریں، بیٹیوں کی دیکھ بھال کریں، اور بیوی کے ساتھ انصاف کریں تاکہ گھر میں امن اور معاشرے میں ہم آہنگی قائم ہو۔ نبی ﷺ نے بتایا کہ بیوی کی مدد کرنا اور خاندان کے ساتھ نرمی ایمان بڑھاتی ہے۔ مرد ذمہ داریاں بانٹیں، نرمی سے بات کریں، اور خواتین کی خدمات کی قدر کریں۔ کام کی جگہ اور معاشرے میں خواتین کو برابر کا احترام اور مواقع ملیں۔ نبی ﷺ کی مثال پر عمل کرنے سے برکت، مضبوط خاندان اور ہمدرد معاشرہ بنتا ہے۔

سبق 24: حضرت محمد ﷺ کا طریقہ تربیت

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

1. تعارف: حضرت محمد ﷺ صرف اللہ کے رسول ہی نہیں بلکہ دنیا کے عظیم ترین استاد اور مربی بھی تھے۔ ان کا طریقہ تربیت یعنی لوگوں کے ذہن اور دل کی تعلیم، پرورش اور نشوونما کا طریقہ حکمت، صبر اور محبت سے بھرپور تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو مضبوط ایمان والے، ایماندار رہنما اور اچھے انسان بنانے کی تربیت دی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں بھیجا گیا ہوں صرف استاد کے طور پر۔“ (ابن ماجہ)

آپ ﷺ دلوں کو صاف کرتے اور لوگوں کو ایمان، ایمانداری اور انسانیت کی خدمت کے مطابق زندگی گزارنے کی رہنمائی دیتے تھے۔ ان کا طریقہ تعلیم ذہن اور روح دونوں کو چھوٹا تھا اور عام لوگوں کو تمام قوموں کے لیے نمونہ بناتا تھا۔

2. صحابہ کی تعلیم کا طریقہ: نبی ﷺ نے بہت ذاتی اور عملی طریقے سے تعلیم دی۔ آپ ﷺ سمجھتے تھے کہ ہر شخص مختلف طریقے سے سیکھتا ہے۔ آپ کے اسباق کلاس روم میں نہیں بلکہ روزمرہ زندگی میں دیے جاتے تھے۔ نماز، سفر، جنگ اور گفتگو کے دوران۔ آپ ﷺ سادہ الفاظ، واضح مثالیں اور خوبصورت کہانیاں استعمال کرتے تاکہ لوگ آسانی سے سمجھ سکیں۔ آپ کبھی لوگوں پر ایک ساتھ زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے تھے۔ آپ قدم بہ قدم تعلیم دیتے، تاکہ ایمان آہستہ آہستہ دلوں میں بڑھے۔

جب کوئی غلطی کرتا، آپ سختی سے نہیں ڈانٹتے بلکہ نرمی سے درست کرتے۔ مثلاً ایک بار ایک شخص مسجد میں بے ادبی سے بات کرنے آیا۔ آپ ﷺ نے غصے کے بجائے اسے خاموشی سے سمجھایا کہ مسجد عبادت اور صفائی کی جگہ ہے۔ (صحیح مسلم)

آپ ﷺ اکثر سوالات کرتے تاکہ صحابہ سوچیں۔ بعض اوقات اہم باتوں کو تین بار دہراتے تاکہ سب یاد رکھیں۔ آپ کی تعلیم میں علم اور عمل دونوں شامل تھے، یعنی جو آپ سکھاتے، وہ خود بھی عملی طور پر کرتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

”بے شک اللہ کے رسول میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔“ (سورہ احزاب 21:33)

3. تدریس اور تربیت کے آداب: نبی ﷺ نے دوسروں کو تعلیم دیتے ہوئے بہترین آداب دکھائے۔ آپ کی بات، رویہ اور برتاؤ احترام اور مہربانی سے بھرپور تھا۔ آپ کے آداب آپ کے الفاظ کے برابر اہم تھے۔ آپ ہمیشہ جس سے بات کر رہے ہوتے، اس کی طرف رخ کرتے اور مکمل توجہ دیتے۔ آپ زیادہ سنتے اور کم بولتے، اور غیر ضروری طور پر کسی کی بات نہیں کٹتے تھے۔

آپ کا لہجہ نرمی اور مضبوطی سے بھرپور تھا، اور آپ کے الفاظ حکمت سے لبریز تھے۔ آپ کسی کو شرمندہ نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی غلطی کرتا، تو کہتے: ”کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا جو ایسا کرتے ہیں؟“۔ بغیر کسی کا نام لیے۔ اس سے دوسروں کی عزت محفوظ رہتی اور سبق بھی ملتا۔

آپ ہمیشہ مثبت حوصلہ افزائی کرتے۔ جب کوئی اچھا کام کرتا، آپ اس کی تعریف کرتے اور اسے اہم محسوس کراتے۔ ایک بار آپ نے ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ”تمہیں حضرت داؤد کی بانسری کی مانند خوبصورت آواز دی گئی ہے۔“ (صحیح بخاری)

آپ عملی مثالیں اور بصری تعلیم بھی استعمال کرتے۔ مثلاً ریت پر لکیر کھینچ کر اللہ کا راستہ اور شیطان کے گمراہ کن راستے دکھائے۔ (مسند احمد)

آپ اجتماعات میں صفائی، سادگی اور انکساری برقرار رکھتے۔ صحابہ کے درمیان بیٹھے، کبھی اعلیٰ مقام نہیں چاہتے۔ جب اجنبی آتے، وہ نہیں پہچان پاتے کہ نبی ﷺ کون ہیں۔ آپ ﷺ کا کردار زندہ قرآن تھا۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: ”ان کا کردار قرآن تھا۔“ (صحیح مسلم)

4. عملی زندگی کے لیے سبق: ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم صرف علم حاصل کرنا نہیں بلکہ اچھے کردار کی بھی تربیت ہے۔ ایک سچا استاد طلباء میں محبت، مہربانی اور نظم پیدا کرتا ہے۔ والدین، اساتذہ اور رہنما حضرات کو صبر، نرمی اور حکمت کے لحاظ سے نبی ﷺ کے نمونے پر عمل کرنا چاہیے۔ روزمرہ زندگی میں ہمیں دوسروں کی رہنمائی نرمی سے کرنی چاہیے، غلطیوں کو معاف کرنا چاہیے اور لوگوں کی اصلاح پر ایویٹ میں کرنی چاہیے۔ ہمیں

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

خود بھی وہ عمل کرنا چاہیے جو ہم سکھاتے ہیں۔ نبی ﷺ نے عمل کے ذریعے تربیت دی۔ سچائی، طاقت میں رحمت اور قیادت میں انکساری دکھائی۔ آپ ﷺ علم حاصل کرنے کی اہمیت پر زور دیتے تھے، فرمایا: ”علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔“ (ابن ماجہ) آج کی دنیا میں ان کا طریقہ اختیار کرنے کا مطلب ہے دلوں کے ساتھ ذہنوں کی تربیت کرنا، علم کے ساتھ محبت پھیلانا اور دوسروں کی خدمت کرنا۔ ان کا طریقہ تربیت خاندانوں، اساتذہ، رہنماؤں اور تمام مومنوں کے لیے بہترین رہنمائی ہے۔

MCQs

سوال	A	B	C	D	جواب
1- تربیت سے کیا مراد ہے	سزا	تعلیم اور تربیت	عبادت	دولت	B
12. اسلام میں سب سے بڑا استاد کون سمجھا جاتا ہے؟	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	حضرت موسیٰ علیہ السلام	حضرت محمد ﷺ	حضرت ابراہیم علیہ السلام	C
3. نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں بھیجا گیا ہوں صرف ___ کے طور پر۔“	قاضی	استاد	بادشاہ	تاجر	B
4. صحابہ کی تعلیم میں نبی ﷺ کا اہم مقصد کیا تھا؟	دولت دینا	آداب اور ایمان سکھانا	حکمران بنانا	جنگجو تیار کرنا	B
5. نبی ﷺ عام طور پر صحابہ کو کیسے سکھاتے تھے؟	کتابوں کے ذریعے	عملی مثال سے	سزا کے ذریعے	خاموشی سے	B
6. جب کوئی غلطی کرتا، نبی ﷺ کا رویہ کیا ہوتا؟	غصہ	خاموشی	نرمی سے اصلاح	نظر انداز کرنا	C
7. کون سی سورہ میں نبی ﷺ کو بہترین نمونہ بتایا گیا ہے؟	البقرہ	الاحزاب	الکہف	الفجر	B
8. نبی ﷺ کی بات کرنے کی آواز کیسی تھی؟	سخت	نرمی سے	بلند	طنزیہ	B
9. اجتماعات میں نبی ﷺ لوگوں کے ساتھ کیسے برتاؤ کرتے؟	اعلیٰ مقام پر بیٹھتے	سب کے درمیان بیٹھتے	نظر انداز کرتے	حکم دیتے	B
10. عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے نبی ﷺ کے کردار کو کیسے بیان کیا؟	قرآن	قیادت	انصاف	صبر	A

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

A	لمبی تقریریں	کھیل	سخت قواعد	کہانیاں اور مثالیں	11. نبی ﷺ نے سبق سمجھانے کے لیے کیا استعمال کیا؟
D	عام طور پر بغیر نام لیے بات	نظر انداز	غصہ کر کے	نام لے کر	12. کسی کی غلطی کو عوام میں کیسے درست کرتے؟
B	بہادری	دولت	آواز	علم	13. نبی ﷺ نے ابو موسیٰ کی کس چیز کی تعریف کی؟
B	الجھا ہوا	پیچیدہ	بصری اور عملی	سخت اور کڑا	14. نبی ﷺ کا تدریسی طریقہ کیا تھا؟
B	سستی	غرور	صبر	غصہ	15. تدریس کے دوران نبی ﷺ نے سب سے زیادہ کون سی صفت دکھائی؟
B	بلند آواز میں بات کرنا	اکثر سزا دینا	مثال کے ذریعے رہنمائی اور حوصلہ افزائی	احترام کا مطالبہ کرنا	16. اساتذہ نبی ﷺ سے کیا سیکھیں؟
C	دہرانا	دوسروں کو شرمندہ کرنا	سوال پوچھنا	سوچنا	17. نبی ﷺ علم میں کس چیز سے منع کرتے؟
D	فرض	بوجھ	حرام	اختیاری	18. حدیث کے مطابق علم حاصل کرنا _____ ہے۔
B	صرف روایات	دولت اور شہرت	دل اور ذہن	صرف قواعد	19. نبی ﷺ کی تربیت کس پر مرکوز تھی؟
A	خوف	غصہ	سختی	سادگی اور محبت	20. تربیت کی سب سے خاص خصوصیت کیا تھی؟

مختصر سوالات

1. تربیت کا اسلام میں کیا مطلب ہے؟
تربیت سے مراد ایک شخص کے ذہن، روح اور رویے کی مکمل نشوونما ہے۔ اس میں تعلیم، اخلاقی تربیت اور روحانی ترقی شامل ہے۔
2. نبی ﷺ نے صحابہ کی تربیت کیسے کی؟
روزمرہ زندگی کی مثالوں، نرمی سے اصلاح اور ذاتی توجہ کے ذریعے۔ تعلیم عملی اور محبت سے بھرپور تھی، جس سے ایمان زندگی کا تجربہ بنتا۔
3. نبی ﷺ کو بہترین استاد کیوں کہا گیا؟
کیونکہ آپ حکمت، صبر اور بہترین آداب کے ساتھ تعلیم دیتے۔ آپ کی تعلیم نے زندگی بدل دی اور ایک نسل ایماندار، منظم اور باایمان صحابہ کی پیدا
کی۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

4. ہم نبی ﷺ کے طریقہ تربیت سے کیا سیکھ سکتے ہیں؟

ہم نرمی سے تعلیم دینا، غلطیوں کی اصلاح ادب سے کرنا اور مثال کے ذریعے رہنمائی کرنا سیکھتے ہیں۔ تعلیم صرف علم نہیں بلکہ اچھے کردار کی نشوونما بھی ہونی چاہیے۔

5. نبی ﷺ نے تعلیم دیتے وقت احترام کیسے دکھایا؟

ہمیشہ توجہ سے سنتے، جس سے بات کر رہے تھے اس کا رخ کرتے اور کسی کو شرمندہ نہیں کرتے۔ ان کی شائستگی اور انکساری دل جیت لیتی اور سچی تعلیم پھیلتی۔

تفصیلی سوالات

1. حضرت محمد ﷺ کے طریقہ تربیت کی اہم خصوصیات بیان کریں۔

نبی ﷺ کا طریقہ تربیت محبت، حکمت اور صبر پر مبنی تھا۔ صحابہ کو نہ صرف دینی علم بلکہ اچھے آداب، ایمانداری اور نظم سکھاتے۔ طریقہ عملی تھا۔ روزمرہ زندگی میں مثال دے کر۔ کسی کی غلطی پر نرمی سے اصلاح کی جاتی، بغیر دل دکھائے۔ واضح بات کرتے، مثالیں دیتے اور اہم نکات دہرائے تاکہ سمجھ آئے۔ آپ ﷺ نے سیکھنے والوں کا احترام کیا، انہیں اعتماد دیا اور تعلیم کو خوشگوار بنایا۔ تربیت ایمان اور کردار دونوں کی تعمیر پر مرکوز تھی اور مضبوط مؤمن پیدا کیے جو انسانیت کی خدمت کرتے۔

2. نبی ﷺ کے تدریسی آداب آج کے اساتذہ اور والدین کے لیے کیسے رہنمائی کر سکتے ہیں؟

نبی ﷺ کے آداب ہر دور کے لیے سبق ہیں۔ صبر سے سنتے، مہربانی دکھاتے اور ہر شخص کی قدر کرتے۔ آج کے اساتذہ اور والدین ان سے سیکھ سکتے ہیں کہ صرف الفاظ سے نہیں بلکہ عمل سے تعلیم دینا چاہیے۔ غلطیوں کی اصلاح نجی طور پر کریں، نیکی کی حوصلہ افزائی کریں اور ہر طالب علم کی عزت کریں۔ نبی ﷺ کی طرح محبت اور حوصلہ افزائی کا استعمال کریں، غصے کی بجائے۔ ان کے آداب—انکساری، صبر اور مثبت رویہ—سے ایسا ماحول بننا ہے جہاں طلباء نہ صرف علم حاصل کرتے بلکہ مہربان، ایماندار اور روحانی طور پر مضبوط بھی بنتے ہیں۔

باب چہارم

سبق 25: اچھی عادتیں اپنانا

تعارف: اچھی عادتیں وہ روشن صفات ہیں جو انسان کو دنیا میں قابل تعریف اور آخرت میں اجر کا حق دار بناتی ہیں۔ اسلام صرف نماز اور روزے کی تعلیم نہیں دیتا—یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم کیسے رہیں، کیسے بولیں، کیسے چلیں، دوسروں کے ساتھ کیسا برتاؤ کریں، اور کیسے پاکیزہ، باکردار اور منظم شخصیت بنائیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: **بیشک اللہ انصاف، احسان اور بھلائی کا حکم دیتا ہے۔۔۔" (النحل)**

یہ آیت سکھاتی ہے کہ اچھا کردار اختیار کرنا اختیاری نہیں—یہ اللہ کا حکم ہے۔ نبی محمد ﷺ بہترین عادتوں اور اخلاق کا کامل نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود نبی کے کردار کی تعریف فرمائی: **اور بے شک آپ بلند ترین اخلاق پر ہیں۔" (القلم 4:68)**

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **مجھے صرف اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔" (موطا)**

دلوں کو نرم کیا، آپ کی عاجزی نے متکبروں کو جھکا دیا، آپ کی معافی نے جگر کے زخم مندمل کر دیے اور آپ کی مہربانی نے دشمنوں کو بھی گرویدہ بنا لیا۔

اچھی عادتیں اپنانا بیچ بونے جیسا ہے:

• ہر اچھی عادت ایک نیکی میں بدلتی ہے

• ہر نیکی دل میں سکون پیدا کرتی ہے

• اور ہر مطمئن دل اللہ کا محبوب بن جاتا ہے

اس سمجھ کے ساتھ اب ہم اسلام کی چار بڑی اچھی عادتوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔

شکر گزاری اور قناعت

شکر: شکر وہ عادت ہے جس میں انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہر نعمت صرف اللہ کی طرف سے ہے۔ جب ہم سچے دل سے "الحمد للہ" کہتے ہیں تو مزید نعمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اللہ کا وعدہ ہے:

"اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور تمہیں زیادہ دوں گا۔" (ابراہیم 14:7)

یہ وعدہ ہر چیز میں اضافہ کا ہے۔ صحت، رزق، سکون، محبت، خوشی۔

شکر کے درجے:

اسلام میں شکر کے تین درجے بتائے گئے ہیں:

1. دل کا شکر — دل میں اللہ کی نعمتوں کا اقرار۔

2. زبان کا شکر — الحمد للہ کہنا، تعریف کرنا، مثبت باتیں کرنا۔

3. اعمال کا شکر — اللہ کی نعمتوں کو صحیح راہ میں استعمال کرنا مثلاً

قرآن پڑھنے کے لیے آنکھیں، مدد کے لیے ہاتھ، اور سچ کے لیے زبان۔

نبی ﷺ کی شکر گزاری کی مثالیں

(1) عبادت میں شکر: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ اتنی دیر تک نماز پڑھتے کہ پاؤں سوچ جاتے۔ پوچھا گیا کہ اتنی مشقت کیوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟" (بخاری)

یہ بتاتا ہے کہ عبادت کا اعلیٰ درجہ شکر ہے۔

(2) غربت میں شکر: کئی کئی دن گھر میں پکا کھانا نہیں ہوتا تھا، مگر جب بھی کچھ کھجوریں یا دودھ ملتا تو فرماتے: ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔"

آپ ﷺ نے کبھی شکایت نہ کی۔

(3) کھانا کھانے کے بعد شکر: آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص کھانا کھا کر الحمد للہ... کہہ دے، اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔" (ترمذی)

شکر دل کو حسد، غم اور بے چینی سے بچاتا ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA)

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

قناعت: قناعت کا مطلب ہے: جو اللہ نے دیا ہے اس پر راضی رہنا، ہر وقت زیادہ کی خواہش نہ کرنا، دوسروں کی زندگی سے حسد نہ کرنا، اور اللہ کی حکمت پر بھروسہ رکھنا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"غنا (دولت) زیادہ مال کا نام نہیں، اصل غنا دل کا غنا ہے۔" (بخاری)

قناعت کے فائدے

• دل کو سکون دیتی ہے

• لالچ سے بچاتی ہے

• حسد ختم کرتی ہے

• اللہ پر بھروسہ مضبوط کرتی ہے

• انسان کو عاجز اور شکر گزار بناتی ہے

ایک انصاری نے غربت کی شکایت کی۔ نبی ﷺ نے اسے گھر کی چیزیں لانے کو کہا۔ وہ صرف پھٹا ہوا چٹائی اور کٹورہ لایا۔ نبی ﷺ نے انہیں بیچنے میں مدد کی، کلباڑا خرید اور اسے محنت سے کام کرنے کا مشورہ دیا۔ کچھ دن بعد وہ عزت کے ساتھ محنت کر کے کمائی لانے لگا۔

اعتماد اور ایمان داری

سچائی: سچائی یہ ہے کہ بات، عمل، وعدہ اور ذمہ داری سب میں سچ ہو۔ اللہ فرماتا ہے: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا: سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف۔"

سچائی کی اقسام:

1. گفتگو میں سچائی — نہ جھوٹ، نہ بہانے

2. معاملات میں سچائی — نہ دھوکا، نہ فراڈ

3. وعدوں میں سچائی — وعدہ پورا کرنا

4. امانت میں سچائی — جو چیز دی جائے اسے حفاظت سے رکھنا

نبی ﷺ کی سچائی کی مثالیں

(1) الصادق، الامین: نبوت سے پہلے ہی مکے والے اپنی قیمتی چیزیں آپ ﷺ کے پاس رکھتے تھے کیونکہ وہ صرف آپ پر بھروسہ کرتے تھے۔

(2) دشمنوں کی امانتیں لوٹانا: ہجرت کے وقت قریش آپ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کر رہے تھے، مگر ان کی امانتیں آپ کے پاس تھیں۔

بدلہ لینے کے بجائے آپ ﷺ نے علیؑ کو حکم دیا کہ وہ تمام امانتیں واپس کر دیں — یہ اعلیٰ ترین امانت داری ہے۔

(3) تجارت میں سچائی: حضرت خدیجہؓ کے لیے تجارت کرتے ہوئے:

• کبھی دھوکا نہ دیا

• کبھی بڑھا چڑھا کر نہ بتایا

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA)

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

• وعدہ نہ توڑا
• ناجائز منافع نہ لیا

اخلاص اور تقویٰ

اخلاص: اخلاص کا مطلب ہے: ہر کام صرف اللہ کے لیے کرنا۔ نہ شہرت کے لیے، نہ تعریف کے لیے، نہ دکھاوے کے لیے۔ اللہ فرماتا ہے:
"انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اللہ ہی کی خالص عبادت کریں۔" (البینہ 98:5)
نبی ﷺ نے فرمایا: اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔" (بخاری)

اخلاص کی مثالیں

(1) تین آدمی جو غار میں پھنس گئے۔ ہر ایک نے وہ نیک عمل بیان کیا جو اس نے صرف اللہ کے لیے کیا تھا۔ ہر بیان کے بعد پتھر ہٹا گیا اور آخر کار سب نکل آئے۔ یہ سکھاتا ہے کہ اخلاص اللہ کی مدد کو کھینچ لاتا ہے۔
(2) خفیہ صدقہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ کے سایہ میں ایک وہ شخص بھی ہوگا:
"جو اتنے خفیہ صدقہ کرتا ہے کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی نہیں جانتا کہ دایاں ہاتھ کیا دے رہا ہے۔" (بخاری)
یہ اخلاص کی انتہا ہے۔

تقویٰ: تقویٰ کا مطلب ہے: ہمیشہ اللہ کو یاد رکھنا، گناہ چھوڑنا، خواہشات کو قابو میں رکھنا، اور صحیح راستہ اختیار کرنا۔ چاہے کوئی دیکھ رہا ہو یا نہیں۔
اللہ فرماتا ہے: بیشک اللہ متقی لوگوں سے محبت کرتا ہے۔" (آل عمران 76:3)
نبی ﷺ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے۔" (مسلم)
نبی ﷺ کے تقویٰ کی مثالیں

(1) معافی میں تقویٰ: طائف والوں نے پتھر مارے، مگر آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، یہ جانتے نہیں۔"
(2) قیادت میں تقویٰ: مدینہ کے حاکم ہونے کے باوجود سادگی سے جیتے، اپنے جوتے خود ٹھیک کرتے، گھر کے کام میں مدد کرتے۔
(3) صدقہ میں تقویٰ: جو کچھ گھر میں ہوتا، سب محتاجوں کو دے دیتے۔ اکثر صرف چند کھجوریں بچتی تھیں۔
(4) عاجزی میں تقویٰ: آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ ہوں۔"
آپ کا تقویٰ صرف نماز میں نہیں، بلکہ کردار، گفتگو، فیصلہ، ہر عمل میں تھا۔

عیب چھپانا

اسلام سکھاتا ہے کہ لوگوں کی غلطیاں چھپانا اور ان کی عزت بچانا ضروری ہے۔ بے وجہ کسی کا عیب ظاہر کرنا نفرت، انتشار اور بد اعتمادی پیدا کرتا ہے۔
اللہ فرماتا ہے: اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ برائی کو ظاہر کیا جائے۔" (النساء: 148)
نبی ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان کے عیب چھپائے، اللہ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔" (مسلم)
نبی ﷺ کی مثالیں

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

(1) شراب پینے والا صحابی: ایک شخص جو پینے کی بیماری میں مبتلا تھا کئی بار سزا پاتا تھا۔ کچھ صحابہ نے اسے برا کہا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اسے برانہ کہو، وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔
یعنی اصلاح کرو، بے عزتی نہیں۔

(2) مسجد میں پیشاب کرنے والا بدوی: ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ صحابہ ڈانٹنے دوڑے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، پہلے پورا کرنے دو۔
پھر نرمی سے سمجھایا: یہ جگہ نماز کے لیے ہے۔

(3) گناہ کا اقرار کرنے والا آدمی
ایک آدمی گناہ بتانے آتا رہا، مگر نبی ﷺ نے بار بار منہ پھیر لیا تا کہ وہ واپس جا کر چپکے سے توبہ کر لے۔
اس سے سکھایا کہ عیب چھپانا بہتر ہے۔

اس عادت کی اہمیت

- لوگوں کی عزت محفوظ رہتی ہے
- رشتوں میں اعتماد بڑھتا ہے
- لوگ چپکے سے توبہ کی طرف آتے ہیں
- غیبت، چغلی اور بدگمانی رکتی ہے
- اللہ کی حفاظت نصیب ہوتی ہے

MCQs

No.	سوال	A	B	C	D	جواب
1	“اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور تمہیں زیادہ دوں گا” یہ کس سے ہے؟	حدیث	فقہ	سیرت	قرآن	D
2	نبی ﷺ اپنی سچائی کی وجہ سے کس لقب سے مشہور تھے؟	المُدثر	الصادق الامین	الفاروق	البر	B
3	قناعت کا مطلب ہے کہ انسان اللہ کے دیے ہوئے پر	مایوس	راضی	ناراض	پریشان	B
4	اخلاص کا مطلب ہے کہ نیک عمل صرف ___ کے لیے ہو	تعریف	لوگ	اللہ	شہرت	C
5	امانت داری کس کی نشانی ہے؟	کمزور ایمان	نفاق	سچا ایمان	سستی	C
6	شکر انسان کو.... نعمتیں دلاتا ہے۔	کھودینے	کم	نہیں	زیادہ	D
7	عیب پوشی معاشرے میں.... پیدا کرتی ہے۔	نفرت	انتشار	اتحاد	غصہ	C
8	شہرت اور تعریف کے لیے عمل کرنا ___ کہلاتا ہے۔	اخلاص	ریا	تقویٰ	صبر	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

9	نبی ﷺ نے اپنے شہر کے لوگوں کو معاف کیا جب انہوں نے _____ فتح کیا۔	طائف	مدینہ	بدر	مکہ	D
10	ایمانداری کو عربی میں _____ کہتے ہیں۔	امانت	سود	ظلم	اختلاف	A
11	اخلاص اعمال کو کس سے بچاتا ہے؟	دکھاوے سے	بدلے سے	پاکیزگی سے	فائدے سے	A
12	متقی وہ شخص ہے جو۔ _____	اللہ کو بھول جائے	نافرمانی کرے	اللہ سے ڈرے	شک کرے	C
13	دوسروں کے عیب ظاہر کرنے سے _____ پیدا ہوتی ہے	اعتماد	اتحاد	نفرت	ثواب	C
14	شکر گزار دل اللہ کی کن چیزوں پر نظر رکھتا ہے؟	سزاؤں	نعمتوں	غصے	وعیدوں	B
15	نبی ﷺ نے فرمایا: "جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ _____ کا شکر ادا نہیں کرتا۔"	والدین	فرشتے	اللہ	دوست	C
16	اچھی عادتیں مسلمان کو _____ بناتی ہیں۔	لا پرواہ	اخلاقی طور پر مضبوط	حسد کرنے والا	الجھا ہوا	B
17	امانت داری اور سچائی لوگوں میں _____ پیدا کرتی ہے۔	خوف	بے اعتمادی	اعتماد	غرور	C
18	تقویٰ انسان کے _____ میں اضافہ کرتا ہے۔	گناہوں	غصے	حرص	اللہ کی یاد	D
19	نبی ﷺ نے سکھایا کہ دوسروں کے عیب چھپانے سے قیامت کے دن کیا ملے گا؟	اللہ ہمارے عیب چھپائے گا	سزا	زیادہ عیب	کوئی رحمت نہیں	A
20	دوسروں کو معاف کرنے کی عادت سب سے کامل طور پر کس نے دکھائی؟	شاعروں نے	تاجروں نے	نبی ﷺ نے	سپاہیوں نے	C

مختصر سوالات اور جوابات

1. اسلام شکر کے بارے میں کیا سکھاتا ہے اور قرآن اسے کیسے بیان کرتا ہے؟

اسلام سکھاتا ہے کہ ہر چھوٹی بڑی نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ قرآن فرماتا ہے: "اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔" اس سے پتا چلتا ہے کہ شکر سے نعمتیں بڑھتی ہیں اور ایمان مضبوط ہوتا ہے۔

2. نبی ﷺ نے ایمانداری کیسے دکھائی؟

نبی ﷺ نبوت سے پہلے ہی الصادق الامین کے لقب سے مشہور تھے۔ لوگ اپنے قیمتی سامان انہی کے پاس رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ دشمن بھی ان پر مکمل بھروسہ کرتے تھے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

13. اخلاص نیک اعمال کی قبولیت کے لیے کیوں ضروری ہے؟

اخلاص سے مراد یہ ہے کہ نیک عمل صرف اللہ کے لیے کیا جائے۔ بغیر اخلاص کے اعمال ریاکاری بن جاتے ہیں اور ثواب ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ صرف خالص نیت والے عمل قبول کرتا ہے۔

14. اسلام میں عیب پوشی کا کیا مطلب ہے؟

عیب پوشی کا مطلب ہے دوسروں کی غلطیاں یا گناہ ظاہر نہ کرنا۔ اسلام سکھاتا ہے کہ مسلمانوں کی عزت کی حفاظت کی جائے۔ بدلے میں اللہ قیامت کے دن اس شخص کے عیب چھپائے گا۔

15. اچھی عادتیں مسلمان کے کردار کو کیسے مضبوط بناتی ہیں؟

اچھی عادتیں جیسے شکر، ایمانداری، اخلاص اور معافی دل کو پاک کرتی ہیں، تعلقات بہتر بناتی ہیں، اور انسان کو مضبوط، باوقار اور اخلاقی طور پر بہتر بناتی ہیں۔

تفصیلی سوالات اور جوابات

1. قرآن، احادیث اور سیرت کی روشنی میں شکر، قناعت اور ایمانداری کی اہمیت بیان کریں۔

اسلام میں شکر کی بہت اہمیت ہے کیونکہ یہ انسان کو روحانی طور پر مضبوط کرتا ہے اور نعمتوں میں اضافہ کرتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے: ”اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شکر اللہ کی نعمتوں میں برکت لاتا ہے۔ نبی ﷺ ہر حال میں شکر ادا کرتے تھے، حتیٰ کہ مشکل وقت میں بھی ”أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟“ فرما کر شکر گزاری کی اعلیٰ مثال پیش کی۔

قناعت (قناعہ) کا مطلب ہے اللہ کے دیے ہوئے پر راضی رہنا۔ نبی ﷺ نے بتایا کہ اصل دولت دل کی دولت ہے۔ آپ ﷺ نے سادہ زندگی گزاری اور ہمیشہ اللہ کے فیصلوں پر راضی رہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خوشی چیزوں سے نہیں بلکہ اللہ پر بھروسہ کرنے سے ملتی ہے۔ ایمانداری اسلام کی بنیادی خوبیوں میں سے ہے۔ نبی ﷺ الصادق الامین تھے۔ قریش آپ کے دشمن ہونے کے باوجود اپنی امانتیں انہی کے پاس رکھتے تھے۔ ہجرت کے وقت بھی نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کو امانتیں واپس کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سچ نیک کی طرف لے جاتا ہے، اور نیک جنت کی طرف لے جاتی ہے۔“ یوں شکر ایمان بڑھاتا ہے، قناعت دل کو مطمئن کرتی ہے، اور ایمانداری معاشرے کو مضبوط بناتی ہے۔

12. اخلاص، تقویٰ اور عیب پوشی معاشرے میں امن کیسے پیدا کرتے ہیں؟

اخلاص (اللہ کے لیے خلوص نیت) ہر نیک عمل کی بنیاد ہے۔ جو شخص خالص نیت سے کام کرتا ہے وہ دکھاوے، شہرت اور تعریف سے دور رہتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“ اخلاص انسان میں عاجزی، نرمی اور پاکیزگی پیدا کرتا ہے، جو معاشرے میں محبت اور سکون لاتا ہے۔ تقویٰ (اللہ کا ڈر) انسان کو برائی سے روکتا ہے، غصے کو قابو میں رکھتا ہے، اور انصاف پر قائم رکھتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے عزت والا وہ ہے جس میں تقویٰ ہو۔ متقی لوگ دوسروں کے لیے نقصان کا باعث نہیں بنتے بلکہ خیر کے دروازے کھولتے ہیں، جس سے معاشرہ پر سکون ہوتا ہے۔ عیب پوشی اسلام کا عظیم اخلاق ہے۔ جو شخص دوسروں کے گناہ چھپاتا ہے وہ معاشرے میں نفرت، رسوائی اور بدگمانی کو روک دیتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان کا عیب چھپائے، اللہ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔“ اس سے لوگوں میں محبت، اعتماد اور معافی پیدا ہوتی ہے۔ یوں اخلاص نیت کو، تقویٰ دل کو، اور عیب پوشی تعلقات کو پاک کرتی ہے۔ اور ان تینوں سے معاشرہ امن، محبت اور بھائی چارے سے بھر جاتا ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA)

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

سبق 26: بُری عادتوں سے بچنا

زندگی میں انسان فطری طور پر کچھ نہ کچھ عادتیں اپناتا ہے۔ کچھ عادتیں فائدہ مند ہوتی ہیں جو انسان کو روحانی، اخلاقی اور معاشرتی طور پر بہتر بناتی ہیں۔ کچھ عادتیں نقصان دہ ہوتی ہیں جو انسان کو اللہ کی ہدایت سے دور کر دیتی ہیں، اس کے کردار کو خراب کرتی ہیں اور دوسروں کے ساتھ تعلقات کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اسلام اچھے اخلاق کی تعلیم دیتا ہے اور بُری عادتوں سے سختی سے روکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: **پیشک اللہ تکبر کرنے والے، شیخی بگھارنے والے کو پسند نہیں کرتا۔**

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے محبوب اور قیامت کے دن اس کے قریب ترین وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔ بخاری

اس سبق میں چند عام بُری عادتوں — تکبر، حسد، جھوٹ، غیبت، بہتان، اور توہمات جن میں جادو اور قسمت بتانا شامل ہیں — کی وضاحت کی گئی ہے کہ یہ کیوں نقصان دہ ہیں اور ہم ان سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

بُری عادتیں خطرناک کیوں ہیں؟

1. یہ روحانی ترقی کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

2. یہ اعتماد اور تعلقات کو برباد کرتی ہیں۔

3. اللہ کی ناراضگی کا سبب بنتی ہیں۔

4. انسان کی شہرت اور معاشرتی ہم آہنگی کو متاثر کرتی ہیں۔

قرآن، سنت اور نبی کریم ﷺ کی سیرت سے سیکھ کر ہم اپنے دل اور کردار کو پاک بنا سکتے ہیں۔

1. تکبر: تکبر (کبر) یہ ہے کہ انسان خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنے لگے — چاہے دولت میں، علم میں، شکل و صورت میں یا مرتبے میں۔ اللہ نے کئی بار تکبر سے منع کیا ہے:

"زمین میں اڑ کر نہ چلو، تم نہ زمین پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔"

"لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کرو اور زمین میں اتر کر نہ چلو۔ بے شک اللہ ہر خود پسند اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔" سورہ لقمان

ابلیس کی کہانی تکبر کی سب سے بڑی مثال ہے۔ اللہ نے جب فرشتوں کو آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو ابلیس نے تکبر کی وجہ سے انکار کیا:

"میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے۔"

اسی تکبر کی وجہ سے ابلیس پر لعنت ہوئی اور وہ انسانیت کا دشمن بن گیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

"وہ شخص متواضع نہیں جو لوگوں کے سامنے سر جھکالے مگر دل میں خود کو بڑا سمجھے۔"

عملی مثالیں:

• غریبوں یا کمزوروں کو حقیر سمجھنا

• غلطی ماننے یا معافی مانگنے سے انکار

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at **+92 311 1537563**

• دولت یا مقام کی شیخی
• اپنے آپ کو دوسروں سے زیادہ قابل سمجھنا

اثرات:

1. اللہ سے دوری
2. خاندان اور معاشرے کے تعلقات میں خرابی
3. سیکھنے اور روحانی ترقی میں رکاوٹ

بچاؤ کے طریقے:

1. اللہ کو یاد رکھیں کہ تمام نعمتیں اس کی طرف سے ہیں۔
 2. عاجزی اختیار کریں، خدمت کریں، نرم بولیں اور سب کی عزت کریں۔
 3. اپنی خامیوں پر غور کریں۔
 4. نبی کریم ﷺ کی پیروی کریں جو انتہائی متواضع تھے۔
2. حسد: حسد یہ ہے کہ انسان کسی ایسے شخص سے جلنے لگے جس کے پاس کوئی نعمت ہو اور وہ چاہے کہ اس سے وہ نعمت ختم ہو جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: آپس میں حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو، اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلم قرآن میں فرمایا گیا: کیا تم لوگوں سے اس لئے حسد کرتے ہو کہ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نوازا؟ قابیل نے ہابیل سے حسد کیا اور اسی حسد نے قتل تک پہنچا دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ "کسی کی نعمت کے ختم ہونے کی تمنا نہ کرو بلکہ دعا کرو کہ اللہ اسے بھی بڑھائے اور تمہیں بھی دے۔"
- عملی مثالیں:

- ساتھی طالب علم کی کامیابی پر جلنا
- پڑوسی کی گاڑی یا گھر سے حسد
- چاہنا کہ کسی کا مقام یا روزگار ختم ہو جائے

اثرات:

1. دوستی اور خاندانی تعلقات میں خرابی
2. دل میں بے سکونی
3. اپنی نعمتوں کی ناقدری

بچاؤ:

1. شکر گزاری

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

2. دوسروں کے لیے دعا

3. خود کو بہتر بنانے پر توجہ

4. حسد کے انجام کو یاد رکھنا

3. جھوٹ: جان بوجھ کر غلط بات کہنا یا دوسروں کو دھوکہ دینا جھوٹ ہے۔

قرآنی ہدایت: سچ کو جھوٹ کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق کو نہ چھپاؤ۔ "البقرہ

تباہی ہے ان کے لیے جو جھوٹی گواہی دیتے ہیں۔" الماعون

منافقین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا: منافق آگ کے سب سے نیچے درجے میں ہوں گے۔ القرآن

نبی ﷺ نے فرمایا: سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف... جھوٹ گمراہی کی طرف اور گمراہی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔"

"جھوٹ سے بچو، جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے۔"

عملی مثالیں:

• والدین یا اساتذہ سے جھوٹ بولنا

• ذمہ داری سے بچنے کے لیے بہانے بنانا

• بڑھا چڑھا کر باتیں کرنا

اثرات:

1. اعتماد ٹوٹ جاتا ہے

2. مزید گناہوں کا راستہ کھلتا ہے

3. اللہ کی ناراضگی

بچاؤ:

1. جھوٹی باتوں میں بھی سچ بولیں

2. بولنے سے پہلے سوچیں

3. سچ بولنے کا اجر یاد کریں

4. غیبت اور بہتان

غیبت: کسی کے پیچھے اس کی ایسی بات کرنا جو اسے ناگوار ہو۔ even if true۔

بہتان: جھوٹی بات یا الزام لگانا۔

قرآنی ہدایت: آپس میں غیبت نہ کرو، کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ الحجرات 49:12

یہ مثال غیبت کی شدت کو واضح کرتی ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو... غیبت نہ کرو۔"

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA)

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

"جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔"

عملی مثالیں:

• کسی کی غلطیوں کو دوسروں میں پھیلانا

• بات کو بڑھا چڑھا کر بتانا

• کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائیاں کرنا

اثرات:

1. تعلقات میں فساد

2. دشمنی

3. نیکیوں کا ضائع ہونا

بچاؤ:

1. صرف اچھی اور ضروری بات کریں

2. دوسروں کا دفاع کریں

3. آخرت کی سزا کو یاد کریں

5. جادو، قسمت بتانا، اور توہمات

جادو: غیبی طاقتوں یا شیطانی طریقوں سے نقصان پہنچانا۔

قسمت بتانا: مستقبل بتانے کا دعویٰ کرنا۔

توہمات: نشانات، تعویذ، رسمیں یا من گھڑت اشاروں پر یقین کرنا۔

یہ سب اسلام میں سخت حرام ہیں۔

قرآنی ہدایت: سورہ بقرہ میں اللہ نے بتایا کہ لوگ شیطانوں کے سکھائے ہوئے جادو کے پیچھے لگ گئے: ہم تو آزمائش ہیں، لہذا کفر نہ کرو۔ "البقرہ

اس سے معلوم ہوتا ہے:

1. جادو آزمائش ہے

2. اسے سیکھنا یا کرنا کفر ہے

3. لوگ اس سے نقصان اٹھاتے ہیں

نبی ﷺ نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو... ان میں جادو بھی ہے۔ جو کسی کا ہن کے پاس جائے اور اس کی بات مانے، چالیس دن اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

سورہ فلق اور سورہ ناس کا پس منظر

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

- لبید بن الاعصم نامی شخص نے حسد میں جادو کیا
 - نبی ﷺ کو کمزوری محسوس ہونے لگی
 - تب اللہ نے سورہ فلق اور سورہ ناس نازل فرمائیں
 - ان میں ہر طرح کی برائی، حسد اور جادو سے پناہ مانگی جاتی ہے
- ان سورتوں کی تعلیمات:

1. ہر برائی سے اللہ کی پناہ
2. تعویذ، جادو اور ٹونے سے بچنا
3. توکل کو مضبوط کرنا

نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے ان دونوں سورتوں میں ہر طرح کی برائی سے حفاظت دی گئی ہے۔"

استخارہ — اسلام کی پسندیدہ رہنمائی: جادو یا نجومیوں کے پاس جانے کے بجائے اسلام استخارہ سکھاتا ہے۔ استخارہ اللہ سے خیر طلب کرنے کی دعا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر دعائے استخارہ کرے۔"

فوائد:

1. اللہ پر بھروسہ
2. غلط راستوں سے حفاظت
3. دل میں سکون

شعبدے اور توہم پرستی کے اثرات

روحانی اثرات:

- توکل کمزور ہوتا ہے
- شرک کا خطرہ
- دل میں خوف
- معاشرتی اثرات:
- الزام تراشی
- تعلقات خراب
- غلط رسموں کا پھیلاؤ
- نفسیاتی اثرات:
- وہم، ڈر، بے چینی

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at **+92 311 1537563**

• کاہنوں پر انحصار

• ذمہ داری سے بھاگنا

اسلامی حل

• اللہ پر اعتماد

• جہالت اور غلط عقائد کو ختم کرنا

عملی مشورے

• سورہ فلق اور ناس کی تلاوت

• استخارہ

1. صبح شام فلق اور ناس پڑھیں

2. نجومیوں، فال نکلنے والوں اور تعویذ گنڈوں سے دور رہیں

3. بچوں کو سکھائیں کہ غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے

4. ایمان کو مضبوط کریں

5. غلط عقائد کو رد کریں

MCQs

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
1	غرور کی بنیادی خصوصیت کون سی ہے؟	دوسروں کی مدد کرنا	محفل میں شرمیلا ہونا	خود کو دوسروں سے کمتر سمجھنا	خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنا	D
2	حسد بنیادی طور پر کس کو نقصان پہنچاتا ہے؟	حسد کرنے والے کو	حسد کرنے والے اور دوسروں کو	صرف حسد کرنے والے کو	کسی کو نہیں	B
3	کون سی عادت تعلقات میں اعتماد کو تباہ کرتی ہے؟	جھوٹ بولنا	صبر	سخاوت	عاجزی	A
4	غیبت کیا ہے؟	مخلصانہ نصیحت کرنا	دوسروں کے لیے دعا کرنا	چھپ کر کسی کی مدد کرنا	کسی کی غیر موجودگی میں اُس کی برائی کرنا	D
5	بہتان میں کیا شامل ہے؟	دوسروں کی تعریف کرنا	نقصان پہنچانے کے لیے جھوٹ بولنا	کسی کو نظر انداز کرنا	تحفے دینا	B
6	جادو ممنوع ہے کیونکہ:	یہ مہارتیں سکھاتا ہے	ایمان کو نقصان اور حرام طاقتوں پر انحصار کرتا ہے	یہ بے ضرر تفریح ہے	یہ لوگوں کو محظوظ کرتا ہے	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

7	فال گیری اسلام کے خلاف کیوں ہے؟	یہ سائنسی ہے	یہ تفریح ہے	یہ بھروسے کی بجائے مستقبل بتانے پر منحصر ہے	یہ ایک سماجی ہنر ہے	C
8	کون سا عمل اللہ پر بھروسہ (توکل) مضبوط کرتا ہے؟	بدشگونی لینا	استحارہ کرنا	جادو کرنا	فال گیری کے پاس جانا	B
9	غرور سے بچا جاسکتا ہے:	لوگوں کو حقیر سمجھ کر	اللہ کی نعمتیں یاد رکھ کر	اپنی کامیابیوں پر فخر کر کے	دوسروں کو نظر انداز کر کے	B
10	حسد پر قابو پایا جاسکتا ہے:	دوسروں کے لیے دعا کر کے	افواہیں پھیلا کر	خود کو بار بار دوسروں سے موازنہ کر کے	دوسروں کی شکایت کر کے	A
11	جھوٹ بولنے سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے؟	سکونِ قلب	اعتماد میں اضافہ	دوسروں کی عزت	اعتماد کا ختم ہونا	D
12	اچھا اخلاق کس چیز کا باعث بنتا ہے؟	سستی	اللہ کی رضا	کمزوری	سماجی تنہائی	B
13	توہم پرستی کا معاشرے پر کیا اثر ہوتا ہے؟	علم	خوف اور بد اعتمادی	اعتماد اور ہم آہنگی	سخاوت	B
14	کون سی عادت اہلیس کے زوال کا سبب بنی؟	غرور / تکبر	صبر	شکر گزاری	مہربانی	A
15	کون سا عمل عاجزی کی عکاسی کرتا ہے؟	دوسروں کی غلطیاں نکالنا	غریبوں کی مدد کرنا	دوسروں کو نظر انداز کرنا	دولت پر فخر کرنا	B
16	غیبت کو کس چیز سے تشبیہ دی گئی ہے؟	حرام کھانا	سچ بولنا	اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا	نماز ادا کرنا	C
17	بری عادتوں سے بچنے سے کس چیز میں مضبوطی آتی ہے؟	صرف علم میں	صرف جسمانی صحت میں	روحانی، سماجی اور ذاتی زندگی میں	صرف سماجی زندگی میں	C
18	اسلام برائی سے بچنے کے لیے کس چیز کی سفارش کرتا ہے؟	توہمات	سورۃ الفلق اور سورۃ الناس	جادو کے ٹوٹکے	فال گیری	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

19	نبی کریم ﷺ کس ذریعے سے اللہ سے رہنمائی طلب کرتے تھے؟	جادو	بدشگونیاں	استخارہ	فال گیری	C
20	کسی کے بارے میں جھوٹی افواہیں پھیلانا کیا ہے؟	صبر	ایمانداری	بہتان	شکر گزاری	C

مختصر سوالات کے جوابات

1. غرور سماجی اور روحانی زندگی میں کیوں نقصان دہ ہے؟

غرور انسان کو دوسروں سے بہتر سمجھنے پر مجبور کرتا ہے، جس سے دلوں میں دوری، رنجش اور تکبر پیدا ہوتا ہے۔ معاشرتی طور پر یہ تعلقات کو کمزور کرتا ہے اور لوگوں میں بے اعتمادی بڑھاتا ہے۔ روحانی طور پر غرور اللہ کو ناپسند ہے اور انسان کو ہدایت سے دور کر دیتا ہے۔ غرور کرنے والا شخص اپنے عیب نہیں دیکھتا اور اپنی اصلاح سے دور رہتا ہے۔ اسلام عاجزی کی تعلیم دیتا ہے، جس سے انسان اللہ کی نعمتوں پر شکر گزار رہتا ہے اور دوسروں کی عزت کرتا ہے۔

2. حسد انسان کے اعمال اور تعلقات کو کیسے متاثر کرتا ہے؟

حسد انسان کے دل میں جلن، بے سکونی اور دوسروں کی کامیابی سے ناراضی پیدا کرتا ہے۔ روحانی طور پر یہ نیکیوں کو ایسے ختم کرتا ہے جیسے آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے۔ معاشرتی طور پر حسد دوستیاں توڑ دیتا ہے، جھگڑے پیدا کرتا ہے اور دلوں میں بدگمانی پیدا کرتا ہے۔ حسد کرنے والا ہر وقت دوسروں سے موازنہ کرتا ہے اور اپنی نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔ حسد کا علاج یہ ہے کہ دوسروں کے لیے دعا کی جائے اور اپنے لیے شکر گزاری اپنائی جائے۔

3. روزمرہ زندگی میں جھوٹ سے بچنے کے دو طریقے بتائیں۔

(1) ہر بات سوچ کر اور سچائی کے ساتھ کہی جائے اور مبالغہ آرائی سے پرہیز کیا جائے۔

(2) جھوٹ کے نقصان یاد رکھے جائیں کہ جھوٹ رشتوں اور اعتماد کو توڑ دیتا ہے۔ رسول ﷺ کی سیرت کو اپنایا جائے جو "امین" کہلاتے تھے۔

4. غیبت کیا ہے اور یہ سنگین گناہ کیوں ہے؟

غیبت کسی کی غیر موجودگی میں ایسی بات کہنا ہے جو اُس کو ناگوار گزرے، خواہ وہ بات سچی ہی کیوں نہ ہو۔ اسلام میں یہ بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ یہ رشتوں کو خراب کرتا ہے، لوگوں میں بے اعتمادی پھیلاتا ہے اور دلوں میں نفرت پیدا کرتا ہے۔ اللہ نے اسے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے، جو شدید ناپسندیدہ عمل ہے۔

5. توہم پرستی اور فال گیری اسلام اور معاشرے کے لیے کیوں نقصان دہ ہے؟

یہ دونوں چیزیں انسان کے توکل کو کمزور کرتی ہیں اور اسے اللہ کے بجائے جھوٹے ذرائع پر انحصار کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔ معاشرے میں خوف، جھگڑے، الزام تراشی اور بے اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ ذہنی طور پر انسان کمزور اور پریشان ہو جاتا ہے۔ اسلام میں ان کا علاج دعا، استخارہ، اور سورۃ الفلق و سورۃ الناس پڑھ کر اللہ کی پناہ مانگنا ہے۔

تفصیلی سوالات کے جوابات

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

1. جادو، فال گیری اور توہم پرستی کے روحانی، سماجی اور نفسیاتی نقصانات پر بحث کریں، اور ان کے اسلامی متبادل بتائیں۔
 جادو، فال گیری اور توہم پرستی روحانی طور پر انسان کو اللہ سے دور کر دیتی ہیں اور بعض صورتوں میں شرک تک لے جاتی ہیں، جو سب سے بڑا گناہ ہے۔
 ان پر بھروسہ کرنے والا اللہ کے بجائے غیر حقیقی طاقتوں پر انحصار کرتا ہے۔ سماجی لحاظ سے ان عادتوں سے معاشرے میں بدگمانی، ڈر، الزام تراشی اور
 رشتوں میں بد اعتمادی پیدا ہوتی ہے، یہاں تک کہ گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔ نفسیاتی طور پر انسان ہر معمولی بات کو بدشگوننی سمجھنے لگتا ہے، جس سے بے چینی،
 ذہنی کمزوری اور فیصلہ سازی کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔ اسلام ان سب کے مقابلے میں استخارہ، دعا، قرآنی سورتوں (خاص طور پر الفلق اور الناس) کا
 ورد اور اللہ پر توکل کو بہترین اور محفوظ متبادل قرار دیتا ہے۔ یہ چیزیں انسان کے دل کو سکون دیتی ہیں، معاشرے میں بھروسہ بڑھاتی ہیں اور ایمان کو
 مضبوط کرتی ہیں۔

2. غرور، حسد، جھوٹ اور غیبت انسان کے کردار اور تعلقات کو کیسے متاثر کرتے ہیں اور ان سے بچنے کے عملی طریقے بیان کریں۔
 غرور انسان کو خود پسند اور دوسروں کو حقیر سمجھنے والا بنا دیتا ہے، جس سے دلوں میں نفرت اور فاصلے پیدا ہوتے ہیں۔ حسد دل کو جلاتا ہے، رشتوں میں
 بدگمانی پیدا کرتا ہے اور انسان کو ہمیشہ ناخوش رکھتا ہے۔ جھوٹ اعتماد کو ختم کرتا ہے، جبکہ غیبت دوسروں کے احترام کو تباہ کر کے لوگوں میں دشمنی پیدا
 کرتی ہے۔ کردار کی بربادی انہی بری عادتوں سے ہوتی ہے۔ ان سے بچنے کے لیے عملی طریقوں میں شکرگزاری، عاجزی، سچ بولنے کی عادت، دوسروں
 کے لیے دعا کرنا، اچھے دوست رکھنا، اور رسول ﷺ کے اخلاق کو اپنا نمونہ بنانا شامل ہیں۔ ان اصولوں سے انسان بہتر اخلاق والا بنتا ہے اور تعلقات
 مضبوط ہوتے ہیں۔

باب پنجم

سبق 27: قسم (یمین) کے مسائل اور احکام

1. تعارف: قسم (یمین) اس وعدے یا قول کو کہتے ہیں جس میں انسان اللہ کا نام لے کر یہ کہے کہ وہ کوئی کام کرے گا یا نہیں کرے گا۔ اسلام میں قسم
 بہت سنجیدہ چیز ہے، کیونکہ اللہ کا نام لینا احترام، سچائی اور ذمہ داری کا تقاضا کرتا ہے۔ جھوٹی قسم اللہ کے غضب کا سبب بنتی ہے۔
 قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان سے اس کے وعدوں اور قول کا حساب لیا جائے گا۔ اس لیے قسم کے احکام جاننا ضروری ہے تاکہ ہم سچائی پر قائم
 رہیں، گناہوں سے بچیں اور اپنی ذمہ داریاں صحیح طریقے سے ادا کریں۔

2. قرآنی وحدیثی احکام

الف. صرف اللہ کی قسم کھانا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو قسم کھائے، وہ صرف اللہ کی قسم کھائے یا پھر خاموش رہے۔ (بخاری)

اسلام میں اللہ کے سوا کسی کی قسم کھانا جائز نہیں، جیسے والدین، جان، قبر، عزت، کعبہ وغیرہ کی قسم۔

ب. غیر ارادی قسموں پر مواخذہ نہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ تمہاری لغو قسموں پر تمہیں نہیں پکڑے گا، البتہ ان پر پکڑے گا جو ارادے سے کھائی

جائیں۔ (البقرہ 225:2)

یعنی بے ارادہ الفاظ جیسے: ”واللہ! جلدی آؤ“ — اس پر کوئی گناہ نہیں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

ج. ارادی قسم پوری کرنا لازم ہے: اللہ کا حکم ہے: اور اپنی قسموں کو پورا کرو۔ ”(المائدہ 89:5)

جان بوجھ کر توڑی گئی قسم گناہ ہے۔

د. بہتر کام کے لیے قسم توڑنا: نبی ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص قسم کھائے اور بعد میں بہتر بات دیکھے تو بہتر کام کرے اور کفارہ ادا کرے۔ ”(مسلم)

اسلام بھلائی کو ترجیح دیتا ہے، اگرچہ قسم توڑنی پڑے۔

3. قسم کی اقسام: اسلام میں قسم کی تین قسمیں ہیں:

الف. یمین لغو (غیر ارادی قسم)

• عادتاً یا بے سوچے سمجھے نکلا ہوا لفظ

• حقیقی ارادہ نہیں ہوتا

• نہ گناہ نہ کفارہ

مثال: ”واللہ، چائے پی لیں“ — صرف کلمات عادت۔

ب. یمین غموس (جھوٹی قسم)

• جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہوئے اللہ کی قسم کھانا

• کبیرہ گناہ

• اس کا کفارہ نہیں — صرف توبہ

اسے ”غموس“ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ انسان کو گناہ اور جہنم میں ”ڈبو“ دیتی ہے۔

ج. یمین منعقدہ (ارادی / پکی قسم)

• سوچ سمجھ کر مستقبل کے کام پر قسم کھانا

• اس کا پورا کرنا لازم

• توڑنے پر کفارہ

مثال: ”میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں دوبارہ نہیں پیوں گا“ — توڑنے پر کفارہ لازم۔

4. قسم توڑنے کا کفارہ

اللہ تعالیٰ نے کفارہ قرآن میں بیان فرمایا:

”دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، یا انہیں کپڑے پہنانا، یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اور جو اس کی طاقت نہ رکھے وہ تین دن کے روزے رکھے۔“ (المائدہ 89:5)

کفارہ کی ترتیب

1. دس غریبوں کو کھانا کھلانا

2. یا انہیں کپڑے پہنانا

3. یا غلام آزاد کرنا (آج کا حکم عملاً نہیں)

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

4. اگر استطاعت نہ ہو → تین روزے

یہ کفارہ صرف یمین منعقدہ کے لیے ہے، نہ کہ لغویاً جھوٹی قسم کے لیے۔

5. نبی ﷺ اور صحابہ کے واقعات

الف. نبی ﷺ کا بہتر چیز کی وجہ سے قسم توڑنا: نبی ﷺ نے ایک بار شہد نہ کھانے کی قسم کھائی، بعد میں اللہ نے بتایا کہ بہتر یہی ہے کہ قسم توڑ دی جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے کفارہ دیا۔

ب. حضرت ابو بکرؓ اور مسطح کا واقعہ: ابو بکرؓ نے مسطح کی مدد نہ کرنے کی قسم کھائی تھی، لیکن آیت نازل ہوئی: معاف کر دینا بہتر ہے... کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے؟” (النور 22:24)

ابو بکرؓ نے قسم توڑی، کفارہ دیا اور دوبارہ مدد شروع کر دی۔

ج. حضرت عمرؓ کا گھر نہ جانے کی قسم: عمرؓ نے ناراضی کے وقت قسم کھائی کہ گھر نہیں جائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قسم توڑو اور کفارہ دو۔ قسم تکلیف یا نقصان کا سبب بنے تو توڑ دینا بہتر ہے۔

6. عملی زندگی میں اثرات

الف. سچائی کا فروغ: قسم انسان کو یاد دلاتی ہے کہ اللہ سب سنتا ہے، اس لیے جھوٹ سے بچتا ہے۔

ب. رشتوں کی حفاظت: غصے میں کہی گئی قسمیں (”میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا“) رشتے خراب کرتی ہیں۔ اسلام ایسی قسمیں توڑنے اور کفارہ دے کر صلح کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

ج. اللہ کے نام کا غلط استعمال روکنا: چھوٹی چھوٹی باتوں پر ”واللہ، قسم سے“ کہنا غلط ہے۔ اسلام اسے ناپسند کرتا ہے۔

د. ذمہ داری پیدا ہوتی ہے: انسان بولنے سے پہلے سوچتا ہے۔ وعدے معتبر ہو جاتے ہیں۔

ہ. اچھے کام کی طرف رہنمائی: اگر قسم نقصان دہ ہو تو اسے توڑ کر بھلائی کرنی چاہیے۔

مثال: ”میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں والدین کے گھر نہیں جاؤں گا“

اسلام کہتا ہے: یہ غلط ہے → قسم توڑو → کفارہ دو → والدین سے ملو۔

7. نتیجہ: اسلام میں قسم بہت اہم ہے کیونکہ اس میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ قرآن و حدیث ہدایت دیتے ہیں کہ صرف اللہ کی قسم کھائی جائے، جھوٹی

قسم سے بچا جائے، ارادی قسم پوری کی جائے، اور اگر توڑنی ہو تو کفارہ ادا کیا جائے۔ نبی ﷺ اور صحابہؓ کی مثالیں بتاتی ہیں کہ قسم انسان کی بھلائی، سچائی

اور تعلقات کو مضبوط بنانے کے لیے ہے، ان کو نقصان پہنچانے کے لیے نہیں۔ ایک مسلمان کو اپنی زبان کی حفاظت کرنی چاہیے اور بے فائدہ قسموں

سے بچنا چاہیے۔ صحیح استعمال کے ساتھ قسم انسان کے کردار اور معاشرے کی سچائی کو مضبوط بناتی ہے۔

(MCQs)

نمبر	سوال	A	B	C	D	درست جواب
1	قسم کس کے نام پر کھانی ضروری ہے؟	فرشتے	کوئی بھی مقدس چیز	صرف اللہ	انبیاء	C
2	قسم کے کفارے کا ذکر کس سورت میں ہے؟	البقرہ	المائدہ	التحریم	الانفال	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA)

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

3	یمن لغو کیا ہے؟	جھوٹی قسم	ارادی قسم	غیر ارادی قسم	گواہوں والی قسم	C
4	قسم کا بڑا گناہ کون سا ہے؟	قسم بھول جانا	جھوٹی قسم (عموس)	غصے میں قسم	قسم دہرانا	B
5	کفارے میں کتنے غریبوں کو کھانا کھلانا ہے؟	5	20	7	10	D
6	اگر کھانا یا کپڑا دینا ممکن نہ ہو تو؟	7 روزے	3 روزے	صدقہ	نئی قسم	B
7	یمن منعقدہ کس قسم کو کہتے ہیں؟	ماضی کی قسم	بغیر ارادے کی قسم	آئندہ ارادے کی قسم	نیند میں کی گئی	C
8	قسم عموس انسان کو کس میں ڈبوتی ہے؟	برکت	مال میں اضافہ	گناہ و جہنم	بھول جانا	C
9	اللہ کے سوا کسی کی قسم کھانا؟	سنت	کبھی جائز	مکروہ	حرام	D
10	نبی ﷺ نے فرمایا: قسم صرف...؟	قرآن کی	اللہ کی	والدین کی	فرشتوں کی	B
11	ابو بکرؓ کا واقعہ کس سورت میں ہے؟	الحدید	الکہف	النور	ہود	C
12	کفارہ کس قسم میں لازم ہے؟	لغو	عموس	منعقدہ	کسی میں نہیں	C
13	قسم عموس کا علاج؟	کفارہ	صدقہ	صرف توبہ	30 روزے	C
14	بہتر کام کے لیے قسم توڑنا؟	منع	کفارہ کے ساتھ جائز	مکروہ	بغیر کفارہ	B
15	کفارے میں کتنے غریبوں کو کپڑا؟	10	2	3	5	A
16	کفارہ کی ایک صورت یہ ہے	غلام آزاد کرنا	گھر خرید کر دینا	مدد کرنا	تعلیم دینا	A
17	عادتاً ”واللہ“ کہنا؟	لغو	عموس	سنت	کفر	A
18	عمر کو قسم کیوں توڑ دینی گئی؟	بھلائی	تکلیف	نقصان	البحجن	B
19	قسم کیا سکھاتی ہے؟	کم بولنا	خط بہتر کرنا	بولنے سے پہلے سوچنا	زیادہ قسمیں کھانا	C
20	نبی ﷺ نے کس چیز کے بارے میں قسم توڑی؟	روزہ	شہد	تجارت	سفر	B

مختصر سوالات

1. اسلام میں قسم (یمن) کی بنیادی تعریف کیا ہے؟
قسم وہ قول ہے جس میں انسان اللہ کا نام لے کر کہے کہ وہ کوئی کام کرے گا یا نہیں کرے گا۔ یہ احترام اور نیت کے ساتھ کہی جاتی ہے۔
2. سورہ بقرہ میں غیر ارادی قسم کے بارے میں کیا حکم ہے؟
اللہ فرماتا ہے کہ غیر ارادی قسموں پر پکڑ نہیں۔ ایسے بے سوچے سمجھے الفاظ پر کوئی گناہ نہیں۔
3. یمن عموس کیا ہے اور کیوں خطرناک ہے؟
یہ جھوٹی قسم ہے جس میں انسان جان بوجھ کر جھوٹ بولے۔ یہ کبیرہ گناہ ہے اور جہنم میں لے جانے والا عمل ہے۔ اس کا کفارہ نہیں، صرف توبہ ہے۔
4. اگر بہتر کام کے لیے قسم توڑنا پڑ جائے تو کیا کرنا چاہیے؟
بہتر کام کیا جائے، قسم توڑ دی جائے، اور قرآن 5:89 کے مطابق کفارہ ادا کیا جائے۔
5. قرآن کے مطابق کفارہ کی تین بنیادی شکلیں کیا ہیں؟
دس غریبوں کو کھانا کھلانا، یا کپڑا پہنانا، یا غلام آزاد کرنا۔ اگر ممکن نہ ہو تو تین روزے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

تفصیلی سوالات

1. اسلام میں قسم کی تین اقسام کی وضاحت مثالوں کے ساتھ کریں۔

قسموں کی تین قسمیں ہیں:

(1) یمین لغو: یہ غیر ارادی یا عادتاً کہے گئے الفاظ ہوتے ہیں۔ جیسے کوئی کہے: ”واللہ، چائے پی لیں“ مگر ارادہ نہ ہو۔ اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔

(2) یمین غموس: یہ جھوٹی قسم ہے جس میں انسان فائدہ اٹھانے کے لیے جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے۔ یہ بڑا گناہ ہے اور نبی ﷺ نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا۔ اس کا کفارہ نہیں۔ صرف توبہ ہے۔

(3) یمین منعقدہ: یہ مستقبل کے کام کے بارے میں ارادے کے ساتھ کھائی جانے والی قسم ہے، جیسے: ”میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں یہ کام نہیں کروں گا“۔ اگر توڑی جائے تو قرآن 5:89 کے مطابق کفارہ لازم ہے۔

2. قسم توڑنے کے احکام اور کفارے کی مکمل تفصیل بیان کریں۔

اسلام میں اگر قسم پر قائم رہنے سے نقصان ہو یا بہتر کام درپیش ہو، تو قسم توڑ کر بہتر کام کرنا جائز ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بہتر کام کو ترجیح دو اور کفارہ ادا کرو۔ کفارہ کی تین بنیادی شکلیں قرآن میں بیان کی گئی ہیں:

1. دس غریبوں کو کھانا کھلانا

2. یا انہیں کپڑا پہنانا

3. یا غلام آزاد کرنا

اگر یہ تین ممکن نہ ہوں تو تین روزے۔ یہ کفارہ صرف یمین منعقدہ کے لیے ہے، نہ کہ لغویا جھوٹی قسم کے لیے۔ جھوٹی قسم کے لیے صرف توبہ ہے، کیونکہ وہ کبیرہ گناہ ہے۔

سبق 28: گواہی کے مسائل و احکام

تعارف: اسلام میں گواہی (شہادت) عدل و انصاف کا اہم ستون ہے۔ گواہی سے مراد وہ سچی بات بیان کرنا ہے جو انسان نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہو، کانوں سے سنی ہو، یا جس کے بارے میں اسے پکا علم ہو۔ معاشرے میں انصاف اسی وقت قائم ہوتا ہے جب لوگ سچی گواہی دیں اور دیانت داری سے حق بات پیش کریں۔ اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ مسلمان سچائی پر مضبوطی سے قائم رہیں، چاہے سچ بات ان کے اپنے ہی خلاف کیوں نہ جاتی ہو، یا والدین اور رشتے داروں کے خلاف ہو، یا اپنے ذاتی مفاد کے خلاف ہو۔ نبی کریم ﷺ نے جھوٹی گواہی کو انتہائی بڑا گناہ قرار دیا ہے اور فرمایا کہ یہ بربادی کا راستہ ہے، جبکہ سچی گواہی اللہ کی رضا کا باعث بنتی ہے اور معاشرے میں عدل قائم کرتی ہے۔

۲۔ قرآنی وحدیثی احکام

الف) قرآنی تعلیمات

1. عدل پر مضبوطی سے قائم رہنے کا حکم: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے ایمان والو! عدل پر مضبوطی سے قائم ہو جاؤ اور اللہ کے لیے سچی گواہی دو،

چاہے وہ تمہارے اپنے خلاف ہو یا والدین اور رشتہ داروں کے خلاف۔“ (النساء 135)

2. گواہی چھپانے کی ممانعت: گواہی مت چھپاؤ، جو اسے چھپاتا ہے اس کا دل گناہ گار ہے۔“ (البقرہ 283)

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

3. گواہی کے لیے بلایا جائے تو انکار نہ کرو: اور جب گواہ بنائے جائیں تو انکار نہ کریں۔“ (البقرہ 282)

ب) حدیثی تعلیمات

1. جھوٹی گواہی کبیرہ گناہ ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں بڑے بڑے گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟“... فرمایا: ”جھوٹی گواہی دینا۔“ (بخاری و مسلم)

2. سچائی جنت تک لے جاتی ہے: سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت تک پہنچاتی ہے۔“ (بخاری)

3. جھوٹ جہنم کی طرف لے جاتا ہے: جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ بدکاری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری آگ تک پہنچاتی ہے۔“ (مسلم)

س۔ گواہی کی اقسام

الف) عدالتی گواہی: عدالت میں نکاح، مالی جھگڑے، جرائم، جائیداد کے مسائل وغیرہ میں دی جانے والی گواہی۔

ب) سماجی و شخصی گواہی: نکاح کی گواہی، وصیت، معاہدے یا کسی سمجھوتے کی گواہی۔

ج) چاند دیکھنے کی گواہی: رمضان، عیدین اور حج کے مہینوں کے آغاز کی تصدیق کے لیے۔

د) عورتوں کی گواہی: بہت سے معاملات میں عورتوں کی گواہی قبول ہے، خصوصاً ایسے معاملات میں جو عورتوں کے ساتھ خاص ہوں جیسے ولادت یا دودھ پلانے کے مسائل۔

ه) قسم کے ذریعے گواہی (قسامة): جب ثبوت واضح نہ ہو تو ایک گروہ قسم اٹھا کر دعویٰ کی تائید کرتا ہے۔

۵۔ نبی ﷺ اور صحابہؓ کے واقعات

الف) جھوٹی گواہی پر نبی ﷺ کا اہتمام: ایک شخص نے آپ ﷺ کے سامنے جھوٹی بات کہہ کر فیصلہ لینے کی کوشش کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں تمہارے جھوٹے الفاظ کی بنیاد پر فیصلہ کر دوں تو تم آگ کا ٹکڑا لے رہے ہو۔“ (بخاری)

ب) حضرت عمرؓ کی تحقیق: حضرت عمرؓ بغیر تحقیق کے کسی کی گواہی قبول نہ کرتے۔ پہلے گواہ کے اخلاق، سچائی اور شہرت کا جائزہ لیتے۔

ج) کعب بن مالکؓ کی سچائی: غزوہ تبوک میں کعبؓ شریک نہ ہو سکے تو سچی بات بیان کی۔ اللہ نے ان کی سچائی کی تحسین سورۃ التوبہ (118) میں فرمائی۔

د) دودھ پلانے کی گواہی: ایک عورت نے گواہی دی کہ ایک مرد و عورت رضاعی بہن بھائی ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کی بات قبول فرمائی کیونکہ وہ سچی اور معروف عورت تھی۔ (مسلم)

۶۔ عملی زندگی پر اثرات

• سچی گواہی سے عدالتوں میں انصاف قائم ہوتا ہے۔

• لوگوں کے حقوق، مال، عزت اور جان کا تحفظ ہوتا ہے۔

• معاشرے میں باہمی اعتماد پیدا ہوتا ہے۔

• جھوٹے الزام، ظلم اور کرپشن کی روک تھام ہوتی ہے۔

• سچائی، دیانت اور ذمہ داری جیسے اخلاقی اوصاف پروان چڑھتے ہیں۔

• آخرت میں اللہ کی رضا اور اجر ملتا ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

جھوٹی گواہی اس کے برعکس تباہی اور فساد کا سبب بنتی ہے اور اللہ کے غضب کو دعوت دیتی ہے۔
 ے۔ نتیجہ: اسلام میں سچی گواہی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ عدل کا نظام اسی پر قائم ہے۔ قرآن اہل ایمان کو حکم دیتا ہے کہ سچائی پر مضبوطی سے قائم رہیں، جبکہ نبی ﷺ نے جھوٹی گواہی کو بڑے ترین گناہوں میں شمار کیا۔
 گواہ پر لازم ہے کہ وہ ایماندار، سچا اور محتاط ہو۔
 اگر کوئی قسم توڑ دے یا جھوٹی گواہی دے تو اسے توبہ کرنی چاہیے اور کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ جس میں دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، اناج دینا یا کپڑے دینا شامل ہے۔ اگر یہ سب ممکن نہ ہو تو تین دن کے مسلسل روزے رکھنا کفارہ ہے۔

MCQs

Q#	سوال	A	B	C	D	جواب
1	قرآن مومنوں کو عدل کے لیے کس طرح کھڑا ہونے کا حکم دیتا ہے؟	اختیاری طور پر	زہمی سے	مضبوطی سے	حسب ضرورت	C
2	گواہی چھپانا کیا ہے؟	سنت	خیرات	گناہ	باعث ثواب	C
3	حدیث میں جھوٹی گواہی کو کیا کہا گیا ہے؟	سنت	بڑا گناہ	چھوٹی غلطی	مجبوری میں جائز	B
4	سچائی کس کی طرف لے جاتی ہے؟	مال	جنت	لڑائی	مشکل	B
5	قسم توڑنے کا پہلا کفارہ کیا ہے؟	3 روزے	10 مسکینوں کو کھانا کھلانا	ایک مسکین کو خیرات	قرآن پڑھنا	B
6	جو شخص مسکینوں کو کھانا یا کپڑا نہ دے سکے اسے کیا کرنا چاہیے؟	تہجد پڑھنا	3 مسلسل روزے رکھنا	سونا دینا	صرف دعا کرنا	B
7	عورتوں کی گواہی خاص طور پر کس معاملے میں قبول ہے؟	ولادت اور دودھ پلانے	فوجی فیصلے	تجارت کے اصول	صرف چاند دیکھنے	A
8	قسم کے کفارے کا ذکر کس سورہ میں ہے؟	یسین	المائدہ	الرحمن	الفجر	B
9	قصامہ سے مراد ہے:	قسم کے ذریعے گواہی	مالی ثبوت	تحریری معاہدہ	زبانی سمجھوتہ	A
10	نبی ﷺ نے جھوٹے گواہ کے لیے کیا تنبیہ فرمائی؟	معافی	آگ کا حصہ	جنت	برکت	B
11	چاند دیکھنے کی گواہی کون دے سکتا ہے؟	کوئی بچہ	دیانت دار مسلمان	صرف حکومت	کوئی مسافر	B
12	عمر گس چیز کے بعد گواہی قبول کرتے تھے؟	خاندان	دولت	سچائی و کردار	قبیلہ	C
13	کفارہ میں کتنے مسکینوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے؟	پانچ	تین	دس	بیس	C

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

14	جو شخص جو یا جو کا آنا کفارے میں دے، اسے کیا کرنا چاہیے؟	گندم کے برابر	گندم سے دو گنا	کوئی مقدار نہیں	آدھی گندم	B
15	صدقہ فطر کی گندم کی مقدار تقریباً:	10 کلو	2-1.5 کلو	5 کلو	7 کلو	B
16	نکاح میں کم از کم کتنے گواہ درکار ہیں؟	چار	کوئی نہیں	دو	دس	C
17	جھوٹی گواہی کا نتیجہ کیا ہے؟	سکون	انصاف	گناہ اور فساد	زیادہ اجر	C
18	گواہی کب دی جائے؟	جب اندازہ ہو	جب قاضی نہ ہو	جب حقیقت واضح ہو	جب فیصلہ پسند آئے	C
19	کفارہ کے لیے دس مسکینوں کو کس درجے کا کھانا دینا چاہیے؟	ایک نوالہ	عام معیاری کھانا	بہت اعلیٰ کھانا	صرف اسٹیکس	B
20	کفارہ کے روزے کیسے ہونے چاہئیں؟	اختیاری	مسلل	بے ترتیب	ہفتہ وار	B

مختصر سوالات

1. اسلامی اصطلاح میں گواہی (شہادت) کیا ہے؟
- گواہی کسی ایسی بات کو سچائی سے بیان کرنا ہے جو انسان نے دیکھی، سنی یا جس کے بارے میں اسے پکا علم ہو۔ یہ ذاتی اور قانونی معاملات میں انصاف قائم کرنے میں مدد دیتی ہے۔
2. قرآن گواہی چھپانے کے بارے میں کیا کہتا ہے؟
- سورۃ البقرہ 283 میں ہے کہ گواہی چھپانا گناہ ہے اور جو شخص اسے چھپاتا ہے اس کا دل گناہگار ہوتا ہے۔
3. جھوٹی گواہی بڑا گناہ کیوں ہے؟
- کیونکہ جھوٹی گواہی ظلم پیدا کرتی ہے، انصاف ختم کرتی ہے اور بے گناہوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ نبی ﷺ نے اسے بڑے ترین گناہوں میں شمار کیا۔
4. قسم توڑنے کا پہلا کفارہ کیا ہے؟
- عام معیار کا کھانا کھلا کر دس مسکینوں کو کھانا دینا۔
5. حضرت عمرؓ گواہ کا کردار کیوں جانچتے تھے؟
- اس لیے کہ گواہی صرف ایسے شخص کی قبول کی جائے جو سچا، امانت دار اور اچھے اخلاق کا حامل ہو تاکہ عدل قائم رہے۔

تفصیلی سوالات

1. قرآن وحدیث کی روشنی میں گواہی کے احکام اور سچ بولنے کی اہمیت بیان کریں۔
- قرآن حکم دیتا ہے کہ مومن انصاف کے لیے مضبوطی سے کھڑے ہوں اور سچی گواہی دیں، چاہے وہ خود ان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو (النساء 135)۔
- قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ گواہی چھپانا گناہ ہے (البقرہ 283)، اور گواہوں کو چاہیے کہ جب انہیں بلا یا جائے تو انکار نہ کریں (البقرہ 282)۔
- احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے جھوٹی گواہی کو بہت بڑا گناہ قرار دیا اور بار بار اس سے بچنے کی تاکید کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سچائی نیکی کی طرف اور

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، جبکہ جھوٹ گناہ اور جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔

ان تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ گواہی دینا محض قانونی فریضہ نہیں بلکہ اخلاقی ذمہ داری بھی ہے۔ سچی گواہی معاشرے کو محفوظ کرتی ہے، انصاف قائم کرتی ہے اور اللہ کی رضا کا سبب بنتی ہے۔ جھوٹی گواہی تباہی، فساد اور ظلم کا ذریعہ بنتی ہے۔

2. قسم توڑنے کے کفارے کی تمام صورتیں بیان کریں۔

سورۃ المائدہ 89 میں قسم توڑنے کے کفارے کی تفصیل بیان ہے۔ جس شخص کی قسم ٹوٹ جائے اسے درج ذیل میں سے کوئی ایک کام کرنا ضروری ہے:

1. دس مسکینوں کو دو وقت کا معیاری کھانا کھلانا۔

2. یا انہیں اناج دینا۔ جو صدقہ فطر کے برابر مقدار ہے: تقریباً 1.5-2 کلو گندم، یا جو کی صورت میں اس کا دو گنا یعنی 3.5-4 کلو۔

3. یا دس مسکینوں کو کپڑا دینا، ہر ایک کو مکمل جوڑا۔

اگر کوئی شخص ان تینوں میں سے کچھ بھی نہ کر سکے تو اسے تین مسلسل روزے رکھنے ہوں گے۔ یہ روزے لگاتار ہونا ضروری ہیں؛ درمیان میں وقفہ آجائے تو دوبارہ شروع کرنا پڑے گا۔ یہ نظام انسان کو ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے اور اسے غلطی کے بعد اصلاح کا موقع فراہم کرتا ہے۔

سبق 29: ہمسایوں کے حقوق

تمہید: اسلام ایک پر امن، مددگار اور محبت بھری معاشرت قائم کرنے پر بہت زور دیتا ہے۔ ایسے معاشرے کی سب سے مضبوط بنیادوں میں سے ایک ہے ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک۔ ہمسایہ قریبی ہو یا دور، رشتہ دار ہو یا اجنبی، ایک ہی مذہب کا ہو یا مختلف، اسلام سکھاتا ہے کہ ہر ہمسایہ کے حقوق ہیں۔ ایک مسلمان اس وقت تک سچانیک نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ مہربانی، خیال اور احترام سے پیش نہ آئے۔ حضرت محمد ﷺ نے ہمسایوں کے ساتھ اچھے سلوک کو ایمان سے جوڑا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔" (صحیح بخاری)

یہ بات ہمسایہ داری کو صرف معاشرتی رویہ نہیں بلکہ عبادت اور حقیقی ایمان کی علامت قرار دیتی ہے۔

قرآنی اور حدیثی احکام

قرآنی تعلیمات؛ ہمسایوں کے حقوق پر سب سے واضح ہدایت سورہ النساء (4:36) میں آئی ہے:

"اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، قریب کے ہمسایوں، دور کے ہمسایوں، آپ کے ساتھ رہنے والے ساتھیوں، مسافروں اور آپ کے ہاتھوں کے زیر اختیار لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو..."

اس آیت میں اللہ نے ہمسایوں کو ان سب سے اہم لوگوں میں شمار کیا ہے جن کے ساتھ بھلائی ضروری ہے، والدین اور رشتہ داروں کے فوراً بعد۔

ایک اور آیت دوسروں کو تکلیف دینے سے روکتی ہے: اور لوگوں سے اچھے طریقے سے بات کرو۔" (سورہ البقرہ 2:83)

یہ حسن گفتاری ہمسایوں کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی اختیار کرنے کی بھی تلقین کرتی ہے۔

حدیثی تعلیمات: حضرت ﷺ نے بار بار ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت بیان کی:

• حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہمسایوں کے حقوق پر زور دیا: "جبرائیل مسلسل مجھے ہمسایہ کے بارے میں نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ

میں نے سوچا کہ وہ اسے وارث بنا دیں گے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

- ہمسایوں کو تکلیف دینا گناہ ہے: حضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایک عورت جو بہت نماز اور روزہ کرتی ہے، مگر اپنے ہمسایوں کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ آگ میں ہے۔" (مسند احمد)
 - ہمسایوں کے ساتھ مہربانی ایمان کی علامت ہے: "مومن وہ نہیں جو خود کھاپی لے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔" (سنن الکبریٰ للبیہقی)
- یہ حوالہ جات دکھاتے ہیں کہ اسلام ہمسایوں کے حقوق کو ایمان، کردار اور آخرت میں حساب کتاب سے جوڑتا ہے۔
- ہمسایوں کی اقسام؛ سورہ النساء کی آیت 36 میں اللہ نے ہمسایوں کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

1. رشتہ دار ہمسایہ: یہ قریبی رشتہ دار یا خون کے رشتے والے ہمسایہ ہیں، جیسے دروازے کے ساتھ رہنے والا رشتہ دار۔ ان کے دو حقوق ہیں:

• ہمسایہ کا حق

• رشتہ داری کا حق

انہیں زیادہ خیال، محبت اور احترام کی ضرورت ہے۔

2. پڑوسی / محلے دار: یہ وہ ہمسایہ ہیں جو آپ کے رشتہ دار نہیں ہیں، شاید مختلف مذہب یا نسل کے ہوں۔ ان کا ایک حق ہے: ہمسایہ کا حق۔

اسلام ہر ہمسایہ کے ساتھ مہربانی سکھاتا ہے، چاہے مذہب، قومیت یا قبیلہ کچھ بھی ہو۔

3. عارضی ساتھی اور مسافر

• صاحب الجنب آپ کے ساتھ رہنے والے ساتھی، جیسے:

○ کام کے ساتھی

○ ہم جماعت

○ سفر میں ساتھ والے لوگ

○ عارضی طور پر قریب رہنے والے

• ابن السبیل: مسافر، خاص طور پر وہ جو مشکل میں ہو یا مدد کے محتاج ہو۔

یہ اسلام کے پیغام کو ظاہر کرتا ہے کہ ہر قریبی یا عارضی ہمسایہ کی مدد کرنا ضروری ہے۔

ہمسایوں کے ساتھ برتاؤ کے آداب: اسلام ہمسایوں کے ساتھ پر امن تعلق قائم کرنے کے کئی آداب سکھاتا ہے:

1. ان کو نقصان نہ پہنچائیں: شور، جھگڑے یا برے رویے سے ہمسایوں کو تکلیف دینا منع ہے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم، وہ مومن نہیں جس کا ہمسایہ اس کے نقصان سے محفوظ نہ ہو۔" (صحیح بخاری)

2. کھانا بانٹیں: کھانا بانٹنا محبت بڑھاتا ہے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا: جب آپ سوپ پکائیں تو پانی زیادہ ڈالیں اور کچھ ہمسایوں کو دے دیں۔ (مسلم)

3. بیماری میں ملاقات کریں: بیمار ہمسایہ کی خدمت سنت میں شامل ہے۔

4. مشکل وقت میں مدد کریں: ہنگامی حالات، مالی مشکلات یا روزمرہ کی ضروریات میں مدد کریں۔

5. عزت اور پرائیویسی کا خیال رکھیں: ہمسایہ کی عزت کا خیال رکھیں، جاسوسی نہ کریں اور برانہ کہیں۔

6. سلام کا تبادلہ کریں: مسکرائیں اور خوش اخلاقی سے سلام کریں تاکہ امن قائم ہو اور غلط فہمیاں ختم ہوں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

7. حدود کی پاسداری کریں: شور نہ کریں، راستے بند نہ کریں، خلل نہ ڈالیں۔
8. تحفے دیں: حضرت ﷺ نے فرمایا: "تحفے دیں اور آپس میں محبت پیدا ہوگی۔" (ادب المفرد)

نبی ﷺ اور صحابہ کی زندگی سے واقعات

1. ایک یہودی ہمسایہ نبی ﷺ کے دروازے پر کچرا پھینکتا تھا۔ حضرت ﷺ نے غصہ نہیں کیا، بلکہ جب وہ بیمار ہوا تو حضرت ﷺ نے اس کی عیادت کی، جس سے وہ مسلمان ہوا۔
 2. ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک شخص اپنے ہمسایہ کی شکایت لے کر آیا۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ اپنی چیزیں باہر رکھیں۔ جب لوگ سوال کرتے تو وہ کہتا، "میرا ہمسایہ مجھے نقصان پہنچاتا ہے۔" ہمسایہ معافی مانگ کر مسئلہ حل ہوا۔
 3. عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جانور ذبح کرتے وقت اپنے یہودی ہمسایہ کو کھانے کی دعوت دی۔
 4. نبی ﷺ کھانا یا تحفہ لینے کے بعد ہمیشہ ہمسایوں کو بھی دیتے تھے۔
- عملی زندگی میں اثرات: ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک معاشرے میں مثبت اثرات پیدا کرتا ہے:

1. مضبوط کمیونٹی تعلقات: لوگ ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہیں اور پر امن زندگی گزارتے ہیں۔
2. جذباتی حمایت: بیماری یا مشکل میں ہمسایہ مدد فراہم کرتے ہیں۔
3. سلامتی: اچھے تعلقات چوری، جھگڑے اور غلط فہمیوں کو کم کرتے ہیں۔
4. اخلاقی اور روحانی ترقی: ہمسایوں کے حقوق ادا کرنا عبادت ہے اور تقویٰ، صبر اور سخاوت بڑھاتا ہے۔
5. بچوں کے لیے بہتر ماحول: بچے دوستانہ ماحول میں پرورش پاتے ہیں۔
6. سماجی استحکام: جھگڑوں اور حسد کو کم کرتا ہے۔
7. اسلامی اقدار کی نمائندگی: مسلمانوں کے اچھے رویے سے اسلام کا مثبت پیغام پھیلتا ہے۔

نتیجہ: اسلام ہمسایوں کے حقوق کو بہت اہمیت دیتا ہے اور انہیں ایمان کے ساتھ جوڑتا ہے۔ قرآن و حدیث میں مہربانی، مدد، احترام اور حفاظت کی ہدایت ہے۔ چاہے وہ قریبی رشتہ دار ہوں، اجنبی، ساتھی، یا مسافر، ہر ہمسایہ کا حق ہے۔ نبی ﷺ اور صحابہ کی پیروی کر کے مسلمان محبت، تعاون اور اعتماد سے بھرپور پر امن معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔ اچھے ہمسایہ داری سے معاشرہ مضبوط، اسلامی کردار ظاہر ہوتا ہے اور آخرت میں ثواب ملتا ہے۔

MCQs

#	سوال	A	B	C	D	ج
1	نبی ﷺ نے فرمایا کہ کون اچھا سلوک کرے اگر وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو؟	صرف رشتہ دار	صرف والدین	ہمسایہ اور دیگر قریبی لوگ	صرف دوست	C
2	ہمسایہ کو نقصان پہنچانے کا اثر کیا ہوتا ہے؟	ایمان پر اثر نہیں	گناہ اور اللہ کی ناراضی کا سبب بنتا ہے	کچھ صورتوں میں مستحب ہے	معاشرتی مقام بڑھاتا ہے	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

C	استاد	جار الجنب	صحابہ	مومنین	درج ذیل میں سے ہمسایہ کی کس قسم کا ذکر اسلامی تعلیمات میں ہے؟	3
B	سال میں ایک بار صدقہ دینا	صرف حج ادا کرنا	اللہ پر ایمان رکھنا	ان کی ضروریات کو نظر انداز کرنا	نبی ﷺ کے مطابق ہمسایوں کے ساتھ مہربانی ایمان کے مترادف ہے:	4
B	دوسروں کو ملاقات کرنے بھیجیں	ان کی زندگی پر تنقید کریں	ملاقات کریں اور مدد کریں	ملاقات سے گریز کریں	اگر ہمسایہ بیمار ہو تو مسلمان کو کیا کرنا چاہیے؟	5
C	مدینہ چھوڑ دی	رد عمل نہیں کیا، بیمار ہونے پر عیادت کی	حکام سے شکایت کی	غصہ ہوئے	جب یہودی ہمسایہ کچرا پھینکتا تو نبی ﷺ نے کیا کیا؟	6
B	صرف رشتہ داروں کے لیے	اختیاری اور غیر ضروری	سنت اور مہربانی کا عمل	ضیاع	ہمسایوں کے ساتھ کھانا بانٹنا کیا ہے؟	7
A	غیر جانبدار ہے	عالم سمجھا جائے گا	زیادہ انعام پائے گا	سچا مومن نہیں	صحیح بخاری میں کہا گیا ہے کہ جس مومن کا ہمسایہ اس کے نقصان سے محفوظ نہ ہو وہ؟	8
B	کاروباری ساتھی	دور کا دوست	محتاج مسافر	قریبی رشتہ دار	"ابن السبیل" ہمسایوں کی اصطلاح میں کون ہے؟	9
B	سیاسی فائدہ	اقتصادی فائدہ	ایمان اور اخلاقی ذمہ داری	سماجی مقبولیت	اسلام ہمسایوں کے ساتھ اچھے سلوک پر زور کیوں دیتا ہے؟	10
B	گھر سے بچا کر رکھا	دوسروں سے شکایت کی	کھانا بانٹنا	نظر انداز کیا	عبداللہ بن عمر نے اپنے یہودی ہمسایہ کے ساتھ اچھا سلوک کیسے یقینی بنایا؟	11
B	سلام کا تبادلہ	ضرورت کے وقت مدد	پرائیویسی میں مداخلت	خوش اخلاقی	درج ذیل میں سے کون اچھے ہمسایہ داری کا آداب نہیں؟	12
B	صرف تہوار کے لیے ہے	وسائل ضائع ہوتے ہیں	محبت اور دوستی بڑھتی ہے	مقابلہ پیدا ہوتا ہے	ہمسایوں کے ساتھ تحفے دینے سے کیا ہوتا ہے؟	13
A	استاد یا رہنما	دور کا ہمسایہ	گزرنے والا اجنبی	رشتہ دار قریبی ہمسایہ	"جار ذی القربی" کون ہے؟	14
B	روزانہ جھگڑنا	نظر انداز کرنا	ان کے مسائل سننا	افواہیں پھیلانا	درج ذیل میں سے کون اسلام کے مطابق ہمسایوں کے ساتھ سچا کردار ظاہر کرتا ہے؟	15
B	تنقید کرنا	مکمل اجتناب	مہربان اور عادل ہونا	لا پرواہ رہنا	دوسرے مذہب کے ہمسایہ کے ساتھ مسلمان کو کیسے پیش آنا چاہیے؟	16

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

17	بیمار ہمسایہ کی عیادت کرنا کیا ظاہر کرتا ہے؟	بے ادبی	سنت کی پابندی	سستی	خود غرضی	B
18	اسلامی تعلیمات کے مطابق کس ہمسایہ کو زیادہ توجہ دی جائے؟	قریبی رشتہ دار ہمسایہ	دور کا اجنبی	سفر میں ساتھی	نامعلوم گزرنے والا	A
19	درج ذیل میں سے کون سے اعمال کیونٹی کے تعلقات کو مضبوط کرتے ہیں؟	نقصان دہ غیبت	مدد اور تعاون	ضرورتوں کو نظر انداز کرنا	مسلل شکایت کرنا	B
20	ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک مسلمان کو کیا فائدہ دیتا ہے؟	صرف دنیاوی دولت	اللہ کی رضا اور معاشرتی ہم آہنگی	شہرت حاصل کرنا	نماز سے بچنا	B

مختصر سوالات

- سوال: اسلام ہمسایوں کو کیوں اہمیت دیتا ہے؟
جواب: ہمسایہ وہ لوگ ہیں جن سے ہم روزانہ کے معاملات میں زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ اچھا سلوک معاشرے میں امن، اعتماد اور محبت پیدا کرتا ہے۔ اچھا سلوک ایمان کا حصہ ہے اور اللہ کے انعام کا سبب بنتا ہے۔
- سوال: اسلامی تعلیمات میں ہمسایوں کی تین اقسام لکھیں اور مختصر وضاحت دیں۔
جواب:
○ رشتہ دار ہمسایہ: رشتہ دار ہمسایہ؛ اضافی خیال کا مستحق۔
○ محلے دار ہمسایہ: غیر رشتہ دار؛ مہربانی کا مستحق۔
○ ابن السبیل: مسافر یا عارضی مہمان؛ مدد کا محتاج ہو تو مدد کریں۔
- سوال: اگر ہمسایہ بیمار یا مشکل میں ہو تو مسلمان کو کیا کرنا چاہیے؟
جواب: ملاقات کریں، مدد فراہم کریں، صحت کے لیے دعا کریں اور جذباتی و جسمانی تعاون کریں۔ یہ سنت ہے اور محبت بڑھاتی ہے۔
- سوال: ہمسایوں کے ساتھ کھانا بانٹنا کیوں اہم ہے؟
جواب: کھانا بانٹنا مہربانی اور محبت کا عمل ہے۔ حضرت ﷺ نے کھانا تیار کرتے وقت ہمیشہ کچھ حصہ ہمسایوں کے لیے دینے کی تلقین کی۔
- سوال: ہمسایہ کو نقصان پہنچانے کے دو نتائج لکھیں۔

جواب:

- گناہ اور اللہ کی ناراضگی۔
- معاشرتی اعتماد میں کمی اور جھگڑوں کا سبب۔

طویل سوالات

- سوال: اسلامی تعلیمات کے مطابق اچھے ہمسایہ داری کے آداب بیان کریں اور نبی ﷺ کی زندگی سے مثالیں دیں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

جواب: اسلام میں ہمسایہ کے آداب یہ ہیں: نقصان نہ پہنچانا، خوش اخلاقی سے بات کرنا، بیمار کی عیادت کرنا، ہنگامی حالات میں مدد کرنا، عزت کا خیال رکھنا، سلام کا تبادلہ کرنا، اور تحفے دینا۔ نبی ﷺ نے جب یہودی ہمسایہ کچرا پھینکتا، غصہ نہیں کیا اور بیمار ہونے پر عیادت کی۔ نبی ﷺ کھانا بانٹتے اور ہمسایوں کو حصہ دیتے۔ یہ سلوک امن، محبت اور ایمان کی علامت ہے۔

2. **سوال:** اچھے ہمسایہ داری کے اثرات ذاتی زندگی اور معاشرت پر بیان کریں، صحابہ کی مثال کے ساتھ۔

جواب: اچھے ہمسایہ داری سے ذاتی کردار مضبوط ہوتا ہے اور معاشرت میں اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ یہ محفوظ اور مددگار ماحول فراہم کرتا ہے، جذباتی حمایت بڑھاتا ہے اور تعاون کو فروغ دیتا ہے۔ عبد اللہ بن عمر نے اپنے یہودی ہمسایہ کے ساتھ کھانا بانٹا، اور ابو ہریرہ نے جھگڑوں کو پرامن طریقے سے حل کرنے کی نصیحت کی۔ اچھا سلوک بچوں کی تربیت، جھگڑوں کی روک تھام اور اسلامی اقدار کے فروغ میں مددگار ہے۔ یہ اعمال روحانی اور معاشرتی طور پر انعام کا سبب بنتے ہیں۔

سبق نمبر 30: سود (ربا) کی ممانعت

1. **تعارف:** ربا، جسے عام طور پر سود یا پیش از حد منافع لینا کہا جاتا ہے، قرض یا ادھار پر غیر منصفانہ فائدہ حاصل کرنے کا عمل ہے۔ اسلام میں ربا سختی سے ممنوع ہے کیونکہ یہ استحصال اور ناانصافی کی علامت ہے۔ ربا کی ممانعت کا مقصد معاشرت میں انصاف قائم کرنا، کمزوروں کا تحفظ کرنا اور سماجی عدل کو برقرار رکھنا ہے۔ اسلام میں تجارت اور کاروبار کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے بشرطیکہ ایمانداری سے کی جائے، مگر دوسروں سے فائدہ اٹھانے کے لیے قرض پر سود لینا منع ہے۔ قرآن میں بار بار ربا کی ممانعت کی گئی ہے اور اسے بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ ربا ایک غیر منصفانہ اقتصادی نظام پیدا کرتا ہے جس میں امیر مزید امیر اور غریب مزید غریب ہوتا ہے۔ یہ سبق قرآن و حدیث کی تعلیمات، ربا کے منفی اثرات، متبادل حل اور پیغمبر ﷺ اور صحابہ کے عملی نمونوں پر روشنی ڈالے گا۔

2. **قرآنی وحدیثی احکام:** اسلامی قانون میں ربا سختی سے حرام ہے۔ قرآن اس کے ارتکاب سے خبردار کرتا ہے اور شدید نتائج کی وارننگ دیتا ہے۔ **قرآنی رہنمائی:** قرآن میں ارشاد ہے: جو لوگ ربا کھاتے ہیں وہ اس طرح نہیں کھڑے ہوں گے جیسے کوئی شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر پاگل کر دیا ہو۔ یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں 'تجارت بھی ربا کی مانند ہے'، لیکن اللہ نے تجارت کو حلال اور ربا کو حرام کیا۔ القرآن، سورۃ البقرہ:

ایک اور آیت میں کہا گیا: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو ربا باقی ہے اسے چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔ القرآن، سورۃ البقرہ: 278:2
حدیث کی رہنمائی: حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: سات مہلک گناہوں سے بچو۔ "صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! وہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ... اور سود کھانا۔ ایک اور حدیث میں کہا گیا: جو کوئی سود لیتا ہے اللہ اس سے بات نہیں کرے گا اور قیامت کے دن اسے پاکیزہ نہیں کرے گا۔

یہ تمام حوالہ جات واضح کرتے ہیں کہ ربا اسلام میں ایک سنگین جرم ہے اور مکمل طور پر ممنوع ہے۔

3. **ربا کے منفی اثرات:** ربا افراد اور معاشرے پر کئی طرح کے نقصان دہ اثرات مرتب کرتا ہے:

1. **معاشری عدم مساوات:** قرض لینے والا بوجھ اٹھاتا ہے جبکہ سود لینے والا اضافی منافع حاصل کرتا ہے، جس سے دولت کا فرق بڑھتا ہے۔

2. **سماجی استحصال:** غریب یا محتاج لوگ ربا کی وجہ سے قرض کے چکر میں پھنس جاتے ہیں۔

3. **روحانی نتائج:** ربا اختیار کرنے سے انسان کا اللہ کے ساتھ تعلق متاثر ہوتا ہے کیونکہ یہ بڑا گناہ ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

4. نفسیاتی دباؤ: قرض دار افراد بڑھتے ہوئے قرض کی وجہ سے ذہنی دباؤ اور پریشانی کا شکار ہو سکتے ہیں۔
- اسلام میں انصاف، عدل اور رحم دلی کی تعلیم دی گئی ہے اور بان اصولوں کے خلاف ہے، اسی لیے یہ سختی سے ممنوع ہے۔
4. ربا کے متبادل: اسلام تجارت، کاروبار اور قرض کے ایسے طریقے تجویز کرتا ہے جو ربا سے پاک ہوں:
- مضاربہ (منافع و نقصان کی شراکت): سرمایہ کاری کی شراکت جہاں منافع برابر بانٹا جائے اور نقصان سرمایہ کار اٹھائے۔
 - قرض حسنہ: محتاج کو بغیر اضافی منافع کے قرض دینا۔
 - مشترکہ سرمایہ کاری (مشارکہ): کاروبار میں دونوں فریق منافع اور نقصان برابر بانٹیں۔
 - اخلاقی تجارت: ایمانداری اور انصاف کے ساتھ کاروبار کرنا، بغیر کسی کے استحصال کے۔
- یہ متبادل اقتصادی سرگرمی کو برقرار رکھتے ہیں اور اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔
5. پیغمبر ﷺ اور صحابہ کے حالات سے واقعات: پیغمبر ﷺ اور صحابہ کی زندگی میں کئی واقعات ربا کی ممانعت کو واضح کرتے ہیں:
1. پیغمبر ﷺ کی تعلیمات: پیغمبر ﷺ نے ربا سے خبردار کیا اور تجارت کی طرف رغبت دلائی۔ فرمایا: "سب سے بہترین کمائی محنت اور جائز تجارت کی کمائی ہے۔"
 2. صحابہ کا نمونہ: حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے خلافت میں ربا پر سخت پابندی لگائی اور لوگوں کو ہدایت دی کہ سود والے قرض منسوخ کیے جائیں اور حساب برابر کیا جائے۔
 3. استحصال سے بچنا: حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے مسلمانوں کو بغیر سود کے قرض دینے کی ترغیب دی تاکہ محتاجوں کی مدد ہو اور ربا کی ممانعت عملی طور پر ظاہر ہو۔
- یہ مثالیں ربا سے بچنے کی اخلاقی اور عملی اہمیت کو ظاہر کرتی ہیں۔
6. عملی زندگی پر اثرات: ربا کی ممانعت افراد اور معاشرت پر کئی طریقوں سے اثر ڈالتی ہے:
- ذاتی زندگی: افراد کو قرض کے دباؤ سے تحفظ ملتا ہے۔
 - خاندانی زندگی: خاندان غیر منصفانہ مالی بوجھ سے بچتے ہیں۔
 - معاشرتی فلاح: سود سے پاک لین دین انصاف، غربت میں کمی اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔
 - معاشی استحکام: ربا سے پاک نظام سرمایہ کاری اور اخلاقی مالی ترقی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔
- اسلامی اصولوں کی پیروی سے معاشرہ ربا کے مضر اثرات سے بچ سکتا ہے اور انصاف و تعاون کو فروغ دے سکتا ہے۔
7. نتیجہ: ربا اسلام میں سختی سے ممنوع ہے کیونکہ اس کے منفی سماجی، معاشی اور روحانی اثرات ہیں۔ قرآن و حدیث میں بار بار اس سے خبردار کیا گیا ہے اور مالی معاملات میں انصاف اور ایمانداری کی تاکید کی گئی ہے۔ اسلام نے متبادل فراہم کیے ہیں جیسے اخلاقی تجارت، قرض حسنہ، مضاربہ اور مشارکہ تاکہ اقتصادی انصاف قائم رہے۔ ان تعلیمات پر عمل سے ذاتی، خاندانی اور معاشرتی بھلائی ممکن ہے اور مالی معاملات اللہ اور پیغمبر ﷺ کی رہنمائی کے مطابق ہوں۔

MCQs

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

Q	سوال	A	B	C	D	جواب
1	رباعام طور پر کس کے طور پر سمجھا جاتا ہے؟	تجارت	سود	صدقہ	کاروبار	B
2	اسلام میں کون سماوی عمل جائز ہے؟	سود لینا	ایماندار تجارت	استحصالی قرض	جوا	B
3	ربا حرام ہے کیونکہ یہ۔۔ کی وجہ بنتا ہے	یقینی انصاف	نانا انصافی	تجارت	آسان کمائی	B
4	پیغمبر ﷺ نے ربا کھانے کو کس طرح بیان کیا؟	مستحب	بڑا گناہ	جائز	چھوٹا جرم	B
5	درج ذیل میں سے کون سا اسلامی حل بغیر سود ہے؟	سود لینا	قرض حسنہ	ربا	دولت جمع کرنا	B
6	ربا اکثر کس نتیجے کی طرف لے جاتا ہے؟	سماجی عدم مساوات	معاشرتی فلاح	اقتصادی توازن	صدقہ	A
7	کس صحابی نے خلافت میں ربا پر سخت پابندی لگائی؟	حضرت ابو بکر (RA)	حضرت بلال (RA)	حضرت عمر (RA)	حضرت علی (RA)	C
8	مضاربہ کیا ہے؟	چوری	منافع و نقصان کی شراکت	سودی قرض	رشوت	B
9	بغیر اضافی ادائیگی کے قرض دینے کو کیا کہتے ہیں؟	جوا	قرض حسنہ	ربا	رشوت	B
10	ربا کے اثرات کس پر مرتب ہوتے ہیں؟	صرف کاروبار	صرف تجارت	صرف معیشت	روحانی اور سماجی زندگی	D
11	پیغمبر ﷺ نے کہا کہ دولت کس طریقے سے کمائی جائے؟	تجارت اور ایماندار کاروبار	استحصالی	ربا	جوا	A
12	ربا کا ایک سماجی نتیجہ کیا ہے؟	دولت کی منصفانہ تقسیم	غربت اور استحصالی	باہمی تعاون	سماجی ہم آہنگی	B
13	مشارکہ کا مطلب کیا ہے؟	سود لینا	مشترکہ سرمایہ کاری اور منافع بانٹنا	جوا	دولت جمع کرنا	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

14	ربا کی ممانعت کا بنیادی مقصد کیا ہے؟	غریب کا استحصال کرنا	انصاف اور عدل یقینی بنانا	منافع بڑھانا	قرض کی حوصلہ افزائی کرنا	B
15	اسلام میں ربا کو کس زمرے میں رکھا گیا ہے؟	مستحب	جائز	بڑا گناہ	چھوٹا گناہ	C
16	کس صحابی نے محتاجوں کی مدد کے لیے بغیر سود کے قرض کی ترغیب دی؟	حضرت علی (RA)	حضرت ابو بکر (RA)	حضرت بلال (RA)	حضرت عمر (RA)	B
17	ربا کا ایک ذاتی اثر کیا ہے؟	خوشی	صدقہ	ذہنی دباؤ اور پریشانی	سکون	C
18	اسلام میں اخلاقی تجارت کیا ہے؟	ممنوع	حرام	ربا	جائز	D
19	کس حدیث میں سات مہلک گناہوں کے ساتھ ربا سے بچنے کا ذکر ہے؟	مسند احمد	صحیح بخاری و صحیح مسلم	جامع ترمذی	سنن ابو داؤد	B
20	ربا سے بچنے کا کیا فائدہ ہے؟	قرض بڑھنا	جھگڑے	استحصال	سماجی انصاف اور ہم آہنگی	D

مختصر سوالات اور جوابات

1. ربا کیا ہے اور اسلام میں کیوں حرام ہے؟

جواب: ربا قرض یا ادھار پر غیر منصفانہ یا زیادہ سود لینا ہے۔ یہ حرام ہے کیونکہ یہ محتاجوں کا استحصال کرتا ہے، معاشرتی و اقتصادی عدم مساوات پیدا کرتا ہے، اور اسلام میں بڑا گناہ ہے۔ پیغمبر ﷺ نے ربا سے خبردار کیا اور ایماندار تجارت کی تاکید کی۔

2. اسلام مالی معاملات میں ربا کے متبادل کیسے فراہم کرتا ہے؟

جواب: اسلام قرض حسنہ، مضاربہ، مشارکہ اور اخلاقی تجارت کی ترغیب دیتا ہے۔ یہ طریقے انصاف قائم رکھتے ہیں، استحصال سے بچاتے ہیں اور معاشی سرگرمی کو جائز اور اخلاقی طریقے سے جاری رکھتے ہیں۔

3. ربا کی دوسماجی نقصان دہ اثرات بیان کریں۔

جواب:

- معاشی عدم مساوات: دولت امیروں کے ہاتھ میں مرکوز ہو جاتی ہے اور غریب قرض کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔
- سماجی استحصال: محتاج افراد کو زیادہ سود پر قرض لینا پڑتا ہے، جس سے ذہنی دباؤ اور ناانصافی پیدا ہوتی ہے اور معاشرتی ہم آہنگی متاثر ہوتی ہے۔
- 4. حضرت عمر (RA) نے عملی طور پر ربا کی ممانعت کیسے نافذ کی؟

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiyat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

جواب: حضرت عمر (RA) نے سودی قرض منسوخ کرائے، قرضداروں کا انصاف یقینی بنایا اور غریبوں کو مالی استحصال سے بچایا۔ اس سے عدل قائم ہوا اور معاشرت میں اسلامی اصولوں کا عملی نفاذ ممکن ہوا۔

5. قرض حسنہ کیا ہے اور اس کی حوصلہ افزائی کیوں کی گئی؟

جواب: قرض حسنہ وہ قرض ہے جو محتاج کو بغیر کسی اضافی ادائیگی کے دیا جائے۔ اسلام میں اس کی حوصلہ افزائی اس لیے کی گئی تاکہ غربت کم ہو، انصاف قائم رہے اور ربا کے گناہ سے بچا جاسکے۔ یہ رحم دلی اور سماجی فلاح کی علامت ہے۔

طویل سوالات اور جوابات

1. ربا، اس کی ممانعت اور اسلامی متبادل تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: ربا قرض یا ادھار پر غیر منصفانہ یا زائد منافع لینا ہے۔ اسلام میں یہ سختی سے ممنوع ہے کیونکہ یہ استحصال پیدا کرتا ہے اور انسانی کاسبب بنتا ہے۔ قرآن وحدیث میں ربا کو بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے اور اس کے ارتکاب سے خبردار کیا گیا ہے۔ ربا سے معاشرتی اور اقتصادی نقصان ہوتا ہے۔ دولت غریبوں کے بجائے امیروں میں مرکوز ہو جاتی ہے، مالی دباؤ بڑھتا ہے اور معاشرتی تعلقات متاثر ہوتے ہیں۔ اسلام نے ربا کے متبادل فراہم کیے ہیں:

- مضاربہ: سرمایہ کاری کی شراکت جہاں منافع بانٹا جائے اور نقصان سرمایہ کار اٹھائے۔
- مشترکہ سرمایہ کاری (مشارکہ): کاروبار میں فریقین منافع اور نقصان بانٹیں۔
- قرض حسنہ: محتاج کو بغیر اضافی ادائیگی کے قرض دینا۔
- اخلاقی تجارت: ایمانداری اور انصاف کے ساتھ کاروبار کرنا، بغیر کسی استحصال کے۔

ان متبادلات کے ذریعے معاشرت میں اقتصادی سرگرمی جاری رہتی ہے، انصاف قائم رہتا ہے اور روحانی اجر بھی حاصل ہوتا ہے۔

2. پیغمبر ﷺ اور صحابہ کی زندگی سے ربا کی ممانعت کے واقعات بیان کریں۔

جواب: پیغمبر ﷺ نے مسلمانوں کو ربا سے بچنے اور جائز تجارت کرنے کی تعلیم دی۔ فرمایا: "سب سے بہترین کمائی محنت اور جائز تجارت کی کمائی ہے۔" حضرت عمر (RA) نے خلافت میں سودی قرض منسوخ کرائے، قرضداروں کا انصاف یقینی بنایا اور غریبوں کو مالی استحصال سے بچایا۔ حضرت ابو بکر (RA) نے بغیر سود کے قرض دینے کی ترغیب دی تاکہ محتاجوں کی مدد ہو اور عملی طور پر ربا کی ممانعت دکھائی دے۔ یہ واقعات دکھاتے ہیں کہ ربا سے بچنا روحانی فریضہ اور عملی رہنمائی دونوں ہے۔ اس پر عمل سے دولت منصفانہ تقسیم ہوتی ہے، غریب محفوظ رہتے ہیں، خاندان مضبوط ہوتے ہیں اور معاشرت میں ہم آہنگی قائم رہتی ہے۔

سبق 31: اسلامی ریاست

1. تمہید: اسلامی ریاست ایک ایسا سیاسی اور سماجی نظام ہے جو اسلامی اصولوں کے مطابق چلایا جاتا ہے۔ اس میں عوام کی بھلائی، عدل، اور اخلاقیات کو اہمیت دی جاتی ہے، جیسا کہ قرآن وسنت میں بیان ہوا ہے۔ عام سیاسی نظاموں کے برعکس، اسلامی ریاست صرف حکمرانی تک محدود نہیں بلکہ شہریوں

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

کی روحانی، اخلاقی اور سماجی ترقی پر بھی زور دیتی ہے۔ قرآن میں عدل، رحمت اور جو ابدا ہی پر زور دیا گیا ہے: بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں کو دو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ النساء: 58

حضرت محمد ﷺ نے مدینہ میں اسلامی ریاست کی مثال قائم کی، جہاں حکومت، سماجی بھلائی اور دینی فرائض ایک ساتھ متوازن تھے۔ اسلامی ریاست تمام شہریوں کے حقوق کا تحفظ کرتی ہے، تعلیم کی حمایت کرتی ہے، قانون و نظم برقرار رکھتی ہے اور سماجی انصاف کو فروغ دیتی ہے۔

2. معاشرت کے تین بنیادی ادارے

1۔ مسجد: مسجد صرف عبادت کی جگہ نہیں بلکہ تعلیم، سماجی میل جول اور اسلامی ریاست میں حکمرانی کا مرکز بھی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "مسجد علم سکھنے، اللہ کو یاد کرنے اور کمیوں کو جمع کرنے کی جگہ ہے۔" مسلم

حضرت ﷺ کے دور میں مسجد میں دین سکھایا جاتا تھا، عوامی امور پر بات ہوتی تھی، اختلافات حل کیے جاتے تھے اور محتاجوں کی مدد کی جاتی تھی۔

ب۔ خاندان: خاندان معاشرت کی بنیادی اکائی ہے۔ اسلام میں خاندان کے مضبوط رشتوں، والدین کا احترام، بچوں کی تربیت اور اخلاقی نشوونما پر زور دیا گیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے خاندان کے لیے بہتر ہو۔ ترمذی

اسلامی ریاست میں خاندان کی بھلائی کو اہمیت دی جاتی ہے، اور پالیسیز خاندان کے حقوق کے تحفظ اور سماجی استحکام کے لیے بنائی جاتی ہیں۔

ج۔ مدرسہ (مکتب): تعلیم اسلامی ریاست کا اہم ستون ہے۔ ابتدائی اسلامی معاشرت میں مکاتب قائم کیے گئے تاکہ پڑھائی، لکھائی، قرآن اور اخلاق سکھائے جائیں۔ نبی ﷺ نے علم حاصل کرنے کی ترغیب دی: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ابن ماجہ

تعلیم ذمہ دار شہری پیدا کرنے میں مدد کرتی ہے جو معاشرے میں مثبت کردار ادا کر سکیں۔

13. اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات

1. عدل و مساوات: حکمران انصاف کے ساتھ حکمرانی کرے، جانبداری نہ کرے۔
 2. قانون کی حکمرانی: قوانین قرآن و سنت سے ماخوذ ہوں۔
 3. حقوق کا تحفظ: شہریوں کے حقوق، بشمول اقلیتوں کے حقوق، محفوظ ہوں۔
 4. اخلاقیات کی فروغ: ریاست سماجی اخلاقیات کی حمایت کرے اور برائی کو روکے۔
 5. عوام کی بھلائی: ریاست غریبوں، یتیموں اور محتاجوں کی مدد کرے۔
 6. مشاورت (شوری): فیصلے معاشرے کے ماہر افراد سے مشاورت کے بعد کیے جائیں۔
4. مدینہ بحیثیت مثالی ریاست: جب نبی ﷺ مدینہ ہجرت کرتے ہیں تو پہلی اسلامی ریاست قائم کی جاتی ہے۔ خصوصیات میں شامل ہیں:

- مدینہ کا آئین: مسلمانوں، یہودیوں اور دیگر گروہوں کے درمیان باہمی حقوق و ذمہ داریوں کا معاہدہ۔
 - نظام انصاف: جائیداد، خاندان اور فوجداری مقدمات کو منصفانہ طور پر حل کیا گیا۔
 - سماجی بھلائی: غریبوں، یتیموں اور محتاجوں کی مدد۔
 - دینی آزادی: غیر مسلموں کو اپنے مذہب کی پر امن پیروی کی اجازت۔
- یہ ماڈل بقائے باہمی، عدل اور معاشرتی ہم آہنگی پر زور دیتا ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

5. نبوی اور خلفائے راشدین کے زندگی سے واقعات

1- نبی ﷺ: اختلافات حل کیے، دولت منصفانہ تقسیم کی، اور شہریوں کی سلامتی کو یقینی بنایا۔ مثال: دو عورتوں کے درمیان وراثت کا تنازعہ شریعت کے مطابق حل کیا گیا۔

2- خلیفہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ): جھوٹے نبوت کے دعویٰ دار جیسے مسیلمہ کذاب کے خلاف اور منکرین زکوٰۃ کے خلاف جنگوں میں اتحاد قائم رکھا اور عوام کے حقوق کا تحفظ کیا۔

3- خلیفہ عمر (رضی اللہ عنہ): عوامی جوابدہی کے لیے مشہور، شہروں کا ذاتی دورہ کرتے، عوام کی بھلائی دیکھتے اور بد عنوانی کو سزا دیتے۔ یہ مثالیں عدل، جوابدہی اور عوامی حکمرانی کو ظاہر کرتی ہیں۔

6. حکمرانوں کے لیے اسباق

- ذاتی مفاد سے بالاتر عدل: قانون کو ترجیح دیں، جانبداری نہ کریں۔
- رسائی اور دستیابی: حکمران عوام کی شکایات سنیں۔
- جوابدہی: حکمران شہریوں اور اللہ کے سامنے جوابدہ ہوں۔
- فلاحی پالیسیاں: عوام کی بھلائی اور محتاجوں کی مدد یقینی بنائیں۔
- علم کی حوصلہ افزائی: تعلیم اور اخلاقی رہنمائی کی حمایت کریں۔

7. نتیجہ: اسلامی ریاست صرف قوانین نافذ کرنے کے بارے میں نہیں بلکہ ایسا متوازن معاشرہ قائم کرنے کے بارے میں ہے جو عدل، علم، اخلاقیات

اور عوام کی بھلائی کو اہمیت دیتا ہے۔ نبی ﷺ اور خلفائے راشدین نے دکھایا کہ قیادت ایک امانت ہے اور اسے عدل، عاجزی اور جوابدہی کے ساتھ انجام دینا چاہیے۔ جدید معاشرے بھی ان اصولوں سے سیکھ سکتے ہیں تاکہ حکمرانی تمام شہریوں کے لیے فائدہ مند ہو اور انسانی وقار محفوظ رہے۔

MCQs

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
1	اسلامی معاشرے کی بنیادی اکائی کیا ہے؟	خاندان	مسجد	ریاست	مدرسہ	A
2	کون سا ادارہ عدالت اور کمیونٹی سینٹر کا کام بھی دیتا تھا؟	مدرسہ	مسجد	خاندان	بازار	B
3	اسلام میں علم حاصل کرنا کیسا فرض ہے؟	اختیاری	ترغیبی	فرض	ممنوع	C
4	کون سا خلیفہ عوامی جوابدہی کے لیے مشہور تھا؟	ابو بکر	عمر	علی	عثمان	B
5	مدینہ کا آئین کس پر زور دیتا تھا؟	اجارہ داری	باہمی حقوق	صرف مسلم حکمرانی	ٹیکس جمع	B
6	اسلامی ریاست کیا یقینی بناتی ہے؟	صرف اخلاقیات	صرف انصاف	حقوق اور فلاح	صرف معیشت	C

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

7	نبی ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر وہ ہے جو؟	صرف صدقہ دے	خاندان کے لیے اچھا ہو	دولت مند ہو	صرف عالم ہو	B
8	اسلامی ریاست میں شوریٰ کا مطلب کیا ہے؟	انتخابات	مشاورت	قانون سازی	ٹیکس	B
9	اسلامی ریاست قوانین کہاں سے لیتی ہے؟	حکومت	قرآن و سنت	صرف روایت	مقامی رواج	B
10	ابتدائی مکاتب میں کیا پڑھایا جاتا تھا؟	صرف دین	صرف دنیاوی علم	دین اور بنیادی تعلیم	کھیل	C
11	اسلامی ریاست کس کی پرواہ کرتی ہے؟	صرف مسلمان	صرف حکمران	تمام شہری	صرف غریب	C
12	پہلی اسلامی ریاست کس نبی نے قائم کی؟	عیسیٰ	موسیٰ	محمد ﷺ	ابراہیم	C
13	اسلام میں عدل کس پر مبنی ہے؟	مشہوری	دولت	شریعت	سیاست	C
14	اسلامی حکمران کیسے ہونے چاہئیں؟	صرف اختیار والا	دسترس پذیر	دولت مند	الگ تھلگ	B
15	اسلام میں خاندان کیا فروغ دیتا ہے؟	سماجی استحکام	صرف دولت	سیاست	جنگ	A
16	قرآنی آیت "امانتیں دو اور انصاف سے فیصلہ کرو" کہاں ہے؟	النساء	البقرہ	المائدہ	الاحزاب	A
17	تیبیوں کی فلاح کس کی ذمہ داری ہے؟	کیونٹی	ریاست	خاندان	سبھی	D
18	مدینہ میں غیر مسلموں کو کیا حاصل تھا؟	کوئی حقوق نہیں	دینی آزادی	صرف ٹیکس دینا	ہجرت	B
19	خلیفہ ابو بکر نے کس موقع پر اتحاد برقرار رکھا؟	ردہ کی جنگیں	فتح مکہ	بدر کی جنگ	کوئی نہیں	A
20	اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟	عدل و فلاح	صرف معیشت	صرف مذہب	صرف سیاست	A

مختصر سوالات اور جوابات

سوال 1: مسجد کو اسلامی ریاست میں مرکز کیوں سمجھا جاتا ہے؟

جواب: مسجد عبادت، علم سیکھنے اور کیونٹی کے اجتماع کی جگہ ہے۔ یہ اختلافات حل کرنے، قرآن سکھانے اور عوامی امور پر بحث کرنے کا مرکز بھی ہے۔

سوال 2: خاندان اسلامی ریاست میں سماجی استحکام میں کس طرح مدد کرتا ہے؟

جواب: خاندان اخلاقی اقدار قائم کرتا، ذمہ داری سکھاتا اور بچوں اور بزرگوں کی دیکھ بھال یقینی بناتا ہے۔ مضبوط خاندان ایک مستحکم اور اخلاقی معاشرہ بناتے ہیں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

سوال 3: ابتدائی اسلامی معاشرے میں مکاتب کا کردار کیا تھا؟

جواب: مکاتب نے بنیادی تعلیم فراہم کی، پڑھائی، لکھائی اور قرآن سکھایا، اور ذمہ داروں با علم شہری پیدا کیے۔

سوال 4: اسلامی ریاست میں حکمرانی کے ایک اہم اصول کا ذکر کریں۔

جواب: عدل ایک اہم اصول ہے۔ حکمران کو بغیر جانبداری کے منصفانہ فیصلے کرنے چاہئیں اور شہریوں کے حقوق کا تحفظ کرنا چاہیے۔

سوال 5: مشاورت (شوری) حکمران کے لیے کیوں اہم ہے؟

جواب: شوری سے حکمران مختلف آراء کو مد نظر رکھ کر باخبر فیصلے کرتے ہیں اور عوامی شراکت یقینی بنتی ہے۔

طویل سوالات اور جوابات

سوال 1: مدینہ کو نبی ﷺ کے دور میں اسلامی ریاست کے ماڈل کے طور پر کیسے بیان کیا جاسکتا ہے؟

جواب: مدینہ پہلی اسلامی ریاست تھی، جس میں عدل، مساوات اور غیر مسلموں کے حقوق کی ضمانت دی گئی۔ مدینہ کے آئین میں باہمی حقوق طے کیے گئے، ظلم روکا گیا اور مختلف کمیونٹیوں میں تعاون کو فروغ دیا گیا۔ سماجی بھلائی کے لیے غریب، یتیم اور بیواؤں کی مدد کی گئی۔ عدل قرآن و سنت کے مطابق نافذ ہوا اور تمام مقدمات منصفانہ طور پر حل کیے گئے۔ دینی آزادی دی گئی، اقتصادی نظام منصفانہ اور استحکام بخش تھا، اور شوری کے ذریعے عوام کو حکمرانی میں شامل کیا گیا۔ یہ ماڈل روحانیت، اخلاقیات اور دنیاوی امور میں توازن قائم کرتا ہے اور اسلامی قیادت کے لیے بہترین مثال ہے۔

سوال 2: اسلامی ریاست میں حکمران کی خصوصیات اور ذمہ داریاں بیان کریں۔

جواب: قیادت ایک امانت ہے، حکمران اللہ اور عوام کے سامنے جوابدہ ہیں۔ نبی ﷺ نے عدل، عاجزی اور دستگیری کا مظاہرہ کیا۔ ابو بکر (رض) نے اتحاد قائم رکھا اور حقوق کا تحفظ کیا۔ عمر (رض) نے عوام کی خدمت خود چیک کی، بد عنوانی کا تدارک کیا اور عدل کو فروغ دیا۔ حکمران کو منصف، شریعت کا علم رکھنے والا، عوامی بھلائی کا خیال رکھنے والا، تعلیم اور اخلاقی رہنمائی دینے والا ہونا چاہیے۔ یہ خصوصیات اعتماد، سماجی استحکام اور اسلامی اقدار کے مطابق معاشرہ قائم کرنے میں مدد کرتی ہیں۔

سبق 32: جہاد فی سبیل اللہ

1. تعارف: اسلام میں جہاد کا لفظی مطلب ہے کوشش یا اللہ کی راہ میں جدوجہد۔ یہ ذاتی اور اجتماعی دونوں کوششوں کو شامل کرتا ہے تاکہ انصاف، نیکی، اور ایمان قائم کیا جاسکے۔ جہاد صرف مسلح جدوجہد تک محدود نہیں؛ بلکہ اس میں اخلاقی، فکری، اور روحانی جدوجہد بھی شامل ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کی راہ میں کوشش کی اہمیت بیان کی گئی ہے:

• "اور اللہ کے لیے وہ کوشش کرو جو اس کی حق دار ہے۔" (القرآن 22:78)

• "جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں، ہم انہیں اپنے راستوں کی طرف ہدایت دیں گے۔" (القرآن 29:69)

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

• "سب سے بہترین جہاد نفس کی برائیوں کے خلاف جدوجہد ہے۔" (مسند احمد)

• "جو شخص اللہ کی راہ میں اپنے دین، مال یا خاندان کی حفاظت کے لیے لڑے، اس کا عمل نیک سمجھا جائے گا۔" (صحیح بخاری)

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

یوں جہاد ایک کثیر الجہتی تصور ہے جو مسلمانوں کو ذاتی ترقی اور معاشرتی انصاف کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

2. جہاد کی اقسام: جہاد کو کئی اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، جو اس کی مختلف نوعیت کو ظاہر کرتی ہیں:

(الف) جہاد بالسیف: یہ ظلم، جبر اور جارحیت کے خلاف لڑائی کو ظاہر کرتا ہے۔ اسلام میں اسے سخت ضوابط کے تحت رکھا گیا ہے تاکہ بے گناہ جانیں محفوظ رہیں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا: عورتوں، بچوں، بوڑھوں یا مذہبی رہبانوں کو قتل نہ کرو۔" (سنن ابوداؤد)

(ب) جہاد بالنفس: یہ اپنی خواہشات، نفس اور گناہ کی طرف جھکاؤ کے خلاف جدوجہد ہے۔ خود پر قابو پانا، نماز، اور رستبازی کے راستے پر چلنا اس کا حصہ ہیں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا: سب سے اعلیٰ جہاد نفس کے اندر موجود برائیوں کے خلاف جدوجہد ہے۔" (مسند احمد)

(ج) جہاد بالقلم: اس میں سچائی، تعلیم، اور اسلامی علم پھیلانا شامل ہے۔ علماء اور لکھاری جہاد بالقلم کرتے ہیں تاکہ غلط فہمیوں کو دور کریں اور معاشرہ

روشن کریں۔ قرآن مجید اس جدوجہد کی ترغیب دیتا ہے: اپنے رب کے راستے کی دعوت حکمت اور حسن تربیت کے ساتھ دو۔" (القرآن 16:125)

(د) جہاد باللسان: سچ بولنا، انصاف کی تبلیغ، غلط کاموں کی اصلاح اور اخلاقی اقدار کی ترویج اس جہاد کا حصہ ہیں۔ الفاظ مظلومین کی حفاظت اور لوگوں کو حق کی طرف ہدایت دینے کا ذریعہ ہیں۔

(ه) جہاد بالمال: مال کی مدد دینا، خیرات کرنا، یا انصاف کی راہ میں مالی تعاون کرنا بھی جہاد میں آتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے: اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے

آپ کو تباہی میں نہ ڈالیں۔" (القرآن 2:195)

13. اسلام اور دہشت گردی: آج کل جہاد کو غلط فہمی سے دہشت گردی سے جوڑا جاتا ہے، حالانکہ اسلام بے گناہ شہریوں کو نقصان پہنچانے، خوف

پھیلانے یا دہشت گردی کے خلاف سختی سے منع کرتا ہے۔ کتاب پیغام اسلام (2018)، جو دنیا کے 1,800 علماء کی مشاورت کے بعد لکھی گئی،

وضاحت کرتی ہے کہ:

- دہشت گردی قرآن کے انصاف اور امن کے اصول کے خلاف ہے۔
- مسلح جہاد دفاعی ہے، ذاتی یا سیاسی فائدے کے لیے نہیں۔
- اسلام انسانی جان، مال، اور عزت کی حفاظت پر زور دیتا ہے۔
- بغیر ریاست کی اجازت کسی کو جہاد کرنے کا حق نہیں۔
- ریاست کے اندر ریاست قائم کرنا جائز نہیں۔

یہ ظاہر کرتا ہے کہ جہاد کا اصل مقصد انصاف، اخلاقی سالمیت، اور مظلوم کی حفاظت ہے، دہشت گردی نہیں۔

4. جہاد کے اخلاق: اسلام جہاد کے لیے سخت اخلاقی اصول فراہم کرتا ہے:

1. بے گناہ جانوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔
2. قیدیوں کے ساتھ انسانی سلوک کیا جائے۔
3. فصلوں، درختوں اور جانوروں کو بغیر وجہ نقصان نہ پہنچایا جائے۔
4. انتقام، لالچ یا ظلم کے کام ممنوع ہیں۔

حضرت ﷺ نے صحابہ کو ہدایت دی: حدود سے تجاوز نہ کرو، دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرو۔" (صحیح مسلم)

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

یہ اخلاقی اصول یہ یقینی بناتے ہیں کہ جہاد ایک جائز اور اخلاقی جدوجہد رہے، نہ کہ ذاتی یا سیاسی بدلے کا ذریعہ۔

5. نبوی اور خلفائے راشدین کی زندگی سے واقعات

(الف) حضرت محمد ﷺ: غزوہ بدر میں مسلمانوں نے جارحیت کے خلاف دفاع کیا اور جنگ میں سخت اخلاقی اصولوں کی پیروی کی۔ مدینہ میں امن کے لیے معاہدے قائم کیے، جو دکھاتے ہیں کہ جہاد صرف جسمانی نہیں بلکہ معاشرتی اور سفارتی بھی ہے۔

(ب) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ: خلافت کے دوران مرتدین کے خلاف دفاعی جہاد کیا اور اسلامی اتحاد کی حفاظت کی۔

(ج) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ: انھوں نے جنگ میں اخلاقی اصول نافذ کیے اور شہریوں اور ان کی ملکیت کی حفاظت کو یقینی بنایا۔

6. جدید دور میں جہاد کے معنی

• آج جہاد میں ذاتی ترقی، علمی کام، اور سماجی خدمت شامل ہے۔

• مظلوم کمیونٹی کی حمایت، انصاف کی ترویج، اور غلط معلومات کو روکنا جدید جہاد کے پہلو ہیں۔

• مالی، تعلیمی، اور اخلاقی کوششیں بھی جہاد فی سبیل اللہ کے دائرے میں آتی ہیں۔

جدید مسلمان سمجھیں کہ دہشت گردی، انتہا پسندی، اور بے گناہ پر حملے اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ اصل جہاد سچائی، انصاف، اور خود کی بہتری کی جدوجہد ہے۔

7. نتیجہ: اسلام میں جہاد ایک جامع تصور ہے جو روحانی، اخلاقی، فکری، مالی اور جسمانی جدوجہد کو شامل کرتا ہے۔ اس کا مقصد ذاتی تزکیہ، معاشرتی انصاف، اور دین کی حفاظت ہے۔ جہاد کو صرف تشدد یا دہشت گردی سے جوڑنا اس کے حقیقی مقصد کو مسخ کرتا ہے۔ قرآن، حدیث، اور صحابہ کرام کی زندگی ہمیں اخلاقی رہنمائی اور انصاف کی تعلیم دیتی ہے تاکہ مسلمان ذمہ داری سے جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لے سکیں۔

MCQs

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
1	جہاد کا لفظی مطلب کیا ہے؟	کوشش	لڑائی	نماز	صدقہ	A
2	حضرت ﷺ کے مطابق سب سے بڑا جہاد کون سا ہے؟	جہاد بالسیف	جہاد بالمال	جہاد بالنفس	جہاد بالقلم	C
3	جہاد بالقلم کس پر مبنی ہے؟	سچ لکھنا	فوج سے لڑنا	مال دینا	عوامی تقریر	A
4	کیا اسلام شہریوں کو نقصان پہنچانے کی اجازت دیتا ہے؟	ہاں	نہیں	کبھی کبھی	صرف ضرورت پر	B
5	کتاب پیغام اسلام نے دہشت گردی کو کیسے قرار دیا؟	جائز	ضروری	غیر اسلامی	مستحب	C

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

A	نماز	مال	ہتھیار	زبان / الفاظ	جہاد باللسان کس پر توجہ دیتا ہے؟	6
B	فصلیں تباہ کرنا	دشمن کا مال لوٹنا	شہریوں کی حفاظت	بے گناہوں کو قتل	جہاد میں اخلاقی سلوک کیا شامل ہے؟	7
A	مال اکٹھا کرنا	کاروبار کرنا	مال جمع کرنا	اللہ کی راہ میں دینا	جہاد بالمال سے مراد	8
D	سبھی	عورتوں	بچوں	بوڑھوں	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کی جان کو نقصان پہنچانے سے منع فرمایا؟	9
A	جہاد بالقلم	جہاد بالنفس	جہاد باللسان	جہاد بالمال	جہاد میں مالی تعاون کو کیا کہتے ہیں؟	10
D	سبھی	نفس کی تربیت	خیرات	تعلیم	جدید جہاد میں کیا شامل ہے؟	11
B	مال کے لیے	انتقام کے لیے	دین کی حفاظت کے لیے	ذاتی فائدے کے لیے	دفاعی جہاد کس کے لیے ہوتا ہے؟	12
D	سبھی	علی	عمر	ابو بکر	کون سے خلفاء راشدین نے جہاد میں اخلاقیات نافذ کیں؟	13
B	تعلیم	خیرات	انتہا پسندی	امن	جہاد کی غلط فہمی کس نتیجے میں آتی ہے؟	14
A	دلیری	لاچ	دھمکی	حسن نصیحت	قرآن کے مطابق حکمت اور --- کے ساتھ دعوت دو؟	15
B	دوستوں کے خلاف	مال کے خلاف	نفس کے خلاف	فوج کے خلاف	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ سب سے بہترین جہاد کون سا ہے؟	16
B	نیوٹرل	حوصلہ افزائی	اسلام میں حرام	جہاد کا حصہ	دہشت گردی کیا ہے؟	17
B	علم کی جدوجہد	مال کی جدوجہد	مسلح جدوجہد	روحانی جدوجہد	جہاد بالسیف کیا ہے؟	18
D	سبھی	ظلم	شہریوں کا قتل	چوری	اخلاقی جہاد کس چیز سے منع کرتا ہے؟	19
A	مستحب	حرام	روایتی جہاد	جدید جہاد	مظلوم کی حفاظت کس قسم کے جہاد میں آتی ہے؟	20

مختصر سوالات

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

سوال 1: جہاد کا لفظی مطلب کیا ہے؟

جواب: جہاد کا لفظی مطلب ہے "اللہ کی راہ میں کوشش" یا "جدوجہد"۔ اس میں ذاتی، اخلاقی، فکری، مالی اور جسمانی کوششیں شامل ہیں تاکہ انصاف اور نیکی قائم ہو۔

سوال 2: حضرت ﷺ کے مطابق سب سے بڑا جہاد کون سا ہے؟

جواب: سب سے بڑا جہاد جہاد بالنفس ہے، یعنی اپنی خواہشات اور نفس کی برائیوں کے خلاف جدوجہد تاکہ اخلاقی اور روحانی پاکیزگی حاصل ہو۔

سوال 3: جہاد بالقلم کس چیز پر مبنی ہے؟

جواب: جہاد بالقلم علم، لکھائی اور تعلیم کے ذریعے سچ پھیلانے، غلط فہمیوں کو دور کرنے، اور لوگوں کو نیکی کی طرف ہدایت دینے پر مبنی ہے۔

سوال 4: اسلام دہشت گردی کے بارے میں کیا موقف رکھتا ہے؟

جواب: اسلام دہشت گردی، بے گناہوں کو نقصان پہنچانے اور خوف پھیلانے کی سختی سے مخالفت کرتا ہے۔ کتاب پیغام اسلام (2018) بھی تصدیق کرتی ہے کہ دہشت گردی غیر اسلامی ہے۔

سوال 5: جہاد کے اخلاقی اصول کون سے ہیں؟

جواب:

- شہریوں کو نقصان نہ پہنچانا
- قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک
- غیر ضروری تباہی سے پرہیز
- انتقام یا لالچ سے بچنا

C. طویل سوالات

سوال 1: اسلام میں جہاد کی اقسام بیان کریں اور قرآن، حدیث اور صحابہ کی زندگی سے مثالیں دیں۔

جواب: اسلام میں جہاد مختلف اقسام میں تقسیم ہے:

1. جہاد بالسيف: ظلم کے خلاف مسلح جدوجہد، جیسے حضرت ﷺ نے بدر میں جنگ میں اخلاقی اصولوں کے ساتھ لڑائی کی۔

2. جہاد بالنفس: نفس کے خلاف جدوجہد، سب سے بڑا جہاد ہے۔

3. جہاد بالقلم: علم اور لکھائی کے ذریعے سچ پھیلانا، قرآن میں آیت 16:125 کے مطابق۔

4. جہاد باللسان: سچ بولنا اور انصاف کی تبلیغ۔

5. جہاد بالمال: اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا، جیسا قرآن 2:195 میں ہے۔

مثالیں: حضرت ابو بکر نے مرتدین کے خلاف دفاعی جہاد کیا، حضرت عمر نے شہریوں کی حفاظت کی۔ یہ دکھاتا ہے کہ جہاد روحانی، اخلاقی،

فکری، مالی اور جسمانی جدوجہد ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

سوال 2: جدید دور میں جہاد فی سبیل اللہ کے معنی بیان کریں اور اسے دہشت گردی سے الگ کریں۔

جواب: جدید دور میں جہاد فی سبیل اللہ ذاتی، فکری، اور سماجی کوششوں پر مشتمل ہے۔ اس میں مظلومین کی حمایت، تعلیم، خیرات، اور انصاف کی ترویج شامل ہے۔ اسلام بے گناہوں کو نقصان پہنچانے، خوف پھیلانے یا ذاتی یا سیاسی فائدے کے لیے تشدد کی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن (16:125) اور حدیث (مسند احمد) میں بتایا گیا ہے کہ سب سے بہترین جہاد نفس کے خلاف جدوجہد ہے۔ کتاب پیغام اسلام (2018) بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ دہشت گردی غیر اسلامی ہے۔ لہذا جدید جہاد معاشرتی انصاف، اخلاقی اصول، اور روحانی ترقی کے لیے ہے، جبکہ دہشت گردی قرآن کی تعلیمات کی خلاف ورزی ہے۔

باب ششم

سبق نمبر 33: حضرت امام زین العابدین

تعارف: سیدنا زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نَبِي كَرِيم خَاتَم النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے خاندان کے عظیم فرد، حضرت امام حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے صاحب زادے ہیں۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا نام علی، کنیت ابو الحسن، لقب زین العابدین (عبادت گزاروں کی زینت) اور سید الساجدین (کثرت سے سجدہ کرنے والا) ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں 38 ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے دو سال اپنے دادا حضرت علی المرتضیٰ کم الله وجه الکرم، دس سال اپنے تایا حضرت امام حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور تیس (23) سال اپنے والد حضرت امام حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی تربیت میں گزارے اور مختلف علوم حاصل کیے۔

عبادت و ریاضت: امام زین العابدین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی عبادت اور تقویٰ میں بڑی شہرت تھی، اس بنا پر انھیں 'زین العابدین' کہا جاتا ہے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ کثرت سے نوافل پڑھا کرتے تھے، اسی وجہ سے زین العابدین مشہور ہوئے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جب نماز کے لیے وضو فرماتے تو چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور جسم پر لرز طاری ہو جاتا، پوچھنے والے کو بتاتے کہ تم نہیں جانتے کہ میں اب کس ذات کے سامنے جا کر کھڑا ہونے والا ہوں؟ غربا و مساکین اور دیگر مستحقین کی مدد کرنا آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنا دینی فریضہ سمجھتے تھے۔ رات کے اندھیرے میں غربا و مساکین کی ضروریات پوری کرتے اور فرماتے کہ جو صدقہ رات کے اندھیرے میں دیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور سائل تک پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دور کے بہت بڑے محدث امام زہری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بارے میں فرماتے ہیں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے افضل خاندان قریش میں، میں نے کوئی نہیں دیکھا۔

حضرت سعید بن مسیب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ: مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا فرمان ہے کہ سیدنا علی بن حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کوئی افضل شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

امام مالک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ: امام مالک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ خانوادہ رسول خَاتَم النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ میں علی بن حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جیسا قدر منزلت والا کوئی نہیں۔

امام شافعی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ: امام شافعی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے انھیں مدینہ منورہ کا نامور فقیہ قرار دیا ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

یہ اس مبارک دور کی بات ہے جب مدینہ منورہ میں نامور صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اور معروف تابعین موجود تھے۔ مدینہ منورہ میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے قرآن کی تفسیر، احادیث نبویہ کی روایت اور شریعت کے حلال و حرام کا علم حاصل کرنے والوں میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے فرزند محمد باقر اور ان کے علاوہ زہری، عمر و بن دینار، ہشام بن عروہ، یحییٰ بن سعید وغیرہ جیسے اہل علم شامل ہیں۔ ابو سلمہ اور امام طاؤس وغیرہ نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے احادیث بھی روایت کیں۔

ہشام بن عبد الملک: حضرت امام زین العابدین انتہائی سادہ زندگی بسر کرتے تھے حتیٰ کہ حج کے موقع پر جب ہشام بن عبد الملک (حاکم وقت) نے حضرت امام زین العابدین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو پہچاننے سے انکار کیا

قصیدہ قَزْدَقِي: مشہور عرب شاعر قَزْدَقِي نے حضرت امام زین العابدین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شان میں جو قصیدہ پڑھا، اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

هَذَا الَّذِي تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطَائِي تَدُوُّ
یہ وہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہیں جنہیں مکہ کی سر زمین ان کے قدموں کے نشانات سے پہچانتی ہے

وَالْبَيْتُ يَغْرِفُهُ وَالْحَجُّ وَالْحَرَمُ
اللہ کا گھر (خانہ کعبہ) اور مکہ سے باہر کی سر زمین اور حرم ان کو پہچانتا ہے

هَذَا ابْنُ خَيْرٍ عِبَادِ اللَّهِ كَلِمُهُمْ
یہ بہترین بندگانِ خدا کے فرزند ہیں

هَذَا النَّقِيُّ النَّقِيُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ
یہ پرہیزگار، پاک و پاکیزہ اور ہدایت کا پرچم ہیں

تصانیف: امام زین العابدین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی کتب میں ”صحیفہ سجادیہ“ کے نام سے دعاؤں پر مشتمل ایک کتاب بہت مشہور ہے، جو اہل تشیع میں حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی معروف کتاب ”نہج البلاغہ“ کے بعد، دوسری اہم ترین کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ نامور مصری مفسر امام طنطاوی لکھتے ہیں کہ ”میں نے جب بھی اس کتاب میں ذکر و مناجات پڑھے ہیں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ مخلوق کے عام کلام سے بالخصوص جزب و کیف میں کیے گئے اذکار ہیں۔ امام زین العابدین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک اور تصنیف ”رسالہ الحقوق“ کے نام سے بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کے علاوہ، انسان کے اپنے اوپر حقوق، کان، ناک، آنکھ اور زبان وغیرہ اعضا کے حقوق ذکر کیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں غیر مسلموں کے حقوق کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

اخلاق و صفات: حضرت امام جعفر صادق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد حضرت امام زین العابدین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ہمیشہ یہ حالت رہی کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ دن کو روزہ رکھتے اور رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دیتے۔ افطار کے وقت جب کھانا اور پانی سامنے آتا تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے کہ میرے باپ اور بھائی بھوکے اور پیاسے شہید ہوئے۔ افسوس یہ کھانا اور پانی ان کو نہ ملا اور رونے لگتے، یہاں تک کہ بمشکل چند لقمے کھاتے اور چند گھونٹ پانی پیتے۔

واقعہ کربلا میں کردار: سانحہ کربلا 61 ہجری کے وقت آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی عمر مبارک 23 سال تھی۔ اس وقت بیمار تھے اور واقعہ کربلا میں سچ جانے والے افراد میں سے تھے۔ آپ کو خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ دمشق میں اموی حکمران یزید کے سامنے لایا گیا۔ کوفہ اور شام میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اسلام کی حقانیت اور ظلم و عدل کے موضوع پر کئی خطبات دیے جو اپنا ایک خاص علمی، ادبی اور روحانی مقام رکھتے ہیں۔

معروف سیرت نگار ابن سعد ’طبقات‘ میں لکھتے ہیں کہ ”مسلل بیمار رہنے کے باوجود سیدنا علی بن حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ میدان کربلا میں موجود تھے۔ 10 محرم کو نماز ظہر پر سیدنا حسین بن علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان سے آخری ملاقات کی، ان کو اپنی انگوٹھی سوہنی اور خاص نصیحتیں کیں، لیکن بیماری کی شدت کی بنا پر وہ لڑائی میں شرکت نہ کر سکے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA)

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

وفات: 25 محرم 95ھ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 57 برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور اپنے تایا سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پہلو میں جنت البقیع (بقیع غرقہ) مدینہ میں دفن ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ معروف شخصیات ہیں۔

MCQs

No.	سوال	A	B	C	D	جواب
1	زین العابدین کا معنی ہے:	عبادت گزاروں کی زینت	کثرت سے سجدہ کرنے والے	کثرت سے خرچ کرنے والے	صلح کرنے والے	A
2	واقعہ کربلا کے وقت حضرت سیدنا زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر تھی:	اکیس سال	تیس سال	بچیس سال	ستائیس سال	B
3	حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ کارنگ متغیر ہو جاتا:	رات کے وقت	وضو کرتے وقت	خطبہ دیتے وقت	صدقہ کرتے وقت	B
4	حضرت سیدنا زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق صدقہ:	اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے	رزق میں اضافہ کرتا ہے	تنگی دور کرتا ہے	غریبوں کا حق ہے	A
5	حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپرد خاک ہوئے:	دمشق میں	بصرہ میں	کوفہ میں	مدینہ منورہ میں	D
6	امام زین العابدین کا اصل نام ہے:	عبد اللہ	علی	ابو الحسن	عبدالرحمن	B
7	امام زین العابدین کی کنیت ہے:	عبد اللہ	علی	ابو الحسن	عبدالرحمن	C
8	سید الساجدین کا معنی ہے:	عبادت گزاروں کی زینت	کثرت سے سجدہ کرنے والے	کثرت سے خرچ کرنے والے	صلح کرنے والے	B
9	حضرت امام زین العابدین پیدا ہوئے:	مکہ میں	مدینہ میں	بصرہ میں	کوفہ میں	B
10	حضرت امام زین العابدین کس سن ہجری میں پیدا ہوئے؟	30 ہجری	34 ہجری	38 ہجری	40 ہجری	C
11	امام زین العابدین کا شمار ہوتا ہے:	صحابہ میں	تابعین میں	تابع تابعین میں	صوفیاء میں	B
12	امام زین العابدین کے دادا کا کیا نام تھا؟	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	A
13	حضرت امام حسن کے وصال کے وقت امام زین العابدین کی عمر مبارک تھی:	8 سال	10 سال	12 سال	14 سال	B
14	امام زین العابدین کی شہرت کی وجہ ہے:	عبادت اور تقویٰ	کربلا	تہنائی	فیاضی	A
15	کس نے امام زین العابدین کو مدینہ منورہ کا نامور فقہی قرار دیا؟	امام حنیفہ	امام حنبل	امام شافعی	امام مالک	C

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

16	امام زین العابدین کے مشہور فرزند تھے:	امام حنیفہ	امام محمد باقر	امام شافعی	امام مالک	B
17	حج کے موقع پر کس شاعر نے امام زین العابدین کی شان میں قصیدہ پڑھا؟	فرزدق	عبداللہ بن ثابت	عبداللہ بن قیس	امام مالک	A
18	حج کے موقع کس حاکم وقت نے آپ کو پہچاننے سے انکار کر دیا:	مروان بن حکم	ولید بن عبد الممالک	ہشام بن عبد الملک	امام مالک	C
19	واقعہ کربلا کب پیش آیا؟	60 ہجری	61 ہجری	62 ہجری	63 ہجری	B
20	امام زین العابدین کی مشہور کتاب کا نام ہے:	صحیفہ سجاد یہ	مقدمہ ابن خلدون	تذکرۃ اولیا	صحیفہ صادقہ	A
21	حضرت امام زین العابدین کی وفات ہوئی:	25 محرم 90 ہجری	25 محرم 95 ہجری	20 محرم 90 ہجری	20 محرم 95 ہجری	B
22	وفات کے وقت حضرت امام زین العابدین کی عمر مبارک تھی:	50 سال	53 سال	57 سال	60 سال	C

مختصر سوالات

سوال 1: حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام اور کنیت لکھیں۔

جواب: سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم کے خاندان کے عظیم فرد، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحب زادے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام علی، کنیت ابو الحسن، لقب زین العابدین (عبادت گزاروں کی زینت) اور سید الساجدین (کثرت سے سجدہ کرنے والا) ہے۔

سوال 2: حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ لقب کس سبب سے ہے؟

جواب: امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت اور تقویٰ میں بڑی شہرت تھی، اس بنا پر انھیں زین العابدین کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ کثرت سے نوافل پڑھا کرتے تھے، اسی وجہ سے زین العابدین مشہور ہوئے۔

سوال 3: حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میدان کربلا میں اپنے والد ماجد سے آخری ملاقات کا حال لکھیں۔

جواب: معروف سیرت نگار ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ ”مسلل بیمار رہنے کے باوجود سیدنا علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میدان کربلا میں موجود تھے۔ 10 محرم کو نماز ظہر پر سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان سے آخری ملاقات کی، ان کو اپنی انگوٹھی سوئی اور خاص نصیحتیں کیں، لیکن بیماری کی شدت کی بنا پر وہ لڑائی میں شرکت نہ کر سکے۔“

سوال 4: حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس وجہ سے کربلا میں جنگ میں شرکت نہ کر سکے؟

جواب: حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیماری کی شدت کی وجہ سے کربلا میں جنگ میں شرکت نہ کر سکے۔

سوال 5: حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

جواب: 25 محرم 95ھ میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے 57 برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور اپنے تالیف نامہ حسن بن علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پہلو میں جنت البقیع (بقيع غرقد) مدینہ میں دفن ہوئے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی اولاد میں حضرت امام محمد باقر رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ حضرت عیسیٰ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ حضرت زید رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ معروف شخصیات ہیں۔

سوال 6: حضرت امام زین العابدین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی تصانیف کے نام لکھیں۔

جواب: حضرت امام زین العابدین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی درج ذیل تصانیف ہیں:

- صحیفہ سجادیہ
- رسالۃ الحقوق

سبق 34: امام زید بن علی رضی اللہ عنہ

تعارف: حضرت امام زید بن علی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ، حضرت امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے بیٹے اور حضرت امام حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پوتے ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ اہل بیت اطہار رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ میں نمایاں شخصیت ہیں۔

ولادت باسعادت: آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی ولادت باسعادت 76 ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضرت امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے بیٹوں میں حضرت امام باقر رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے بعد آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ بلند قامت، حسین و جمیل اور باوقار شخصیت کے حامل انسان تھے۔ حضرت امام زید بن علی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے حضرت محمد بن حنفیہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی پوتی سیدہ ریطہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ سے نکاح فرمایا۔

حلیف القرآن: آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے صرف تیرہ سال کی عمر میں قرآنی علوم میں مہارت حاصل کی اور ”حلیف القرآن“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ابتدائی تعلیم: آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے اسلام کی اشاعت تبلیغ کے لیے حجاز، شام اور عراق کا سفر کیا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے بیشتر علوم اپنے والد حضرت امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ سے اور اپنے بھائی حضرت امام باقر رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ سے حاصل کیے۔

امام باقر رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی سرپرستی: جب آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے والد ماجد حضرت امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی وفات ہوئی تو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی عمر 18 برس تھی، والدہ کی وفات کے بعد آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ اپنے بھائی حضرت امام باقر رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی سرپرستی میں آگئے۔

اسلامی علم و فنون کے ماہر: حضرت امام زید بن علی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ مدینہ منورہ کے جید اور اکابر علماء میں مرکزی حیثیت رکھتے تھے، مختلف اسلامی علوم و فنون کے ماہر تھے، قراءت، علوم قرآنیہ، عقائد، اور علم الکلام پر انھیں مکمل عبور حاصل تھا۔

تابعی کا درجہ: علم اصول حدیث کے ماہرین نے آپ کو حدیث روایت کرنے میں تابعین میں سے شمار کیا ہے۔ کیوں کہ آپ نے جن صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی زیارت کی ان میں حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ شامل ہیں، جن کا وصال صحابہ کرام میں سب سے آخر میں ہوا۔

علمی مرتبہ: آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے بھتیجے حضرت امام جعفر صادق رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے علمی مرتبے کے بارے میں فرمایا:

اللہ کی قسم! حضرت زید بن علی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ ہم میں سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والے، اللہ کے دین کی سب سے زیادہ سمجھ رکھنے والے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اللہ کی قسم دنیا اور آخرت میں اب ہم میں ان کے مثل کوئی بھی موجود نہیں اللہ میرے چچا پر رحم فرمائے وہ سردار تھے۔

نمایاں اوصاف: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً دو سال حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا اور ان کو فقیہ، عالم، حاضر جواب اور مسائل میں خوب وضاحت کرنے والا پایا۔ آپ کے علم کا یہ عالم تھا کہ محدثین میں امام ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔

حکومت اسلامیہ کے قیام کی کوششیں: حکومت اسلامیہ کے قیام اور بقا کی جو کوششیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خصوصاً آپ کے دادا جان حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ کربلا 61 ہجری میں کی تھیں، اس کے تسلسل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت میں ان تھک کوششیں کیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے مظالم کے خلاف آواز بلند کی تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ساتھ دیا۔ اہل بیت نبوت کے اس عظیم چشم و چراغ سے عوام الناس کی محبت کا یہ عالم تھا کہ چالیس ہزار لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

فقہ زیدیہ: ”فقہ زیدیہ“ آپ کی نسبت ہی سے مشہور ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد یمن میں باقاعدہ طور پر آپ سے منسوب زیدی حکومت بھی قائم ہوئی۔ آپ کے پیروکاروں کی ایک بڑی تعداد یمن میں پائی جاتی ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آباؤ اجداد کی سیرت و سنت پر عمل پیرا ہو کر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ظلم و جور کی حامل قوتوں کا خوب مقابلہ کیا اور اپنے دادا جان حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح زندہ و جاوید ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو کتاب و سنت کی پیروی اور جابر حکمرانوں سے جہاد اور محروم افراد کی حمایت کی دعوت دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے جید عالم تھے اور آپ کی علمی آرا میں قرآن مجید کو مرکزیت حاصل تھی۔ آپ کے شاگردوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ مختلف موضوعات پر آپ نے متعدد اہم کتب تصنیف فرمائیں۔

اتحاد امت: حضرت امام زید رحمۃ اللہ علیہ میں اتحاد امت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے ”واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ رات کے تارے میرے ہاتھ لگیں اور وہاں سے گر کر میرا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اللہ اس کے عوض میں امت محمدیہ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَآصْحَابِهِ وَسَلَّمَ میں اتحاد پیدا فرمادے۔“

وصال: خلافت اسلامیہ کے قیام کی اسی جدوجہد میں آپ نے بیالیس (42) برس کی عمر میں 122 ہجری کو جام شہادت نوش کیا۔ حجاز اور شام کو ملانے والی مشہور شاہراہ موتہ کے شمال میں بائیس (22) کلومیٹر کے فاصلے پر ”ربہ“ کے مقام پر آپ کا مزار ہے۔

MCQs

No.	سوال	A	B	C	D	ج
1	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے:	حلیف القرآن	زین العابدین	امین الامت	ترجمان القرآن	A
2	والد ماجد کی وفات کے وقت حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تھی:	آٹھ سال	اٹھارہ سال	اٹھائیس سال	اڑتیس سال	B
3	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب فقہ ہے:	فقہ اثنا عشریہ	فقہ جعفریہ	فقہ حنفیہ	فقہ زیدیہ	D
4	وصال کے وقت حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تھی:	بیالیس برس	چوالیس برس	چھالیس برس	اڑتالیس برس	A

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

B	ساتھ ہزار افراد نے	پچاس ہزار افراد نے	چالیس ہزار افراد نے	تیس ہزار افراد نے	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی:	5
A	امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام ہے:	6
B	امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا کا نام ہے:	7
C	78 ہجری	76 ہجری	74 ہجری	72 ہجری	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی:	8
D	مدینہ منورہ	شام	کوفہ	مکہ مکرمہ	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کہاں پیدا ہوئے؟	9
A	16 سال	15 سال	14 سال	13 سال	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید میں مہارت کتنے برس میں حاصل کی؟	10
A	سیدہ زینب رحمۃ اللہ علیہ	سیدہ اُمّ کلثوم رحمۃ اللہ علیہ	سیدہ نفیسہ رحمۃ اللہ علیہ	سیدہ ریطہ رحمۃ اللہ علیہ	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح ہوا:	11
C	حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ	حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سیدہ ریطہ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا کا نام ہے:	12
D	حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ	حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ سرپرستی میں آگئے:	13
A	راوی	صحابی	تابع تابعی	تابعی	علم اصول حدیث کے ماہرین نے آپ کو حدیث روایت کرنے میں شمار کیا ہے:	14
B	حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت ابوالطفیل عامر بن وائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے کس صحابی کی زیارت کی؟	15
B	کوئی نہیں	باپ	چچا	بھائی	حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امام زید بن علی کا کیرا شہنشاہ ہے؟	16
A	امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے تقریباً دو سال علمی استفادہ کیا:	17
B	70 ہجری	65 ہجری	61 ہجری	60 ہجری	واقعہ کربلا کب پیش آیا؟	18
D	یمن میں	کوفہ میں	مکہ میں	مدینہ میں	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں کی بڑی تعداد پائی جاتی ہے:	19

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

A	حدیث کو	فقہ کو	سنت نبوی کو	قرآن مجید کو	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی آرائیں مرکزی حیثیت حاصل تھی:	20
B	126 ہجری	124 ہجری	122 ہجری	120 ہجری	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے کب وصال پایا؟	21
C	مدینہ منورہ میں	ربہ میں	کوفہ میں	مکہ مکرمہ میں	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے:	22

مختصر سوالات

سوال نمبر 1: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 76 ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں میں حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بلند قامت، حسین و جمیل اور باوقار شخصیت کے حامل انسان تھے۔ حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی سیدہ ریطہ رحمۃ اللہ علیہ سے نکاح فرمایا۔

سوال نمبر 2: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنے والے محدثین میں سے دو کے نام لکھیں۔

جواب: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنے والے محدثین کے نام درج ذیل ہیں:

- امام ابو داؤد
- امام ترمذی
- امام نسائی
- امام ابن ماجہ

سوال نمبر 3: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ علمی مرتبے کے متعلق حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مرتبے کے بارے میں فرمایا:

اللہ کی قسم! حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ ہم میں سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والے، اللہ کے دین کی سب سے زیادہ سمجھ رکھنے والے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اللہ کی قسم دنیا اور آخرت میں اب ہم میں ان کے مثل کوئی بھی موجود نہیں اللہ میرے چچا پر رحم فرمائے وہ سردار تھے۔

سوال نمبر 4: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت اسلامیہ کے قیام اور بقاء کی کوششوں کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حکومت اسلامیہ کے قیام اور بقاء کی جو کوششیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خصوصاً آپ کے دادا جان حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ کربلا 61 ہجری میں کی تھیں، اس کے تسلسل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت میں ان تھک کوششیں کیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے مظالم کے خلاف آواز بلند کی تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ساتھ دیا۔ اہل بیت نبوت کے اس عظیم چشم و چراغ سے عوام الناس کی محبت کا یہ عالم تھا کہ چالیس ہزار لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

سوال نمبر 5: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ کیسے سرانجام دیا؟

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

جواب: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آباؤ اجداد کی سیرت و سنت پر عمل پیرا ہو کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ظلم و جور کی حامل قوتوں کا خوب مقابلہ کیا اور اپنے دادا جان حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح زندہ و جاوید ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو کتاب و سنت کی پیروی اور جابر حکمرانوں سے جہاد اور محروم افراد کی حمایت کی دعوت دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے جید عالم تھے اور آپ کی علمی آرا میں قرآن مجید کو مرکزیت حاصل تھی۔ آپ کے شاگردوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ مختلف موضوعات پر آپ نے متعدد اہم کتب تصنیف فرمائیں۔

سبق نمبر 35: اصحاب رسول ﷺ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تعارف: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کانام عبداللہ اور کنیت ابو موسیٰ تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والد کا نام قیس اور والدہ کا نام طیبہ تھی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے رہنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق یمن کے مشہور قبیلہ اشعر سے تھا۔ اسی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعری مشہور ہوئے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت پر اسلام لائیں اور مدینہ میں وفات پائی۔

قبول اسلام: مکہ مکرمہ میں اسلام کا سورج طلوع ہونے کا خبر سن کر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہ حق کی تلاش کے لیے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰصْحَابِہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ اپنے خاندان کو دعوت دینے کے لیے یمن لوٹ گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوششوں سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کے پچاس افراد نے اسلام قبول کیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن سے ایک جماعت کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اس وقت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰصْحَابِہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰصْحَابِہِ وَسَلَّمَ فتح خیبر کے بعد مدینہ منورہ واپس آ رہے تھے۔

یمن کے عامل: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰصْحَابِہِ وَسَلَّمَ نے یمن پر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل مقرر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: **بَيْرًا وَلَا تُعَيِّرًا، وَلَا تُنْفِرًا، وَلَا تُنْفِرًا، وَلَا تُنْفِرًا وَلَا تُنْفِرًا** (صحیح مسلم 4526) ترجمہ: تم دونوں آسانی پیدا کرنا، مشکل میں نہ ڈالنا، خوش خبری دینا، دور نہ بھگانا، آپس میں اتفاق رکھنا اور اختلاف نہ کرنا۔

اخلاق و عادات: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت متقی، پرہیزگار اور نیک سیرت صحابی تھے۔ خشیت الہی، اتباع رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰصْحَابِہِ وَسَلَّمَ توکل، شرم و حیا، اُمت مسلمہ کی خیر خواہی، سادگی، خدمت رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰصْحَابِہِ وَسَلَّمَ تقویٰ اور پرہیزگاری آپ کی سیرت کے نمایاں اوصاف تھے۔

حجۃ الوداع میں شرکت: دس ہجری میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰصْحَابِہِ وَسَلَّمَ نے حج کا اعلان فرمایا تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے حج کرنے کے لیے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰصْحَابِہِ وَسَلَّمَ نے پوچھا ”عبداللہ بن قیس!“ کیا تم حج کے ارادے سے آئے ہو؟ عرض کی: جی ہاں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰصْحَابِہِ وَسَلَّمَ، نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰصْحَابِہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا نیت کیا تھی؟ انھوں نے جواب دیا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰصْحَابِہِ وَسَلَّمَ کی نیت ہے، وہی میری نیت ہے۔ ارشاد فرمایا قربانی ساتھ لائے ہو؟ عرض کی نہیں، حکم ہوا تم طواف اور سعی کر کے احرام کھول دو۔

وفات: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذوالحجہ کے مہینے میں 44 ہجری کو وفات پائی، وفات کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر تقریباً 61 سال تھی۔

حاصل کلام: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہے ہمیں چاہیے کہ ان کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰصْحَابِہِ وَسَلَّمَ کی اطاعت کریں، تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

MCQs

No.	سوال	A	B	C	D	جواب
-----	------	---	---	---	---	------

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

1	ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا اصل نام تھا:	عبداللہ بن قیس	زید بن ثابت	انس بن مالک	مالک بن نویرہ	A
2	نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر کیا:	بین کا	بصرہ کا	کوفہ کا	مصر کا	A
3	عہد رسالت میں کتنے لوگوں کو فتویٰ دینے کی اجازت تھی؟	دو	چار	پچھ	آٹھ	C
4	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی سیرت کا سب سے نمایاں وصف تھا:	قرآن مجید	توکل	سادگی	صبر و تحمل	A
5	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:	تین سو بیس	تین سو چالیس	تین سو ساٹھ	تین سو اسی	C
6	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی کنیت تھی:	عبداللہ بن قیس	ابوموسیٰ	زید بن ثابت	ابو حسن	B
7	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے والد کا نام تھا:	قیس	زید	انس	حسن	A
8	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام تھا:	فاطمہ	آمنہ	طیبہ	خدیجہ	C
9	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعلق تھا:	کوفہ سے	بصرہ سے	بین سے	ایران سے	C
10	ان کی کوششوں سے ان کے قبیلے کے کتنے افراد نے اسلام قبول کیا؟	50	60	70	80	A
11	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ و کوفہ کا والی مقرر فرمایا:	زید بن ثابت	معاذ بن جبل	ابوموسیٰ اشعری	انس بن مالک	C
12	”نہر ابی موسیٰ“ کے نام سے نہر تعمیر کروائی:	مدینہ میں	بصرہ میں	کوفہ میں	بین میں	B
13	”سرتاپا علم کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں“ یہ فرمان ہے:	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا	D
14	نبی کریم فرماتے تھے: انہیں حصہ ملا ہے:	لحن داؤدی علیہ السلام سے	لحن عیسیٰ علیہ السلام سے	لحن ابراہیم علیہ السلام سے	لحن ابوب علیہ السلام سے	A
15	کون سے خلیفہ فرمائش کر کے ان سے قرآن سنتے تھے؟	حضرت عمر	حضرت ابو بکر	حضرت عثمان	حضرت علی	A
16	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے وفات پائی:	40 ہجری	44 ہجری	48 ہجری	50 ہجری	B
17	وفات کے وقت عمر تھی:	60 سال	61 سال	62 سال	63 سال	B

مختصر سوالات:

سوال 1: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام اور کنیت لکھیں۔

جواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کا نام عبداللہ اور کنیت ابوموسیٰ تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والد کا نام قیس اور والدہ کا نام طیبہ تھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بین کے رہنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بین کے مشہور قبیلہ اشعر سے تھا۔ اسی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعری مشہور ہوئے۔

سوال 2: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

4	صحیفہ صادقہ مرتب کرنے والی شخصیت ہیں:	عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما	عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما	عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما	عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	B
5	حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زندگی ہمارے لیے سب سے اہم سبق ہے:	صبر و تحمل کا	عفو و درگزر کا	علم و فن سے محبت کا	سادگی کا	C
6	حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے والد کا نام ہے:	عمرو بن العاص	زید بن ثابت	عبداللہ بن مسعود	انس بن مالک	A
7	حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ کا نام ہے:	ریبہ بنت منبہ	طیبہ بنت حارث	آمنہ بنت زید	فاطمہ بنت عوف	A
8	کس صحابی نے اپنے والد سے پہلے اسلام قبول کیا؟	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ	حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	C
9	حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروی احادیث کی تعداد ہے:	360	700	750	900	B
10	حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وفات ہوئی:	60 ہجری	65 ہجری	70 ہجری	75 ہجری	B
11	حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما عربی زبان کے علاوہ کس زبان پر عبور حاصل تھا:	اردو	ہندی	عبرانی	انگش	C

مختصر سوالات

سوال 1: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد اور والدہ کا نام لکھیں۔

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ، کنیت ابو محمد اور ابو عبدالرحمن تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام عمرو بن العاص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور والدہ کا نام ریبہ بنت منبہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے پہلے اسلام قبول کیا۔

سوال 2: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زہد و تقویٰ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: زہد و تقویٰ حضرت عبداللہ عمرو بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کا نمایاں پہلو تھا۔ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ کی مصاحبت سے جو وقت باقی بچتا، وہ یاد الہی میں گزارتے تھے۔ دن بھر روزے کی حالت میں رہتے اور رات عبادت میں گزارتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد نے بارگاہ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی راہبانہ زندگی کی شکایت کی تو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو والد کی اطاعت کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا:

”عبداللہ! روزے رکھو اور افطار کرو، نمازیں پڑھو اور آرام کرو، بیوی بچوں کا حق ادا کرو یہی میرا طریقہ ہے، جو میرے طریقے سے اعراض کرے گا وہ میری امت سے نہیں ہے“ (صحیح بخاری: 6134)

سوال 3: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہل بیت اطہار سے محبت کا کوئی ایک واقعہ بیان کریں۔

جواب: حضرت رجا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں ایک مرتبہ جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، وہاں حضرت عبداللہ بن عمرو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد نبوی میں آتے

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

ہوئے دیکھ کر کہا: ”کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں آگاہ نہ کروں جو آسمان والوں کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں؟ فرمایا: ”وہ یہ ہیں جو تمہارے سامنے تشریف لارہے ہیں یعنی حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔“

سوال 4: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علم حدیث کے حوالے سے خدمات واضح کریں۔

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم کے ارشادات و ملفوظات کا ایک مجموعہ جمع کیا، جسے صحیفہ صادقہ کہا جاتا ہے، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں سے دیکھ کر جواب دیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مجموعے کو نہایت عزیز رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ یہ وہ صحیفہ حق ہے جس کو میں نے تمہارا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم سے سن کر جمع کیا تھا۔

سوال 5: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے 65 ہجری میں فسطاط میں وفات پائی۔

طویل سوالات

سوال 1: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی خدمات تحریر کریں۔

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ، کنیت ابو محمد اور ابو عبدالرحمن تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور والدہ کا نام ریطہ بنت منبہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد سے پہلے اسلام قبول کیا۔

کاتب حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما زیادہ وقت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم کی بارگاہ میں گزارتے اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم کی زبان مبارک سے جو الفاظ ادا ہوتے تھے، وہ لکھ لیتے تھے۔

صحیفہ صادقہ کی تدوین: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم کے ارشادات و ملفوظات کا ایک مجموعہ جمع کیا، جسے صحیفہ صادقہ کہا جاتا ہے، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں سے دیکھ کر جواب دیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مجموعے کو نہایت عزیز رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ یہ وہ صحیفہ حق ہے جس کو میں نے تمہارا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم سے سن کر جمع کیا تھا۔

علم و فضل: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی احادیث کی تعداد تقریباً سات سو (700) ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں علم و فضل کے لحاظ سے ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عبرانی زبان پر بھی عبور تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مجھ سے زیادہ احادیث یاد تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حلقہ درس میں شرکت کرنے کے لیے لوگوں کو دروازے کے ممالک سے سفر کر کے حاضر ہوتے اور حدیث کا علم حاصل کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل علم کی بہت زیادہ عزت و احترام کرتے تھے۔

زُہد و تقویٰ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے زہد و تقویٰ کی وجہ سے بہت زیادہ مشہور تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔

حاصل کلام: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زندگی میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم کے احکام کی روشنی میں زندگی گزاریں اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے نمایاں کردار ادا کریں، اسی میں ہمارے دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی ہے۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ

تعارف: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عمرو، کنیت ابو امیہ تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام امیہ بن خویلد تھا۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

قبولِ اسلام: حضرت عمرو بن امییر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آغاز اسلام میں مسلمانوں کے مخالف تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غزوہ بدر اور غزوہ احد میں مشرکین مکہ کی طرف سے شرکت کی اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ حضرت عمرو بن امییر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد کے بعد نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

نجاشی کے دربار میں سفیر اسلام: کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی میں سفارت کاری کو اہم حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ سفارت کاری کے ذریعے ہی سے دوسرے ممالک کے ساتھ معاشی اور سیاسی تعلقات استوار ہوتے ہیں 6 ہجری میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امییر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاہ حبشہ نجاشی کے پاس اسلام کی دعوت کا خط دے کر بھیجا۔ اس خط میں نجاشی کو دعوت اسلام دینے کے علاوہ مہاجرین کی میزبانی کی سفارش اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام نکاح کا پیغام بھی شامل تھا۔

نجاشی کا قبولِ اسلام: نجاشی نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

سریہ میں شرکت: حضرت عمرو بن امییر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سریہ میں بھی شرکت کی۔ ابوسفیان کے حکم پر ایک اعرابی نے مسجد نبوی میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی کوشش کی۔

اس کے حملہ کرنے سے پہلے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ارادہ بھانپ لیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسے گرفتار کر لیا، چونکہ اس سازش کا اصل محرک ابوسفیان تھا، لہذا نبی کریم رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امییر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلمہ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوسفیان کا کام تمام کرنے کے لیے مکہ مکرمہ بھیجا، لیکن وہاں پر قریش مکہ کو خبر ہونے کی وجہ سے یہ لوگ واپس نکل آئے۔ راستے میں ان لوگوں کی ملاقات عبداللہ بن مالک اور ابو بنو ذیل کے آدمی سے ہوئی، حضرت عمرو بن امییر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ کا سر قلم کر دیا۔ حضرت عمرو بن امییر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شجاعت و بہادری اور جرات و دلیری میں عربوں میں سے ممتاز تھے۔

مروئی احادیث: حضرت عمرو بن امییر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی 20 احادیث کتابوں میں موجود ہیں۔

وفات: حضرت عمرو بن امییر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات 60 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔

MCQs

No	سوال	A	B	C	D	جواب
1	حضرت عمرو بن امییر کی کنیت ہے:	ابو امیہ	ابو بکر	ابو سلمہ	ابو عبد الرحمن	A
2	حضرت عمرو بن امییر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا:	غزوہ احد کے بعد	غزوہ خیبر کے بعد	غزوہ تبوک کے بعد	غزوہ حنین کے بعد	A
3	نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے شاہ حبشہ نجاشی کے دربار میں سفیر بنا کر بھیجا:	حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو	حضرت معاذ بن جبلؓ کو	حضرت عمرو بن امییرؓ کو	حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کو	C
4	حضرت عمرو بن امییر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:	بیس	چالیس	ساٹھ	اسی	A
5	حضرت عمرو بن امییر کی تاریخ وفات ہے:	۱۱ھ	۱۰ھ	۸ھ	۷ھ	B
6	نبی کریم ﷺ نے کس سن ہجری میں حضرت عمرو بن امییر کو سفیر بنا کر بھیجا؟	4 ہجری	6 ہجری	8 ہجری	10 ہجری	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عمرو والد کا نام عاص ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ بنو سہم سے تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد اپنے قبیلے کے سردار اور بڑے تاجر تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت سے 47 برس پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ میں ہی پرورش پائی، اپنے والد کے ساتھ تجارت کا یہ پیشہ اختیار کیا اور مختلف تجارتی سفر کیے۔ اسی دوران مختلف ملکوں کے لوگوں سے ملتے جلتے رہے، جس کی وجہ سے آپ کے تجربے اور عقل و دانش میں بہت اضافہ ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاروبار کے لیے لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا تھا۔

آباء اجداد کا فن:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچپن ہی سے سپہ گری اور شہ سواری کا فن سیکھا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے: سپہ گری اور شہ سواری میرے آباء اجداد کا فن ہے اور میں اسے انسان کا سب سے بڑا جوہر سمجھتا ہوں۔

قبول اسلام: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح مکہ سے پہلے آٹھ ہجری میں حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ بارگاہ رسالت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ ان تینوں کے اسلام لانے پر رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لوگوں کے بہت خوش ہونے اور فرمایا: ”مکہ والوں نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف پھینک دیے ہیں۔“

معرکہ ذات السلاسل: رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و بہادری کی وجہ سے بہت سی جنگوں میں انہیں مختلف ذمہ داریاں سونپیں۔ معرکہ ذات السلاسل میں دو سو مجاہدین پر امیر بنا کر بھیجے گئے اور شان دار کامیابی حاصل کی۔

سفارت کاری کا تجربہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفارت کاری کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ قبول اسلام سے پہلے اور اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے سفارتی مہموں میں بھرپور طریقے سے حصہ لیا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس صلاحیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں عمان میں سفیر بنا کر بھیجا۔ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمان روانہ کیا، وہاں پہنچ کر انھوں نے وہاں کے حاکم سے ملاقات کی، انہیں اسلام کی دعوت دی، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے متاثر ہو کر انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ خلافت راشدہ کے دور میں بھی وہ خلافت اسلامیہ کے نمائندے کی حیثیت سے رومی اور ایرانی وفدوں کے سفارت کاروں میں شامل رہے۔ تمام ادوار میں ان کی سفارت کاری بڑی نمایاں نظر آتی ہے۔

شجاعت و بہادری / جنگی قیادت: حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شجاعت و بہادری کی خبر انہیں عمان ہی میں ملی اور وہ اسے سن کر مدینہ منورہ واپس آگئے۔ یہاں آئے ہوئے ابھی انہیں کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فوج کی کمان دے کر فلسطین بھیج دیا۔ اس کارروائی میں انھوں نے نمایاں کردار ادا کیا، اسی طرح دریائے اردن کے مغربی علاقے کی فتح میں ان کا نمایاں کردار تھا۔ آپ جنگ اجنادین، یرموک اور فتح دمشق میں شریک ہوئے مگر ان کا اصل کارنامہ فتح مصر ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر تشریف لائے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے تنہائی میں ملاقات کی اور کہا کہ انہیں مصر پر حملہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اجازت دے دی، یمن کے چار ہزار مجاہدوں کو جن کا تعلق ایک ہی قبیلے سے تھا، ان کی کمان میں دے دیا اور انھوں نے اسی وقت مجاہدین کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ انھوں نے مصر کی سرحد میں داخل ہو کر سب سے پہلے عریش اور اس کے بعد فرسا اور بلمس وغیرہ کے شہر فتح کیے، پھر مصر کے رومی سپہ سالار تھیوڈور سے سخت مقابلہ ہوا جس میں بہت سے رومی مارے گئے اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ 20 ہجری میں بابل شہر فتح کیا اور 21 ہجری میں خون ریز جنگ کے بعد اسکندریہ ان کے زیر اقتدار آگیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارہائے نمایاں: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدل و انصاف کا حکمہ قائم کیا، ٹیکس کے قواعد و ضوابط مقرر کیے اور فسطاط شہر کی بنیاد رکھی، جس کا نام چوتھی صدی ہجری میں قاہرہ پڑ گیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو سال کے مختصر عرصے میں مصر جیسا بڑا ملک فتح کر کے اپنی شجاعت و دلیری اور جنگی قیادت کا لوہا منوایا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر مصریوں کی بڑی تعداد نے اسلام قبول کیا۔

نمایاں اوصاف: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلیٰ درجے کے منتظم تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش گفتار، قادر الکلام خطیب، سیاست دان اور سپہ سالار تھے۔ ادب اور شاعری سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص رغبت تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشہور اقوال میں سے ایک قول ہے کہ: ”ہزار لائق آدمیوں کی موت سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا ایک نالائق آدمی کے صاحب اختیار ہوجانے سے پہنچ جاتا ہے۔“

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت: رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شجاعت و بہادری کی تعریف کی اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم کی دعا کیا کرتے تھے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا: ”عمرو بن العاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قریش کے نیک لوگوں میں سے ہیں۔“ (جامع ترمذی: 3845)

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

وصال: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انتالیس (39) احادیث مروی ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 43 ہجری میں مصر میں وفات پائی۔

کثیر الامتخانی سوالات

No	سوال	A	B	C	D	ج
1	حضرت عمرو بن العاص کے قبیلے کا نام تھا:	بنو عدی	بنو سہم	بنو تیم	بنو ثقیف	B
2	حضرت عمرو بن العاص نے کن کے ہمراہ اسلام قبول کیا؟	حضرت خالد بن ولید	حضرت طلحہ	حضرت ابوسفیان	ابوموسیٰ اشعری	A
3	حضرت عمرو بن العاص کا خاصہ تھا:	سفارت کاری	فقہ	خانہ کعبہ کی تولیت	تجارت	A
4	حضرت عمرو بن العاص نے بنیاد رکھی:	فسطاط کی	بصرہ کی	کوفہ کی	دمشق کی	A
5	حضرت عمرو بن العاص سے مروی احادیث کی تعداد ہے:	انتالیس	تینتالیس	سیڑتالیس	اکاون	A
6	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام ہے:	عاص	ولید	مغیرہ	طلحہ	A
7	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے:	مدینہ منورہ میں	مکہ مکرمہ میں	شام میں	کوفہ میں	B
8	حضرت عمرو بن العاص ہجرت سے کتنے برس پہلے پیدا ہوئے؟	40 سال	45 سال	47 سال	50 سال	C
9	حضرت عمرو بن العاص کے آباؤ اجداد کا فن ہے:	سپہ گری اور شہسواری	سفارت کاری	ادب و شاعری	منتظم	A
10	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا:	6 ہجری	7 ہجری	8 ہجری	9 ہجری	C
11	معرکہ ذات السلاسل میں آپ کو امیر بنا کر بھیجا گیا:	50 مجاہدین پر	100 مجاہدین پر	150 مجاہدین پر	200 مجاہدین پر	D
12	نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص کو سفیر بنا کر بھیجا:	مصر میں	عمان میں	فلسطین میں	شام میں	B
13	حضور ﷺ کے وصال کی خبر حضرت عمرو بن العاص کو ملی:	مصر میں	عمان میں	فلسطین میں	شام میں	B
14	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوج کی کمان دے کر بھیجا:	مصر میں	عمان میں	فلسطین میں	شام میں	C
15	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل کارنامہ ہے:	فتح مصر	فتح دمشق	فتح فلسطین	فتح عمان	A
16	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بابل شہر فتح کیا:	15 ہجری	18 ہجری	20 ہجری	22 ہجری	C
17	حضرت عمرو بن العاص نے اسکندریہ شہر فتح کیا:	15 ہجری	18 ہجری	20 ہجری	21 ہجری	D
18	قاہرہ شہر کا پرانا نام ہے:	بصرہ	فسطاط	بلبس	بابل	B
19	کس صدی ہجری میں فسطاط شہر کا نام قاہرہ پڑا؟	دوسری صدی ہجری	تیسری صدی ہجری	چوتھی صدی ہجری	پانچویں صدی ہجری	C
20	ہزار لائق آدمیوں کی موت سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا ایک نالائق آدمی کے صاحب اختیار ہو جانے پہنچتا ہے۔ یہ قول ہے:	حضرت امام زین ابی علی کا	حضرت عمرو بن العاص کا	حضرت انس بن مالک کا	حضرت جابر بن عبد اللہ کا	B
21	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی:	40 ہجری	43 ہجری	45 ہجری	47 ہجری	B
22	حضرت عمرو بن العاص نے کہاں وفات پائی؟	مصر میں	فسطاط میں	بلبس میں	بابل میں	A

مختصر سوالات

سوال 1: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کب اسلام قبول کیا؟

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح مکہ سے پہلے آٹھ ہجری میں حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ بارگاہ رسالت خاتم النبیین ﷺ کے پاس پہنچے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو قبول فرمایا۔

سوال 2: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے وقت نبی کریم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "مکہ والوں نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف چھینک دیے ہیں۔"

سوال 3: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کون سے دو شہر فتح کیے؟

جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بابل اور دمشق شہر فتح کیے:

- دمشق
- فرسا

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

- بلبس
- عَرِيش

سوال 4: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و بہادری کے متعلق مختصر آیتیں۔

جواب: حضور خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے وصال کی خبر انھیں عمان ہی میں ملی اور وہ اسے سن کر مدینہ منورہ واپس آگئے۔ یہاں آئے ہوئے ابھی انھیں کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں فوج کی کمان دے کر فلسطین بھیج دیا۔ اس کارروائی میں انھوں نے نمایاں کردار ادا کیا، اسی طرح دریائے اردن کے مغربی علاقے کی فتح میں ان کا نمایاں کردار تھا۔ آپ جنگ اجنادین، یرموک اور فتح دمشق میں شریک ہوئے مگر ان کا اصل کارنامہ فتح مصر ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام تشریف لائے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے تنہائی میں ملاقات کی اور کہا کہ انھیں مصر پر حملہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں اجازت دے دی، یمن کے چار ہزار مجاہدوں کو جن کا تعلق ایک ہی قبیلے سے تھا، ان کی کمان میں دے دیا اور انھوں نے اسی وقت مجاہدین کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ انھوں نے مصر کی سرحد میں داخل ہو کر سب سے پہلے عَرِيش اور اس کے بعد فرسا اور بلبس وغیرہ کے شہر فتح کیے، پھر مصر کے رومی سپہ سالار تھیوڈورس سخت مقابلہ ہوا جس میں بہت سے رومی مارے گئے اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ 20 ہجری میں بابل شہر فتح کیا اور 21 ہجری میں خون ریز جنگ کے بعد اسکندریہ ان کے زیر اقتدار آگیا۔

سوال 5: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت کاری کے متعلق مختصر آیتیں کریں۔

جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفارت کاری کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ قبول اسلام سے پہلے اور اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے سفارتی مہموں میں بھر پور طریقے سے حصہ لیا۔ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے ان کی اس صلاحیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انھیں عمان میں سفیر بنا کر بھیجا۔ رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ و عمان روانہ کیا، وہاں پہنچ کر انھوں نے وہاں کے حاکم سے ملاقات کی، انھیں اسلام کی دعوت دی، حضور خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا دعوتی گرامی نامہ پہنچایا، جس سے متاثر ہو کر انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ خلافت راشدہ کے دور میں بھی وہ خلافت اسلامیہ کے نمائندے کی حیثیت سے رومی اور ایرانی و فود سے ملنے والے سفارت کاروں میں شامل رہے۔ تمام ادوار میں ان کی سفارت کاری بڑی نمایاں نظر آتی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

تعارف: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام جابر اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ کی والدہ کا نام نُسبہ تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام عبد اللہ تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا اپنے قبیلہ کے رئیس تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت عقبہ ثانیہ میں اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ احد میں جام شہادت نوش فرمایا۔

والد کی وصیت: غزوہ احد سے پہلے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر چند نصیحتیں فرمائیں۔ بیٹا! میری خواہش ہے کہ میں احد کا پہلا شہید بنوں، اگر ایسا ہو تو میرے اوپر جو قرض ہے وہ ادا کرنا اور اپنی بہنوں کا خیال رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواہش کو قبول کیا اور آپ غزوہ احد میں شہید ہو گئے۔

بیوہ عورت سے نکاح: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اپنے والد کی شہادت کے بعد ایک بیوہ عورت سے صرف اس وجہ سے نکاح کیا تاکہ ان کی بہنوں کی تربیت کے ساتھ گھر کا نظام بھی بہتر انداز میں چل سکے۔

والد کے قرض کی ادائیگی: جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کی شہادت ہوئی تو وہ مقروض تھے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے باغ کی کھجوریں پک گئیں تو میں نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میرے باغ میں تشریف لائیں اور اپنے دست مبارک سے قرض خواہوں میں ان کا قرض تقسیم فرمادیں اور قرض خواہ میرے قرض سے کچھ معاف فرمادیں تاکہ ہماری طرف سے قرض ادا ہو جائے۔ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ تشریف لے گئے، کھجوروں کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کا حکم دیا اور اس کے ارد گرد تین چکر لگائے پھر کھجوریں تقسیم کرنے کا حکم دیا، قرض ادا ہو گیا لیکن کھجوروں کے ڈھیر میں کچھ کی نہ آئی اور وہ جوں کا توں رہا۔ (صحیح بخاری: 3580)

غزوات میں شرکت: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر اور احد میں شرکت کرنے کا عزم کیا۔ لیکن کم عمری کی وجہ سے ان کے والد نے انھیں جہاد میں حصہ لینے سے منع کر دیا۔ باقی غزوات میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت گرم جوشی کے ساتھ شرکت کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انیس (19) غزوات میں آپ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ شرکت فرمائی۔

ذوق علم: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم حدیث کا اس قدر شوق تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث سننے کے لیے مہینوں کی مسافت طے کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک حدیث روایت کرنے کے لیے تھی اور وہ شام میں رہتے تھے۔ جب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو انھوں نے ایک اونٹ خرید اور اس پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچے اور وہ حدیث سنی، اس سے آپ کے ذوق علم کا پتا چلتا ہے۔

صحیفہ جابر بن عبد اللہ: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۱۵۴۰ احادیث مروی ہیں۔ رسول اللہ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی حدیثوں کا ایک مجموعہ صحیفہ جابر بن عبد اللہ کے نام سے آپ کی طرف منسوب ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

درس حدیث: تحصیل علم سے فراغت کے بعد مسجد نبوی خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَآصْحَابِهِ وَسَلَّمَ میں درس حدیث کا آغاز کیا۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ اور مصر تک لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم حاصل کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلقہ درس خاص شہرت رکھتا تھا۔ دور دراز کے شہروں سے لوگ علم حدیث کے حصول کے لیے آپ کے درس میں شرکت کرتے تھے۔

باجامعت نماز کا اہتمام: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَآصْحَابِهِ وَسَلَّمَ میں نماز پڑھنے کے لیے ایک میل کا سفر طے کر کے آتے تھے۔ سادہ زندگی: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت سادہ زندگی گزاری۔ ایک بار چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر پر ملنے آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سرکہ پیش کیا اور فرمایا: بسم اللہ سے نوش فرمائیں، سرکہ کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اگر کسی کے پاس احباب آئیں تو جو کچھ میسر ہو وہ پیش کر دے اس میں کوتاہی یا کنجوسی نہ کرے۔ اسی طرح مہمان کا فرض ہے کہ وہ اسے بخوشی قبول کرے، اسے حقیر نہ سمجھے کیوں کہ تکلف میں دونوں کی ہلاکت ہے۔

نمایاں اوصاف: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت استقامت والے، جوش ایمانی، جرأت اظہار حق، امر بالمعروف، اتباع سنت اور اعلیٰ اخلاق کی خوبیوں پر فائز تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوات نبوی میں بڑی دلیری اور ثابت قدمی کا بڑی دلیری اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔

وصال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات 74 ہجری میں ہوئی۔

کثیر الانتخابی سوالات

No	سوال	A	B	C	D	ج
1	حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام ہے:	عبد اللہ	عبد الرحمن	عبد الکریم	عبد الجبار	A
2	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو دفن کیا گیا:	جنت البقیع	جنت المعلیٰ	میدان احد	میدان بدر	C
3	حضرت جابر بن عبد اللہ نے جن غزوات میں شرکت فرمائی ان کی تعداد ہے:	15	17	19	21	C
4	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سن وفات ہے:	64 ہجری	74 ہجری	84 ہجری	94 ہجری	B
5	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:	540	640	740	840	A
6	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے:	ابو عبد اللہ	عبد الرحمن	عبد الکریم	عبد الجبار	A
7	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام ہے:	اُمّ عمارہ	نسبہ	اُمّ سلیم	حضرت اما	B
8	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا:	بیت عقبہ ثانیہ	بیت عقبہ اولیٰ	خانہ کعبہ میں	مدینہ منورہ میں	A
9	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درس حدیث کا آغاز کیا:	مکہ سے	شام سے	مسجد نبوی سے	مسجد کوفہ سے	C
10	صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے آئے تو آپ نے انہیں پیش کیا:	کھجوریں	سرکہ	جو	شہد	B

مختصر سوالات

سوال 1: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد نے انہیں کیا وصیت فرمائی؟
جواب: غزوہ احد سے پہلے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر چند نصیحتیں فرمائیں۔ بیٹا! میری خواہش ہے کہ میں احد کا پہلا شہید بنوں، اگر ایسا ہو تو میرے اوپر جو قرض ہے وہ ادا کرنا اور اپنی بہنوں کا خیال رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواہش کو قبول کیا اور آپ غزوہ احد میں شہید ہو گئے۔

سوال 2: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نمایاں اوصاف تحریر کریں۔
جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت استقامت والے، جوش ایمانی، جرأت اظہار حق، امر بالمعروف، اتباع سنت اور اعلیٰ اخلاق کی خوبیوں پر فائز تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوات نبوی میں بڑی دلیری اور ثابت قدمی کا بڑی دلیری اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔

سوال 3: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔
جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام جابر اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ کی والدہ کا نام نسبہ تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام عبد اللہ تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا اپنے قبیلہ کے رئیس تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت عقبہ ثانیہ میں اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ احد میں جام شہادت نوش فرمایا۔

سوال 4: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے غزوات میں شرکت کی؟

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

جواب: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر اور احد میں شرکت کرنے کا عزم کیا۔ لیکن کم عمری کی وجہ سے ان کے والد نے انہیں جہاد میں حصہ لینے سے منع کر دیا۔ باقی غزوات میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت گرم جوشی کے ساتھ شرکت کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انیس (19) غزوات میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ شرکت فرمائی۔

سوال 5: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحیفہ کا نام لکھیں۔

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۱۵۴۰ احادیث مروی ہیں۔ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ کی حدیثوں کا ایک مجموعہ صحیفہ جابر بن عبد اللہ کے نام سے آپ کی طرف منسوب ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تعارف: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام انس، کنیت ابو حمزہ اور لقب خادم رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بنو نجار سے تھا جو انصار مدینہ کا ایک معزز قبیلہ تھا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ سے دس سال پہلے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

قبول اسلام: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلہ کے اکثر افراد حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے قبل توحید و رسالت کے علم بردار ہو چکے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے بھی بیعت عقبہ ثانیہ سے پیشتر دین اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضرت انس کے والد نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت عقبہ ثانیہ میں حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ کے دست مبارک پر مکہ مکرمہ جاکر بیعت کی تھی۔ اس طرح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا گھر نور ایمان سے روشن تھا۔

خادم رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ نے مدینہ منورہ میں اقامت اختیار فرمائی تو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور درخواست کی کہ انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنی خدمت میں قبول فرما لیجئے۔ آپ نے منظور فرمایا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خادم رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ کے لقب سے شہرت پائی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم کی وفات تک اپنے فرض کو نہایت احسن انداز سے انجام دیا، آپ کم و بیش دس برس نبی کریم کی خدمت میں رہے اور آپ کو ہمیشہ اس شرف پر ناز رہا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ فجر کی نماز پہلے در اقدس پر حاضر ہو جاتے اور دو پہر کو اپنے گھر واپس آتے، ظہر کے وقت پھر حاضر ہوتے اور عصر تک رہتے، نماز عصر پڑھ کر اپنے گھر کا رخ کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر و حضر میں ہمیشہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ رہتے تھے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ نے دس برس نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبت سے ”انس“ کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ کی دُعا: اللہ تعالیٰ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کثیر اولاد سے نوازا تھا اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ کی دعا کا اثر تھا۔ ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا فرمائیے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ نے دیر تک دعا کی اور آخر میں یہ کلمات زبان مبارک سے ارشاد فرمائے: ”اللّٰهُمَّ اٰتِنَا مَالًا وَّوَالِدَةً وَّوَارِثًا لِّهٖ فِیْمَا اَعْطَيْتَهُ“

ترجمہ: اے اللہ! انس کے مال میں اضافہ فرما اور اس کی اولاد زیادہ کر اور جو تو نے اس کو عطا فرمایا ہے، اس میں برکت دے۔ (صحیح مسلم: 2480)

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰحِبَّاهِ وَسَلَّمَ کی دُعا کا اثر: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے کہ دو باتیں پوری ہوئیں اور تیسری کا منتظر ہوں۔ مال کی یہ حالت تھی کہ انصار میں کوئی شخص ان کے برابر مال دار نہ تھا۔ اولاد میں اس قدر برکت تھی کہ آپ کے بیٹوں، بیٹیوں اور پوتوں کی تعداد 100 سے زیادہ تھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے محبت: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی اولاد سے بہت محبت تھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر اپنے مکان پر رہتے تھے اور اپنے بیٹوں کو خود تعلیم دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تابعین میں خاص عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم کا اثر تھا۔ تعلیم و تعلم کے علاوہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہر تیر انداز بھی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹوں کو خود تیر اندازی سکھاتے تھے۔

سادہ مزاج: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت فیاض تھی۔ آپ نہایت ملنسار اور صبر و استقامت والے تھے۔ گفت گو بہت سادہ اور راست گوئی سے فرماتے تھے، ہر فقرہ تین بار دہراتے، کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو تین بار اجازت طلب کرتے اور انتہائی سادہ کھانا تناول فرماتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جو قرب حاصل تھا اس کی وجہ سے ہر شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ نمایاں اوصاف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث روایت کرنے میں انتہائی اہم مقام حاصل ہے۔ علم و حدیث کی طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم فقہ میں بھی کمال حاصل تھا۔ حب رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم و اتباع سنت، امر بالمعروف اور حق گوئی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نمایاں اوصاف تھے۔ حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جو قرب حاصل تھا اس کی وجہ سے محبت: حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جو قرب حاصل تھا اس کی وجہ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ صبح اٹھ کر کانشانہ نبوت کی زیارت سے آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے تھے، صبح کاذب کی تاریکی میں حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ کم سن بچہ بستر راحت سے اٹھتا اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جو قرب حاصل تھا اس کی وجہ سے وہ شمع نبوت پر پروانہ وار فریفتہ تھے۔ کتاب حدیث: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار ان جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ہوتا ہے جن کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ عنہ وسلم نے حدیث قلم بند کرنے کی تلقین فرمائی اور انھوں نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو لکھ کر محفوظ فرمایا۔

وصال: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترانوے (۹۳) ہجری میں وفات پائی۔ وفات سے قبل چند ماہ بیمار رہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرد شاگردوں اور عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا تھا اور دور و نزدیک سے لوگ عیادت کو آتے تھے۔ بصرہ میں وصال فرمانے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخری صحابی رسول ہیں۔

کثیر الانتخابی سوالات

No	سوال	A	B	C	D	ج
1	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے:	ابو حمزہ	ابو بکر	ابو تراب	ابوصالح	A
2	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں:	حضرت ام ایمنؓ	حضرت ام سلیمؓ	حضرت ام عمارہؓ	حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ	B
3	نبی کریم ﷺ حضرت انسؓ کو محبت سے جس نام سے مخاطب فرماتے تھے:	انیس	عمیر	ادیس	فضیل	A
4	حضرت انس بن مالکؓ کو کمال حاصل تھا:	علم حدیث میں	علم انساب میں	علم نجوم میں	علم فلکیات میں	A
5	حضرت انس بن مالکؓ کا لقب ہے:	خادم رسول	امی الامۃ	ترجمان القرآن	سیف اللہ	A
6	حضرت انس بن مالکؓ کا تعلق ہے:	قبیلہ اوس سے	قبیلہ خزرج سے	بنو نجار سے	بنو ہوزان سے	C
7	حضرت انس بن مالکؓ پیدا ہوئے:	مکہ مکرمہ میں	مدینہ منورہ میں	شام میں	کوفہ میں	B
8	حضرت انس بن مالکؓ ہجرت سے کتنے برس پہلے پیدا ہوئے؟	10 سال	12 سال	14 سال	16 سال	A
9	حضرت انس بن مالکؓ کی والدہ نے دین اسلام قبول کیا:	بیعت اولیٰ میں	بیعت عقبہ ثانیہ میں	مکہ میں	مدینہ میں	B
10	حضرت ام سلیمؓ نے دوسرا نکاح کیا:	حضرت ابوطالبؓ سے	حضرت زبیرؓ سے	حضرت عبداللہؓ سے	حضرت زیدؓ سے	A
11	حضرت انس بن مالکؓ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت کی:	5 برس	8 برس	10 برس	12 برس	C
12	حضرت انسؓ کے بیٹے، بیٹیوں اور پوتے پوتیوں کی تعداد تھی:	50 سے زیادہ	80 سے زیادہ	100 سے زیادہ	200 سے زیادہ	C
13	حضرت انس بن مالکؓ تعلیم و تعلم کے علاوہ ماہر _____ تھے۔	تیر انداز	تیر اک	سپہ سالار	نیزہ باز	A
14	نبی کریم ﷺ نے حضرت انسؓ کو تلقین فرمائی:	قرآن نقل کرنے کی	نقل حدیث	سخاوت کی	ان میں سے کوئی نہیں	B
15	حضرت انس بن مالکؓ نے وفات پائی:	60 ہجری	70 ہجری	80 ہجری	93 ہجری	D
16	حضرت انس بن مالکؓ نے وصال فرمایا:	مکہ میں	مدینہ میں	بصرہ میں	کوفہ میں	C
17	بصرہ میں وصال فرمانے والے آخری صحابی ہیں:	حضرت جابرؓ	حضرت عمروؓ	حضرت انسؓ	حضرت عبداللہؓ	C
18	حضرت انس بن مالکؓ کی طبیعت تھی:	فیاض	کنجوس	سخت	غصے والی	A

مختصر سوالات

سوال 1: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام اُس، کنیت ابو حمزہ اور لقب خادم رسول خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بنو نجار سے تھا جو انصار مدینہ کا ایک معزز قبیلہ تھا۔ حضرت اُس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت نبوی خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے دس سال پہلے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

سوال 2: حضرت اُس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے سال نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت کی؟

جواب: حضرت اُس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم کی وفات تک اپنے فرض کو نہایت احسن انداز سے انجام دیا، آپ کم و بیش دس برس نبی کریم کی خدمت میں رہے اور آپ کو ہمیشہ اس شرف پر ناز رہا۔

سوال 3: نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضری کے حوالے سے حضرت اُس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا معمول تھا؟

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ فجر کی نماز پہلے در اقدس پر حاضر ہو جاتے اور دو پہر کو اپنے گھر واپس آتے، ظہر کے وقت پھر حاضر ہوتے اور عصر تک رہتے، نماز عصر پڑھ کر اپنے گھر کا رخ کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر و حضر میں ہمیشہ نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ رہتے تھے۔ نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبت سے ”انہیں“ کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔ حضرت اُس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس برس نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت کی، لیکن اس عرصے میں آپ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نہ کبھی خفا ہوئے اور نہ کبھی کسی کام کے بارے میں یہ فرمایا کہ اب تک کیوں نہ ہوا۔

سوال 4: نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت اُس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کیا دعا فرمائی؟

جواب: ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ حضرت اُس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اُس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا فرمائیے۔ نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے دیر تک دعا کی اور آخر میں یہ کلمات زبان مبارک سے ارشاد فرمائے: ”اللَّهُمَّ اكْتُبْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَنَارَكَ لَهُ فِيمَا اعْطَيْتَهُ“

ترجمہ: اے اللہ! اُس کے مال میں اضافہ فرما اور اس کی اولاد زیادہ کر اور جو تو نے اس کو عطا فرمایا ہے، اس میں برکت دے۔ (صحیح مسلم: 2480)

سوال 5: حضرت اُس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند صفات بیان کریں۔

جواب: حضرت اُس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث روایت کرنے میں انتہائی اہم مقام حاصل ہے۔ علم و حدیث کی طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم فقہ میں بھی کمال حاصل تھا۔ حب رسول خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ اتباع سنت، امر بالمعروف اور حق گوئی حضرت اُس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نمایاں اوصاف تھے۔

سبق نمبر 36: صحابیاتِ رسول

حضرت شفا بنت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام شفا اور والد کا نام عبد اللہ بن عبد شمس تھا۔ حضرت شفا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام فاطمہ بنت وہب تھا۔ حضرت شفا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت ابو حشمہ بن حذیفہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہجرت سے قبل اسلام قبول کیا۔ حضرت شفا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے بہت محبت تھی۔ آپ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کبھی کبھی ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ انھوں نے نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے لیے علیحدہ بچھونا بنا رکھا تھا، جس پر آپ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے تشریف فرما ہوتے اور اس میں آپ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا پسینہ مبارک جذب ہوتا تھا، جس سے خوشبو آتی رہتی تھی، حضور اکرم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی استعمال کردہ چیزیں یقیناً بڑی متبرک ہیں، حضرت شفا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد ان کی اولاد نے ان تبرکات کو نہایت احتیاط سے محفوظ رکھا۔ نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک مکان بھی عنایت فرمایا تھا، جس میں وہ اپنے بیٹے کے ساتھ رہائش پذیر تھیں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی حضرت شفا رضی اللہ تعالیٰ عنہا لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند احادیث بھی روایت کی ہیں۔ حضرت شفا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرویات کی تعداد بارہ ہے۔ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی میں مسلمان خواتین کے لیے سبق ہے کہ وہ اپنی زندگیوں کو اللہ

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

تعالیٰ نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی روشنی میں گزریں۔ زندگی میں مختلف شعبہ جات میں نمایاں کردار ادا کریں اور ملک و ملت کا نام روشن کریں۔

حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام سھد یار ملہ تھا، آپ کی کنیت ام سلیم اور لقب غمیصا اور رمیصا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام طحان بن خالد تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ نام ملیکہ بنت مالک تھا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح مالک بن نضر سے ہوا۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اوائل اسلام میں مدینہ منورہ میں اسلام قبول کیا۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر مشرک تھے۔ مذہب تبدیل کرنے پر اصرار کی وجہ سے وہ ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں فوت ہو گئے۔ بعد میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کرنے کی شرط عائد کی۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو اپنا مہر معاف کرتے ہوئے کہا: ”میرا مہر اسلام ہے۔“

حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے صاحب زادے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں خدمت کے لیے پیش کیا۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غزوات میں بھی حصہ لیا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی چند عورتوں اور خصوصاً حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غزوات میں ساتھ رکھتے تھے۔ یہ خواتین لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں، غزوہ احد، غزوہ خیبر اور غزوہ حنین میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شرکت فرمائی۔ غزوہ حنین میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہاتھ میں خنجر لیے ہوئے تھیں، نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم انھیں نے پوچھا اس خنجر سے کیا کروگی؟ بولیں اگر کوئی مشرک قریب آئے گا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ان جواب سن کر تبسم فرمانے لگے۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چند حدیثیں بھی مروی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مسائل دریافت کرتے تھے۔

حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمت محبت تھی۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہاں پانی کی مشک سے منہ لگا کر پانی پیا تو انھوں نے مشک کا وہ ٹکڑا کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا، کیوں کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مبارک اس سے مس ہوئے تھے۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت صابر، مستقل مزاج اور سخاوت کرنے والی خاتون تھیں۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جنت میں گیا تو مجھے آہٹ محسوس ہوئی میں نے کہا کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ غمیصا بنت طحان ہیں۔ ایک مرتبہ نبی کریم نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کے ساتھ تشریف فرما تھے، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہیں کھانے کی دعوت دینے کے لیے بھیجا ہے، انھوں نے عرض کیا: جی، نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لے کر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھ کر گھبرائے گئے۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا اب کیا کیا جائے؟ کھانا بہت کم ہے اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ایک کثیر تعداد کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہایت استقلال سے جواب دیتے ہوئے کہا، ان باتوں کو اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم انھیں نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ (صحیح بخاری: 810)

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

عہد بنو امیہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیے گئے۔ حجاج بن یوسف نے ان کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا۔ تین دن گزرنے پر حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کنیز کو ساتھ لے کر اپنے بیٹے کی لاش پر آئیں لاش اٹھی لگی تھی دل تھام کر اس منظر کو دیکھا اور نہایت استقلال سے کہا "کیا اس سوار کے گھوڑے سے اترنے کا ابھی وقت نہیں آیا"

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نیک طبع خاتون تھیں، حق گوئی ان کا خاص شعار تھا۔ نہایت صابرہ تھیں۔ حجاج بن یوسف جیسے ظالم اور جابر کے سامنے وہ حق گوئی سے کام لیتی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ایک ماں کے لیے قیامت تھی لیکن اس میں انھوں نے جس عزم و ہمت، صبر و تحمل اور استقلال سے کام لیا اس کی مثال تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔ حد درجہ خود دار، باہمت اور تواضع و انکسار کی پیکر تھیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم ﷺ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے چھپن (56) احادیث روایت کی ہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تہتر (73) ہجری میں 100 سال کی عمر میں وفات پائی۔

کثیر الامتخانی سوالات

No	سوال	A	B	C	D	ج
1	حضرت ام ابیمن کا آبائی علاقہ تھا:	شام	مصر	حبشہ	ایران	C
2	حضرت ام ابیمن نے غزوات میں خدمت سرانجام دی:	زنجیوں کو پانی پلانے کی	دشمن کا مقابلہ کرنے کی	زرہ تیار کرنے کی	تیر اندازی کی	A
3	جنگ یمامہ میں حضرت ام عمارہ کے... شہید ہوئے:	بیٹے	بھائی	شوہر	غلام	A
4	حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی ہیں:	حضرت ام عمارہ	حضرت ام عطیہؓ	حضرت صفیہؓ	حضرت اسماءؓ	D
5	حضرت اسماءؓ کے بیٹے کا نام تھا:	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	حضرت عبداللہ بن عمرؓ	حضرت عبداللہ بن عمروؓ	A
6	حضرت ام ابیمن کا نام ہے:	برقا	نسیمیہ	صفیہ	عطیہ	A
7	حضرت ام ابیمن کا خادمہ تھیں:	حضرت ابو بکرؓ	حضور ﷺ کے والد کی	حضرت عمرؓ	حضرت عثمانؓ کی	B
8	حضرت ام ابیمن کا نکاح ہوا:	حضرت بلالؓ سے	حضرت زید بن حارثہؓ سے	حضرت انسؓ سے	حضرت جابرؓ سے	B
9	حضرت ام ابیمن کے بیٹے کا نام ہے:	حضرت بلالؓ	حضرت اسماءؓ	حضرت انسؓ	حضرت جابرؓ	B
10	نبی کریم ﷺ فرماتے تھے ام ابیمن میری:	بہن ہیں	بیٹی ہیں	ماں ہیں	خالہ ہیں	C
11	حضرت ام عمارہ کا نام ہے:	برقا	عطیہ	صفیہ	نسیمیہ	D
12	حضرت ام عمارہ کا قبیلہ تھا:	قریش	اوس	خزرج	بنو نجار	D
13	حضرت ام عمارہ کے بیٹے کا نام ہے:	حضرت حبیبؓ	حضرت اسماءؓ	حضرت انسؓ	حضرت جابرؓ	A
14	جنگ یمامہ کے سپہ سالار ہیں:	حضرت زیدؓ	حضرت اسماءؓ	حضرت خالد بن ولیدؓ	حضرت جابرؓ	C
15	کس جنگ میں مسلمانوں کو مارا گیا؟	جنگ موتہ	جنگ یمامہ	جنگ صفین	جنگ جمل	B
16	حضرت ام عمارہ نے وفات پائی:	10 ہجری	11 ہجری	12 ہجری	13 ہجری	D
17	حضرت ام عمارہ نے کہاں وفات پائی؟	مکہ	مدینہ	شام	مصر	B
18	حضرت اسماءؓ کا لقب ہے:	ذات النطاقین	خادم رسول ﷺ	ام عمارہ	ام ہانی	A
19	حضرت اسماءؓ کے والد کا نام ہے:	حضرت عبدالرحمنؓ	حضرت ابو بکرؓ	حضرت خالدؓ	حضرت جابرؓ	B
20	حضرت اسماءؓ کہاں پیدا ہوئیں؟	مکہ	مدینہ	طائف	عراق	A
21	حضرت اسماءؓ ہجرت سے کتنے سال پہلے پیدا ہوئیں؟	25 سال	27 سال	29 سال	30 سال	B
22	حضرت اسماءؓ کے شوہر کا نام ہے:	حضرت زبیرؓ	حضرت ابو بکرؓ	حضرت خالدؓ	حضرت جابرؓ	A
23	حضرت اسماءؓ کا ایمان لانے والوں میں نمبر تھا:	دسواں	پندرہواں	اٹھارہواں	بیسواں	C
24	ہجرت مدینہ کے بعد حضرت اسماءؓ نے قیام کیا:	تبوک میں	طائف میں	حنین میں	قبا میں	D
25	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کیا:	یزید نے	حجاج نے	معاویہ نے	عمر بن سعد نے	B
26	حضرت اسماءؓ سے احادیث مروی ہیں:	56	65	75	85	A
27	حضرت اسماءؓ نے وفات پائی:	70ھ	73ھ	75ھ	77ھ	B
28	وفات کے وقت حضرت اسماءؓ کی عمر تھی:	80 سال	100 سال	120 سال	125 سال	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

مختصر سوالات

سوال 1: نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے وصال کے وقت حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رونے کا سبب کیا تھا؟
جواب: 11 ہجری میں نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے وصال فرمایا تو حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سخت مغموم تھیں اور رو رہی تھیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھایا کہ رسول اللہ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر چیز موجود ہے فرمانے لگیں: یہ خوب معلوم ہے اور یہ رونے کا سبب بھی نہیں، میں تو اس لیے رو رہی ہوں کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس جواب کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ بھی ان کے ساتھ مل کر زار و قطار رونے لگے۔

سوال 2: حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اسلام کے لیے دو خدمات بیان کریں۔

جواب: حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اسلام کے لیے خدمات درج ذیل ہیں:

- آپ نے نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی پرورش کی۔
- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غزوات میں شرکت کرتیں زخمیوں کو پانی پلاتیں اور ان کی تیماردی کرتیں۔

سوال 3: حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام کیا تھا اور آپ کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام نسیبہ اور کنیت ام عمارہ تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعلق قبیلہ بنو نجار سے تھا۔

سوال 4: ہجرت مدینہ میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا کردار ادا کیا؟

جواب: جب نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفیق سفر تھے۔ آپ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ دو پہر کو ان کے گھر تشریف لائے اور ہجرت کا خیال ظاہر فرمایا۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سفر کا سامان تیار کیا، دو تین دن کا کھانا ساتھ رکھا، نطاق (کمر بند) جس کو عرب عورتیں کمر پر بیٹھتی ہیں پھاڑ کر اس سے برتن کا منہ باندھا، یہ وہ شرف تھا جس کی بنا پر آج تک ان کو ذات النطاقین (دو کمر بند والی) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

سوال 5: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نمایاں اوصاف تحریر کریں۔

جواب: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اوصاف درج ذیل ہیں:

- نیک طبع خاتون
- حق گوئی
- حد درجہ خوددار
- باہمت
- تواضع و انکسار کی پیکر

سوال 6: حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت بیان کریں۔

جواب: آپ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ فرماتے تھے ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری ماں ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ اکثر و بیشتر ان کے مکان پر خود تشریف لے جاتے۔

سوال 7: حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام اور کنیت بتائیں۔

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام ہر قا اور کنیت ام ایمن ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا حبشہ کی رہنے والی تھیں۔

سوال 8: حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو بیٹے تھے، حضرت امین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شوہر سے تھے۔ وہ صحابی رسول تھے اور غزوہ خیبر میں شہید ہوئے۔ دوسرے بیٹے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے محبوب خاص تھے۔ نہایت جلیل القدر صحابی تھے اور نبی کریم خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو ان سے بہت محبت تھی۔

سوال 9: حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام کب قبول کیا؟

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت عقبہ میں شرکت کی۔ بیعت عقبہ میں 73 مرد اور 2 عورتیں شامل تھیں۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی ان ہی میں شمار ہوتا ہے۔

سوال 10: حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غزوہ اُحد میں کیا کردار ہے؟

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے اور منفی خیالات و جذبات جیسے انتقام، بغل و حرص اور لالچ انسان کے اندر سے نکل جائیں۔ تصوف میں حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”رسالہ قشیریہ“ ایک ایسا مختصر اور جامع رسالہ ہے، جس میں تصوف کے تمام پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے، جس کی ابتدا میں تصوف کے عقائد بیان کیے گئے ہیں، اس کے بعد 83 صوفیہ کرام کے حالات قلم بند کیے گئے ہیں۔ امام قشیری کی وفات 1072 عیسوی میں نیشاپور میں ہوئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے مرشد ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

آپ ایران کے شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام ابو حمید تھا۔ لیکن قلمی نام فرید الدین سے مشہور ہوئے۔ عطار کا لقب آپ کے پیشے کی وجہ سے مشہور ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خوش بو اور ادویہ سازی کے ماہر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مطب سے سیکڑوں لوگ روزانہ دوا لے کر جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں مجدد الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف علوم و فنون خصوصاً علم الکلام، فلسفہ، قرآن و حدیث، فقہ، طب اور خصوصاً ادب میں مہارت حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فارسی کے مشہور شاعر تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کے مختلف ممالک خصوصاً مصر، دمشق، مکہ، ترکستان اور ہندوستان کی سیر و سیاحت کی۔ تذکرۃ الاولیاء، پندنامہ اور منطق الطیر آپ کی مشہور اصلاحی کتب ہیں، جن کا موضوع حالات اولیاء، نصیحت اور تصوف ہے۔ مشہور زمانہ صوفی بزرگ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری کا منبع و ماخذ شیخ سے اکتساب فیض ہی ہے۔ آپ کی مایہ ناز تصنیف تذکرۃ الاولیاء میں تقریباً 96 اولیا کرام کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ پندنامہ میں جن موضوعات پر آپ نے لکھا ہے، ان کی ترتیب اس طرح ہے: حمد باری تعالیٰ و نعت رسول مقبول، ائمہ دین اور مجتہدین کی فضیلت، نفس کی بجائے احکامات الہیہ کی تابع فرمائی، خاموشی کے فوائد، ریاضت و عبادت، اخلاقِ حسنہ، اہل سعادت کے ساتھ بیٹھنے کے فوائد، سکون و عافیت کے اسباب، عجز و انکسار، ذکر کے فوائد اور غصے کے نقصانات اور زندگی کو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت سمجھنا، نیز مذکورہ تعلیمات سے ان حضرات کی معاشرتی و روحانی خدمات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ 1221ء میں تاتاریوں کے ہنگاموں کے دوران میں 70 سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک نیشاپور میں واقع ہے۔ آج کا معاشرہ اگر ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائے تو انفرادی اور اجتماعی اصلاح ممکن ہو سکتی ہے اہل اللہ کی صحبت سے ہی ظاہری اور باطنی فوائد و ثمرات حاصل ہو سکتے ہیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ

بڑے صغیر پاک و ہند میں سلسلہ چشتیہ کے معروف صوفی بزرگ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کا نام محمد نظام الدین، والد کا نام احمد بخاری، سلطان الاولیاء اور محبوب الہی مشہور القابات ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آبا و اجداد بخارا سے ہجرت کر کے بدایون آباد ہوئے، وہیں بدایون میں 1238ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ پانچ برس کی عمر میں آپ کے والد کا وصال ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بدایون کے قاضی تھے۔ پندرہ (۱۵) برس کی عمر میں دہلی تشریف لائے۔ قرآن و حدیث اور فقہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں علامہ علاء الدین اصولی، شمس الدین خوارزمی اور کمال الدین محمد الزاہد قابل رحمۃ اللہ علیہ ذکر نام ہیں۔ بیس سال کی عمر میں اجدادہن موجودہ پاک پتین شریف میں بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور چھ پاروں کا درس حاصل کیا۔ شیخ نے گاہ چہار ترکی یعنی چار کونوں والی ٹوپی عطا کی جو بنیادی طور پر چار چیزوں کو ترک کرنے کو وعدہ تھا۔ دنیاوی مال و متاع کے حصول کے لیے لامحدود مشقت کو ترک کرنا، ایسا خوفِ آخرت جو خوفِ الہی پر غالب ہو، اس کو ترک کرنا، بہت زیادہ کھانا اور سونا ترک کرنا، نفس کی تابع فرمائی ترک کرنا۔ یہ چیزیں آج بھی سلسلہ چشتیہ کا امتیاز ہیں اور یہی اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہیں۔ آپ اپنے شیخ کے حکم پر دہلی تشریف لائے اور خلق خدا کی خدمت کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کا مزار مبارک دہلی میں ہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کی ہدایت فرماتے۔ آپ کو علوم القرآن پر خاص دسترس حاصل تھی۔ آپ نے پوری زندگی طلب علم، عبادات، ریاضت و مجاہدہ اور لوگوں کی تربیت و اصلاح میں گزار دی، آپ متقی، پرہیزگار، صاحب سخاوت و ایثار، دل جوئی

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

کرنے والے، عفو و درگزر سے کام لینے والے، حلیم و بردبار اور حسن سلوک کے پیکر تھے، جس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک شخص آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کا سخت مخالف تھا اور آپ کو بُرا بھلا کہتا رہتا تھا لیکن اس کے فوت ہو جانے پر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ اس کے جنازہ میں تشریف لے گئے اور دعا کی کہ اے اللہ اس شخص نے جو کچھ بھی مجھے کہا، یہ میرے ساتھ کیا ہے، میں اس کو معاف کرتا ہوں۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کے ملفوظات سے تزکیہ نفس اور روحانی آثار واضح ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ کچھ ملے تو جمع نہ کرو، نہ مے تو فکر نہ کرو، امید رکھو کہ اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرمائے گا۔ کسی کی برائی نہ کرو، بلا ضرورت قرض نہ لو، ظلم کے بدلے عطا کرو۔ ایسا کرو گے تو بادشاہ تمہارے در پر آئیں گے، فقر و فاقہ رحمت الہی ہے، جس شب فقیر بھوکا سویا، وہ شب اس کی شبِ معراج ہے، اللہ کی راہ میں جتنا بھی خرچ کرو، وہ اسراف نہیں ہے اور جو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے اسراف ہے، خواہ کتنا ہی کم ہو۔ ہر صوفی بزرگ کی طرح آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ نے بھی اللہ تعالیٰ کی خدمت کی اور برصغیر کے معاشرے کو سدھارنے میں اہم کردار ادا کیا، ہزاروں کی تعداد میں فقر و مساکین آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کے لنگر خانے سے کھانا کھاتے، آپ نے لوگوں کی راہ نمائی کے لیے اخلاص اور تقویٰ سے بھرپور شخصیات تیار کیں، ان میں شیخ نصیر الدین چراغ دیلوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ، امیر خسرو رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ اور حضرت امیر حسن سجزی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کے نام سرفہرست ہیں۔ ایک بار ایک طالب علم آیا اور آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کے سامنے اپنی ضرورت بیان کی تو اس وقت آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کے پاس ایک بیل کے سوا کچھ نہ تھا، آپ نے وہی بیل طالب علم کے حوالے کر دیا اور فرمایا جاؤ دینی علمی ضروریات پوری کر لینا۔

آپ نے خاندانِ خلجی اور خاندانِ تغلق تک کے مختلف سلاطین کا زمانہ دیکھا۔ آپ نے ان کی بھی ہر ممکن اصلاح کی کوشش کی، ”راحت القلوب“ آپ کی وہ تحریر کاوش ہے، جس میں آپ نے اپنے شیخ کامل بابا فرید الدین گنج شکر رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کے ملفوظات اکٹھے کیے ہیں۔ ”افضل الفوائد“ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کے اپنے ملفوظات ہیں جو حضرت خواجہ امیر خسرو رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ نے جمع کیے ہیں اور ”فوائد الفوائد“ آپ کے وہ ملفوظات ہیں، جن کو حضرت امیر حسن سجزی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ نے جمع کیا ہے، یہ ملفوظات آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کی تعلیمات کا نچوڑ ہیں جن میں شریعت، عبادت، احسان، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا تفصیلی بیان ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ نے 1325ء میں وفات پائی۔

کثیر الامتخانی سوالات

No	سوال	A	B	C	D
1	حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کا لقب ہے:	گنج شکر	فرید الدین	گنج بخش	سلطان الاولیا
2	حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کی جائے پیدائش ہے:	بدایون	دہلی	بخارا	سمرقند
3	حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کو خصوصی دسترس تھی:	علوم القرآن	علم الانساب	علم النجوم	علم الاصوات
4	حضرت ابو القاسم قشیری کی مشہور تصنیف ہے:	رسالہ قشیریہ	کشف المحجوب	پندنامہ	راحت القلوب
5	حضرت شیخ فرید الدین عطار کی مشہور تصنیف ہے:	تذکرۃ الاولیا	احیاء العلوم	کشف المحجوب	مثنوی معنوی
6	حضرت ابو القاسم قشیری کا اصل نام ہے:	عبدالکریم	ابو حمید	محمد نظام الدین	عبداللہ
7	حضرت ابو القاسم قشیری کی کنیت ہے:	ابوالحسن	ابو القاسم	ابوالحزمہ	ابوالداؤد
8	حضرت ابو القاسم قشیری کی جائے پیدائش ہے:	نیشاپور	دہلی	بصرہ	مدینہ
9	حضرت ابو القاسم قشیری نے بنیادی تعلیم حاصل کی:	علی جویری سے	امام شافعی سے	ابو علی دقاق	فرید الدین عطار
10	احادیث کتنے موضوعات پر جمع کیں؟	20	30	40	50

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

A	فرید الدین عطارؒ	ابو علی دقاقؒ	امام شافعیؒ	علی ہجویریؒ	کس نے فرمایا کہ امام قشیری متاخرین صوفیہ کے امام ہیں؟	11
B	1076ء	1074ء	1072ء	1070ء	حضرت ابو القاسم قشیریؒ کی وفات:	12
B	عبداللہ	محمد نظام الدین	ابو حمید	عبدالکریم	شیخ فرید الدین عطارؒ کا اصل نام ہے:	13
D	96	94	92	90	تذکرۃ الاولیاء میں اولیاء کی تعداد:	14
B	116 سال	114 سال	70 سال	110 سال	وفات کے وقت عطارؒ کی عمر تھی:	15
B	1223ء	1222ء	1221ء	1220ء	شیخ فرید الدین عطارؒ نے وفات پائی:	16
C	بصرہ	نیشاپور	مدینہ	دہلی	شیخ فرید الدین عطارؒ کا مزار کہاں ہے؟	17
C	عبداللہ	احمد بخاری	ابو حمید	عبدالکریم	خواجہ نظام الدین اولیاء کے والد کا نام:	18
A	مغفرت کر کے سویا	عبادت کر کے سویا	سیر ہو کر سویا	بھوکا سویا	فقیر کی شب معراج ہے؟	19
A	عبداللہ	احمد بخاری	ابو حمید	فرید الدین گنج شکر	خواجہ نظام الدین اولیاء کے شیخ:	20
C	مقدمہ	افضل الفوائد	تذکرۃ الاولیاء	کشف المحجوب	خواجہ نظام الدین اولیاء کی مشہور تصنیف:	21
B	1420ء	1370ء	1324ء	1221ء	خواجہ نظام الدین اولیاء نے وفات پائی:	22
D	1237ء	1230ء	1220ء	1200ء	خواجہ نظام الدین اولیاء پیدا ہوئے:	23
B	25 سال	20 سال	15 سال	10 سال	کتنی عمر میں دہلی تشریف لائے؟	24

مختصر سوالات

سوال 1: حضرت ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالکریم تھا۔ اپنے آبا و اجداد میں ایک بزرگ قشیری وجہ سے قشیری معروف ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو القاسم ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 986ء میں ایران کے علاقے نیشاپور کے قریب استوانامی بستی میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وفات پا گئے۔

سوال 2: رسالہ قشیریہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: تصوف میں حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”رسالہ قشیریہ“ ایک ایسا مختصر اور جامع رسالہ ہے، جس میں تصوف کے تمام پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے، جس کی ابتدا میں تصوف کے عقائد بیان کیے گئے ہیں، اس کے بعد 83 صوفیہ کرام کے حالات قلم بند کیے گئے ہیں۔

سوال 3: حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کب ہوئی؟

جواب: امام قشیری کی وفات 1072 عیسوی میں نیشاپور میں ہوئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے مرشد ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کے پہلوؤں میں دفن کیا گیا۔

سوال 4: حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کیا فرمایا؟

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

جواب: حضرت علیؓ جویری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ ”کشف المحجوب“ میں امام قشیری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ متاخرین صوفیہ کے امام ہیں، جو اپنے زمانے میں یکتا اور قدر و منزلت میں ارفع و اشرف تھے۔ ہر فن میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے اوصاف موجود ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی محققانہ تصانیف بہت زیادہ ہیں۔

سوال 5: حضرت شیخ فرید الدین عطار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی تصنیف پندنامہ کے موضوعات تحریر کریں۔

جواب: پندنامہ میں جن موضوعات پر آپ نے لکھا ہے، ان کی ترتیب اس طرح ہے: حمد باری تعالیٰ و نعت رسول مقبول، ائمہ دین اور مجتہدین کی فضیلت، نفس کی بجائے احکامات الہیہ کی تابع فرمانی، خاموشی کے فوائد، ریاکاری سے اجتناب، اخلاق حسنہ، اہل سعادت کے ساتھ بیٹھنے کے فوائد، سکون و عافیت کے اسباب، عجز و انکسار، ذکر کے فوائد اور غصے کے نقصانات اور زندگی کو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت سمجھنا، نیز مذکورہ تعلیمات سے ان حضرات کی معاشرتی و روحانی خدمات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

سوال 6: حضرت شیخ فرید الدین عطار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: آپ ایران کے شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام ابو حمید تھا، لیکن قلمی نام فرید الدین سے مشہور ہوئے۔ عطار کا لقب آپ کے پیشے کی وجہ سے مشہور ہوا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ خوش بو اور ادویہ سازی کے ماہر تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے مطب سے سیکڑوں لوگ روزانہ دوا لے کر جاتے تھے۔

سوال 7: حضرت شیخ فرید الدین عطار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی تصانیف کے نام لکھیں۔

جواب: حضرت شیخ فرید الدین عطار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی اسلامی کتب درج ذیل ہیں:

- تذکرۃ الاولیاء
- پندنامہ
- منطق الطیر

سوال 8: حضرت خواجہ نظام الدین دیلوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا تعارف بیان کریں۔

جواب: بڑے صغیر پاک و ہند میں سلسلہ چشتیہ کے معروف صوفی بزرگ ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ اہل بیت کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کا نام محمد نظام الدین، والد کا نام احمد بخاری، سلطان الاولیاء اور محبوب الہی مشہور القابات ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے آبا و اجداد بخارا سے ہجرت کر کے بدایون آباد ہوئے، وہیں بدایون میں 1237ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ پانچ برس کی عمر میں آپ کے والد کا وصال ہوا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے والد بدایون کے قاضی تھے۔

سوال 9: حضرت خواجہ نظام الدین دیلوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے کوئی سے تین ملفوظات تحریر کریں۔

جواب: آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے ملفوظات سے تذکیہ نفس اور روحانی آثار واضح ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ:

- کچھ ملے تو جمع نہ کرو، نہ ملے تو فکر نہ کرو
- کسی کی بُرائی نہ کرو، بلا ضرورت قرض نہ لو
- ظلم کے بدلے عطا کرو

سوال 10: حضرت خواجہ نظام الدین دیلوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی معاشرتی اور روحانی خدمات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: آپ نے پوری زندگی طلب علم، عبادت، ریاضت و مجاہدہ اور لوگوں کی تربیت و اصلاح میں گزار دی، آپ متقی، پرہیزگار، صاحب سخاوت و ایثار، دل جوئی کرنے والے، عفو و درگزر سے کام لینے والے، حلیم و بردبار اور حسن سلوک کے پیکر تھے، جس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک شخص آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا سخت مخالف تھا اور آپ کو بُرا بھلا کہتا تھا لیکن اس کے فوت ہو جانے پر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ اس کے جنازہ میں تشریف لے گئے اور دعا کی کہ اے اللہ اس شخص نے جو کچھ بھی

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

مجھے کہا، یہ میرے ساتھ کیا ہے، میں اس کو معاف کرتا ہوں۔ ہر صوفی بزرگ کی طرح آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے بھی اللہ تعالیٰ کی خدمت کی اور برصغیر کے معاشرے کو سدھارنے میں اہم کردار ادا کیا، ہزاروں کی تعداد میں فقرا و مساکین آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے لنگر خانے سے کھانا کھاتے، آپ نے لوگوں کی راہ نمائی کے لیے اخلاص اور تقویٰ سے بھرپور شخصیات تیار کیں، ان میں شیخ نصیر الدین چراغ دیلوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه، امیر خسرو رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اور حضرت امیر حسن سجزی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے نام سرفہرست ہیں۔

سید عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (امام بری)

حضرت سید عبداللطیف امام بری کاظمی رحمۃ اللہ علیہ 1617 عیسوی اور 1026 میں ضلع چکوال کے علاقے چولی کرسال میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا اسم مبارک سید سخی محمود بادشاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ ماجدہ کا نام سیدہ غلام فاطمہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی بھی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ولی تھے۔ حضرت امام بری سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے فقہ وحدیث اور دیگر علوم اسلامی کی تعلیم نجف اشرف عراق سے حاصل کی۔ سید محمود بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ جو نجف اشرف سے فارغ التحصیل تھے انھوں نے اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہیں اٹھارکھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بری امام (امام البر خشتکی کے امام) کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں۔ حضرت سید عبداللطیف کاظمی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے علاقوں کا تبلیغی دورہ کیا جن میں کشمیر، بدخشاں، بخارا، مشہد، بغداد اور دمشق شامل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حج کی غرض سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ گئے اور تقریباً 25 سال کی عمر میں واپس تشریف لائے۔ حضرت سید عبداللطیف کاظمی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے نورپور شاہاں میں قیام کے دوران میں اسلامی تعلیمات کے ذریعے سے لاتعداد ہندوؤں کے دلوں میں اسلام کی شمع روشن کی۔ حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 1117 ہجری بمطابق 1706ء میں نورپور شاہاں اسلام آباد میں ہوا۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالرحمن اور لقب جامی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا اسم گرامی مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ 23 شعبان 817 ہجری بمطابق 1414ء کو ہرات (افغانستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ذوق لطیف سے مالا مال تھے۔ آپ کے دل میں عشق حقیقی سما یا ہوا تھا۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو نبی کریم خاتم النبیین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات اقدس سے بہت زیادہ عقیدت و محبت تھی۔ انھوں نے نبی کریم خاتم النبیین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اسی کی محبت میں نعتیہ کلام بھی لکھا ہے۔ ان کی فارسی میں معروف نعت کا شعر ہے:

نسیم! جانب بطحا گزری کن
زاحوا لم محمد رانجر کن

ترجمہ: اے باد نسیم جب تیرا شہر بطحا سے گزر ہو میرے احوال (حالات) محمد خاتم النبیین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں بیان کرنا آپ رحمۃ اللہ علیہ صبح معنوں میں تواضع اور عجز و انکسار کے حامل انسان تھے۔ ترک ریا، نفس کشی اور خلوص جیسی خوبیاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قول فعل سے نمایاں تھیں۔ احکام شریعت کے سخت پابند تھے اور اپنے پیروکاروں کو بھی اس کی تبلیغ کرتے تھے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ مظلوموں کے مددگار تھے، اگر کسی کو محتاج پاتے تو خفیہ طور پر اس کی مدد کرتے۔ قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے جن علوم کا جاننا ضروری ہے ان میں علم النحو سرفہرست ہے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو علم النحو کا امام تسلیم کیا جاتا ہے۔ علم النحو میں ”شرح ملا جامی“ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف ہے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف شہروں میں مساجد، مدارس اور خانقاہیں تعمیر کیں اور ان کا انتظام چلانے کے لیے بہت سی املاک بھی وقف کیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے لوگوں اور بالخصوص بادشاہوں کی خوشامد اور چاپلوسی سے متنفر تھے، بلکہ انھیں ہمیشہ نیکی پر کار بند رہنے کے لیے خط لکھا کرتے تھے، چنانچہ ایک خط میں بادشاہ وقت کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ: ”اے بادشاہ! تو جس تاج و تخت کا دلدادہ ہے وہ ناپائیدار ہے۔ یہ زندگی فنا ہونے والی ہے۔ نہ یہ زمانہ رہے گا نہ یہ زمین، جہاں تک ہو سکے دنیا میں نیکی کر لے، کیوں کہ یہی کام آنے والی ہے۔“

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فانی دنیا میں 81 برس گزار کر 18 محرم الحرام 898 ہجری، بمطابق 14 نومبر 1492ء کو جمعہ کے دن وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہرات افغانستان میں ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا اصل نام سید عثمان مروندی تھا، سندھ میں مدفون ایک مشہور صوفی بزرگ ہیں۔ ان کا مزار سندھ کے علاقے سیہون شریف میں ہے۔ لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 538 ہجری بمطابق 1143ء مروندیامیوند (موجودہ آذربائیجان یا افغانستان) میں ہوئی۔ لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ شجرہ نسب تیرہ واسطوں سے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام ابراہیم کبیر الدین اور والدہ کا نام ماجدہ کبیر الدین تھا۔ آپ کے والدین زہد و تقویٰ کی بدولت مشہور تھے اور درس و تدریس سے وابستہ تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد عراق سے ہجرت کر کے ایران سے ہوتے ہوئے افغانستان میں آباد ہوئے۔ آپ نے بھی مسلم دنیا گھوم کر سیہون شریف (سندھ) کو پسند فرمایا، یہاں آباد ہوئے اور یہیں پر مدفون ہوئے۔ شیخ مروندی رحمۃ اللہ علیہ خاندانی اعتبار سے اعلیٰ نسب رکھتے تھے۔ اس لیے صالحیت و سخا کے بہت سے خصائص ان کے خاندان میں منقول ہو گئے تھے۔ آپ کی والدہ کے متعلق مشہور ہے کہ رات کی تاریکی میں بیٹھ کر رویا کرتی تھیں۔ آپ فرماتی تھیں: ”اللہ کے خوف سے رونے والا دوزخ میں نہ جائے گا۔“

ان کی ذات خشیت الہی کا پیکر تھی۔ رات کا زیادہ تر حصہ عبادت میں گزارتیں۔ حضرت عثمان بن کبیر المعروف شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال کی عمر ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد آپ نے بہت ہی قبل عرصے میں مروجہ عربی و فارسی علوم میں بھی مکمل دسترس حاصل کر لی۔ بچپن میں ابتدائی منزلیں اپنے والد محترم کے سائے میں طے کیں۔ آپ کے والد مشائخ تبریزی میں بڑا درجہ رکھتے تھے۔ ان کی نگرانی میں آپ کی نشوونما ہوئی اور تعلیم و تربیت کا اہتمام ہوا۔ صاحب علم و فضل والد کی وجہ سے سید عثمان مروندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اہل اللہ کی صحبتیں بچپن سے میسر آئی تھیں۔ آپ سیر و سیاحت کرتے ہوئے حضرت ولی قدر رحمت اللہ علی کی خدمت میں پہنچے۔ ان کی ہدایت پر آپ نے سندھ میں قیام فرمایا۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوگان خدا کو سیدھی راہ دکھائی۔ ان کے اخلاق کو سنو، انساؤں کے دلوں میں نیکی اور سچائی کی لگن پیدا کی اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار سے رہنا سکھایا۔ ہزاروں لوگوں نے آپ کے ہاتھ سے ہدایت پائی اور بہت سے بھٹکے ہوئے لوگوں کا رشتہ اللہ تعالیٰ سے جوڑا۔ آپ عرصہ دراز تک سندھ میں اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔ آپ کا وصال 21 شعبان المعظم 673 ہجری میں ہوا۔ آپ کا مزار سیہون (سندھ) میں ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات

No	سوال	A	B	C	D	ج
1	حضرت سید عبد اللطیف کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے:	ہندو	مسیحی	مجوسی	سکھ	A
2	حضرت مولانا حامی کو امام تسلیم کیا جاتا ہے:	علم خوکا	علم صرف کا	علم کلام کا	علم نجوم کا	A
3	حضرت مولانا عبد الرحمن جامی کے مرشد تھے:	عبد اللہ احرار	معین الدین چشتی	بوعلی قلندر	خواجہ بختیار کاکی	A
4	حضرت لعل شہباز قلندر کی والدہ کے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا:	دوزخ میں نہ جائے گا	دوزخ میں نہ پائے گا	دنیا میں عزت پائے گا	مصیبتوں سے محفوظ رہے گا	A
5	حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل نام ہے:	عثمان مروندی	بوعلی قلندر	زید مروندی	عبد الرحمن	A
6	حضرت سید عبد اللطیف امام بری کا ظمی پیدا ہوئے:	1617ء	1620ء	1625ء	1663ء	A
7	حضرت سید عبد اللطیف امام بری کا ظمی کہاں پیدا ہوئے:	افغانستان	چچوال	سندھ	لاہور	B
8	حضرت سید عبد اللطیف امام بری کا ظمی کے والد کا نام ہے:	احمد بادشاہ کا ظمی	عبد الرحمن بادشاہ	سخی محمود بادشاہ	سید نور بادشاہ	C
9	حضرت سید عبد اللطیف امام بری کا ظمی کی والدہ کا نام ہے:	سیدہ کنیز فاطمہ	سیدہ کنیز زینب	سیدہ غلام زینب	سیدہ غلام فاطمہ	D
10	امام بری کا ظمی نے ابتدائی تعلیم حاصل کی:	اپنے والد سے	عثمان علی بھویری	مولانا جامی سے	خواجہ عبید اللہ سے	A
11	حضرت سید بادشاہ محمود کا ظمی فارغ التحصیل تھے:	نجف اشرف	مدینہ یونیورسٹی	جامعۃ الازہر	آکسفورڈ	A
12	حضرت سید عبد اللطیف کا ظمی کا لقب ہے:	کنج شکر	داتا صاحب	امام بری	زندہ پیر	C
13	حضرت سید عبد اللطیف کا ظمی کا وصال ہوا:	1706ء	1710ء	1712ء	1715ء	A
14	حضرت سید عبد اللطیف کا ظمی کا وصال کس ہجری میں ہوا؟	1115ھ	1117ھ	1120ھ	1122ھ	B
15	حضرت سید عبد اللطیف کا ظمی کا وصال کہاں ہوا؟	ہرات	نور پور شاہاں	افغانستان	مدینہ	B
16	حضرت مولانا عبد الرحمن جامی کے والد کا نام ہے؟	محمود کا ظمی	نظام الدین	کبیر الدین	عثمان ندوی	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے لوگوں اور بالخصوص بادشاہوں کی خوشامد اور چاہلوسی سے متنفر تھے، بلکہ انھیں ہمیشہ نیکی پر کاربند رہنے کے لیے خط لکھا کرتے تھے، چنانچہ ایک خط میں بادشاہ وقت کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ: ”اے بادشاہ! تو جس تاج و تخت کا دلدادہ ہے وہ ناپائیدار ہے۔ یہ زندگی فنا ہونے والی ہے۔ نہ یہ زمانہ رہے گا نہ یہ زمین، جہاں تک ہو سکے دنیا میں نیکی کر لے، کیوں کہ یہی کام آنے والی ہے۔“

سوال 7: حضرت مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کس کا امام تسلیم کیا جاتا ہے؟

جواب: قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے جن علوم کا جاننا ضروری ہے ان میں علم النحو سرفہرست ہے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو علم النحو کا امام تسلیم کیا جاتا ہے۔

سوال 8: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا اصل نام سید عثمان مروندی تھا، سندھ میں مدون ایک مشہور صوفی بزرگ ہیں۔ ان کا مزار سندھ کے علاقے سیہون شریف میں ہے۔ لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 538 ہجری بمطابق 1143ء مروندیامیوند (موجودہ آذربائیجان یا افغانستان) میں ہوئی۔ لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ شجرہ نسب تیرہ واسطوں سے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

سوال 9: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آباؤ اجداد کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: آپ کے والد گرامی کا نام ابراہیم کبیر الدین اور والدہ کا نام ماجدہ کبیر الدین تھا۔ آپ کے والدین زہد و تقویٰ کی بدولت مشہور تھے اور درس و تدریس سے وابستہ تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد عراق سے ہجرت کر کے ایران سے ہوتے ہوئے افغانستان میں آباد ہوئے۔ آپ نے بھی مسلم دنیا گھوم کر سیہون شریف (سندھ) کو پسند فرمایا، یہاں آباد ہوئے اور یہیں پر مدون ہوئے۔ شیخ مروندی رحمۃ اللہ علیہ خاندانی اعتبار سے اعلیٰ نسب رکھتے تھے۔ اس لیے صالحیت و سخا کے بہت سے خصائص ان کے خاندان میں منقل ہو گئے تھے۔ آپ کی والدہ کے متعلق مشہور ہے کہ رات کی تاریکی میں بیٹھ کر رویا کرتی تھیں۔ آپ فرماتی تھیں: ”اللہ کے خوف سے رونے والا دوزخ میں نہ جائے گا۔“

ان کی ذات خشیت الہی کا پیکر تھی۔ رات کا زیادہ تر حصہ عبادت میں گزارتیں۔

سوال 10: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تبلیغ اسلام میں کیا کردار ادا کیا؟

جواب: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوگان خدا کو سیدھی راہ دکھائی۔ ان کے اخلاق کو سنوارا، انسانوں کے دلوں میں نیکی اور سچائی کی لگن پیدا کی اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار سے رہنا سکھایا۔ ہزاروں لوگوں نے آپ کے ہاتھ سے ہدایت پائی اور بہت سے بھگتے ہوئے لوگوں کا رشتہ اللہ تعالیٰ سے جوڑا۔ آپ عرصہ دراز تک سندھ میں اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔

سبق نمبر 38: علماء و مفکرین

علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام ابواسحاق ابراہیم بن موسی الشاطبی مشہور محدث، فقیہ اور جامع العلوم تھے، جنھیں مجددین اسلام میں بھی شمار کیا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 538 ہجری کو اندلس کے قصبہ شاطبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں الاعتقاد فی اہل البدع والضلال، الموافقات فی اصول الشریعہ (علم فقہ میں یہ ایک بہت ہی عمدہ کتاب ہے) اور کتاب المجالس وغیرہ شامل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک کی قراءت کی تعلیم شاطبہ میں حاصل کی۔ قرآن پاک حفظ کیا اور حدیث وفقہ کا کچھ حصہ پڑھا اور شاطبہ کی مساجد میں منعقد ہونے والے علم کے حلقوں میں شریک ہوئے۔ بچپن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا میلان علم قراءت کی طرف تھا، یہ علم آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عبد اللہ محمد بن ابی العاصم النفری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ مزید تعلیم کے لیے قریبی شہر بلنسیہ تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 590 ہجری کو بیت المقدس تشریف لے گئے۔ قبلہ اول کی زیارت کے بعد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ مدرسہ فاضلیہ قاہرہ میں لوٹ آئے اور تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ علوم شرعیہ کے ماہر عالم اور لغت کے امام تسلیم کیے جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ذہنی وسعت اور قوی ادراک رکھنے والے

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قراءت و تفسیر میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اعلیٰ پائے کے ادیب اور شاعر کے طور پر بی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ صاحب انسان، قول کے سچے اور بلند کردار کے حامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ متقی، صابر، پاک باز، معزز شخصیت تھے۔ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ 590 ہجری کو قاہرہ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی نماز جنازہ مشہور علام علامہ عراقی نے پڑھائی۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام عبد الرحمن ہے۔ آپ کی کنیت ابو الفضل اور لقب جلال الدین تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش مصر کے قدیم قصبے اسیوط میں 8۳۹ ہجری میں ہوئی۔ اسی نسبت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سیوطی کہا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک شہرہ آفاق مفسر، محدث، فقیہ اور مورخ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی تعداد 500 سے زائد ہے۔ ”تفسیر جلالین اور تفسیر در منثور“ کے علاوہ قرآنیات پر آپ کی کتاب ”الاتقان فی علوم القرآن“ علمائے کبار میں کافی مقبول ہے۔ تاریخ اسلام پر تاریخ الخلفاء امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ تصنیف ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے 8 سال کی عمر میں شیخ کمال الدین ابن الہمام حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد شیخ شمس سیرامی رحمۃ اللہ علیہ اور شمس فرموانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی میں رہے اور ان دونوں حضرات سے متعدد کتب پڑھیں۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مجھے سات علوم یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع میں کمال عطا فرمایا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حج کے موقع پر میں نے آپ زمر مہیا اور اُس وقت یہ دعا مانگی کہ علم فقہ میں مجھے علامہ بلقینی اور حدیث میں علامہ ابن حجر عسقلانی کا تہ مل جائے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شان اس کی شاہد ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دعا باگاہ الہی میں مقبول ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا کہ: ”مجھے دو لاکھ احادیث یاد ہیں اور اگر مجھے اس سے زیادہ ملتیں تو ان کو بھی یاد کرتا۔“ آپ رحمۃ اللہ علیہ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مورخ بھی تھے۔ خلفائے ملت اسلامیہ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف تاریخ الخلفاء ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے لے کر بغداد کے آخری خلیفہ کے عہد خلافت تک اس وں لکھی گئی ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو دنیاوی مال و دولت سے محبت نہ تھی۔ اکثر امر او انہما آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے تھے تھانہ لے لے کر حاضر ہوتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی کا ہدیہ قول نہ فرماتے تھے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حلیم الطبع، فہم و فراست کے حامل اور علم و ادب سے محبت کرنے والی شخصیت تھے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے 19 جمادی الاول 911 ہجری میں وفات پائی۔

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کے مشہور و معروف مؤرخ، فقیہ، فلسفہ اور سیاست دان تھے۔ ان کا مکمل نام ابو زید عبد الرحمن بن محمد بن محمد بن خلدون تھا۔ آپ تونس میں پیدا ہوئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد تونس کے سلطان ابو عنان کے وزیر مقرر ہوئے، تاہم درباری سازشوں سے تنگ آکر حاکم غرناطہ کے پاس چلے گئے۔ غرناطہ کی سرزمین بھی راس نہ آئی تو مصر آگئے اور جامعۃ الازھر میں درس و تدریس پر مامور ہوئے۔ مصر میں انھیں فقہ مالکی کا منصب قضا تفریض کیا گیا۔ اسی عہدے پر انھوں نے وفات پائی۔ ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ مقدمہ ابن خلدون کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مقدمہ تاریخ، سیاست، عمرانیات، اقتصادیات اور ادبیات کا گرامیہ خزانہ ہے۔ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور مجبوزہ تعلیمی نصاب پر دسترس حاصل کر لی۔ نصاب میں قرآن مجید، حدیث نبوی، علم کلام، نحو، ریاضی، فلسفہ اور منطق وغیرہ شامل تھے۔ سترہ (17) سال کی عمر میں تونس شہر میں طاعون کی بیماری پھیلنے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والدین اور اکثر اساتذہ انتقال کر گئے۔ اس کے بعد انھوں نے والی تونس کے دربار میں کاتب کی حیثیت سے اپنی معاشی اور دیگر مجبوریوں کے تحت ملازمت حاصل کی۔ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ بلند خیالات اور امنگوں کے مالک تھے اس لیے یہ نوکری پسند نہیں تھی، جس کی وجہ سے وہ تونس چھوڑ کر مراکش میں جا بسے۔ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات کو تین مختلف پہلوؤں پر جانچا جاتا ہے۔

- اول: مؤرخ و تاریخ نویس کی حیثیت سے۔
- دوم: فلسفہ و تاریخ کے بانی کی حیثیت سے
- سوم: عمرانیات کے امام اور ماہر کی حیثیت سے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ كُو تَارِيحُ اور فلسفہ تَارِيحُ اور عمرانیات (سوشیالوجی) کا ماہر تسلیم کیا جاتا ہے۔ علامہ ابن خلدون کی مشہور تصانیف میں کتاب العبر اور مقدمہ ابن خلدون ہیں۔ علامہ ابن خلدون نے تیونس اندلس اور مصر میں عمر گزاری۔ چوتھ (74) برس کی عمر 808ھ میں قاہرہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ علامہ ابن خلدون ایک خاص طرزِ تحریر کے حامل فرد تھے۔ آپ کی تحریروں میں ادب کا غلبہ تھا، جس کی وجہ سے وہ لوگوں کی دل چسپی کا باعث بنیں۔

کثیر الانتخابی سوالات

No	سوال	A	B	C	D	ج
1	ابن خلدون کس ملک کے سلطان کے وزیر مقرر ہوئے؟	تیونس	مراکش	مصر	نائجیریا	A
2	علامہ ابن خلدون کی شہرت کی سب سے بڑی وجہ ہے:	فلسفہ	فقہ	علم الانساب	شاعری	A
3	ابن خلدون کی شہرہ آفاق تصنیف ہے:	مقدمہ ابن خلدون	الاتقان	سیر اعلام النبلاء	تفسیر جلالین	A
4	امام شاطبی کا سن وفات ہے:	590ھ	592ھ	594ھ	596ھ	A
5	امام سیوطی کی تصانیف کی تعداد ہے:	200 سے زائد	300 سے زائد	500 سے زائد	700 سے زائد	C
6	امام شاطبی کا اصل نام ہے:	عبدالکریم	ابوحمد	ابراہیم بن موسیٰ	نظام	C
7	امام شاطبی کا جائے پیدائش ہے:	اندلس	ہندوستان	مدینہ	عراق	A
8	امام شاطبی کب پیدا ہوئے؟	500ھ	530ھ	538ھ	600ھ	C
9	امام شاطبی اعلیٰ تعلیم کے لیے کہاں تشریف لے گئے؟	مدینہ	کوفہ	بغداد	بلنسیہ	A
10	امام شاطبی کس جگہ میں بیت المقدس گئے؟	550ھ	570ھ	580ھ	590ھ	D
11	امام شاطبی کی مشہور کتاب ہے:	الاعتقاد	الاتقان	مثنوی	مقدمہ	A
12	امام شاطبی کا نماز جنازہ پڑھایا:	علامہ سیوطی	امام بقی	امام موطا	علامہ عراقی	D
13	امام شاطبی کی وفات کہاں ہوئی؟	بصرہ	قاہرہ	مدینہ	بغداد	B
14	امام سیوطی کا اصل نام ہے:	عبداللہ	عبدالرحمن	موسیٰ	جلال	B
15	امام سیوطی کی کنیت ہے؟	ابوموسیٰ	ابوحسن	ابوفضل	ابوعبداللہ	C
16	امام سیوطی کی تاریخ اسلام پر مشہور کتاب:	الاعتقاد	الاتقان	مثنوی	تاریخ الخلفاء	D
17	امام سیوطی کی قرآنیات پر مشہور کتاب:	الاعتقاد	الاتقان	مثنوی	تاریخ الخلفاء	B
18	امام سیوطی کی جائے پیدائش ہے؟	اندلس	عراق	مدینہ	مصر	D
19	امام سیوطی کب پیدا ہوئے؟	840ھ	849ھ	860ھ	865ھ	B
20	امام سیوطی کا سن وفات ہے:	900ھ	911ھ	920ھ	925ھ	B
21	علامہ ابن خلدون کا اصل نام ہے:	عبداللہ	عبدالرحمن	موسیٰ	جلال	B
22	علامہ ابن خلدون کا جائے پیدائش ہے:	اندلس	مصر	تیونس	مدینہ	C
23	ابن خلدون کس یونیورسٹی میں درس و تدریس پر مامور رہے؟	مدینہ یونیورسٹی	جامعۃ الازھر	بغداد یونیورسٹی	مکہ یونیورسٹی	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

24	علامہ ابن خلدون کو فقہ مالکی کا کون سا منصب ملا؟	درس و تدریس	انتظامی	قضا	کھیتی باڑی	C
25	تیونس میں طاعون پھیلنا تو اس وقت ان کی عمر تھی:	15 برس	17 برس	19 برس	21 برس	B
26	علامہ ابن خلدون کا سن وفات ہے:	800ھ	804ھ	808ھ	810ھ	C
27	علامہ ابن خلدون کی وفات کے وقت عمر تھی:	70 سال	74 سال	78 سال	80 سال	B

مختصر سوالات

سوال 1: امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ 538 ہجری کو اندلس کے قصبے شاطبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک کی قراءت کی تعلیم شاطبہ میں حاصل کی۔ قرآن پاک حفظ کیا اور حدیث و فقہ کا کچھ حصہ پڑھا اور شاطبہ کی مساجد میں منفقہ ہونے والے علم کے حلقوں میں شریک ہوئے۔ بچپن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا میلان علم قراءت کی طرف تھا، یہ علم آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عبد اللہ محمد بن ابی العاص النفری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ مزید تعلیم کے لیے قریبی شہر بلنسیہ تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 590 ہجری کو بیت المقدس تشریف لے گئے۔ قبلہ اول کی زیارت کے بعد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ مدرسہ فاضلیہ قاہرہ میں لوٹ آئے اور تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔

سوال 2: امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام تحریر کریں۔

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں الاعتقاد فی اہل البدع والضلال، الموافقات فی اصول الشریعہ (علم فقہ میں یہ ایک بہت ہی عمدہ کتاب ہے) اور کتاب المجالس وغیرہ شامل ہیں۔

سوال 3: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام عبد الرحمن، کنیت ابو الفضل اور لقب جلال الدین تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش مصر کے قدیم قصبے اسیوط میں 8۴۹ ہجری میں ہوئی۔ اسی نسبت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سنیوطی کہا جاتا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے 8 سال کی عمر میں شیخ کمال الدین ابن الہمام حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ رک قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد شیخ شمس سیرامی رحمۃ اللہ علیہ اور شمس فرومانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی میں رہے اور ان دونوں حضرات سے متعدد کتب پڑھیں۔

سوال 4: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی سی دو تصانیف تحریر کریں۔

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک شہرہ آفاق مفسر، محدث، فقیہ اور مورخ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی تعداد 500 سے زائد ہے۔ ”تفسیر جلالین اور تفسیر درمنثور“ کے علاوہ قرآنیات پر آپ کی کتاب ”الاتقان فی علوم القرآن“ علما میں کافی مقبول ہے۔ تاریخ اسلام پر تاریخ ائخلفا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ تصنیف ہے۔

سوال 5: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصانیف کے نام لکھیں۔

جواب: علامہ ابن خلدون کی مشہور تصانیف درج ذیل ہیں:

- کتاب العبر
- مقدمہ ابن خلدون

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

شیخ ابو بکر محی الدین محمد بن علی المعروف شیخ اکبر اور ابن عربی 17 رمضان 560 ہجری (28 جولائی 1668ء) کو مرسیہ (اندلس) میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق حاتم طائی کے قبیلہ طلی سے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 580 ہجری میں اشبیلیہ چلے آئے جو علم و معرفت کا مرکز تھا جہاں انھوں نے تیس سال تک تعلیم حاصل کی، اشبیلیہ ہی میں ان کی اپنے شیخ سے ملاقات ہوئی جن سے انھوں نے تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اڑتیس سال کی عمر میں بلادِ مشرق یعنی مشرقی ممالک کی طرف روانہ ہوئے۔ کچھ عرصہ مصر میں قیام کیا پھر بیت المقدس، مکہ معظمہ، بغداد اور حلب گئے اور آخر میں دمشق پہنچے جہاں آپ نے مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم نے بہت شہرت پائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کی تعداد 500 سے زائد بیان کی جاتی ہے۔ شیخ اکبر کی تصانیف اپنے زمانے کے مروجہ علوم اسلامی کا احاطہ کرتی ہیں اور زیادہ تر تصوف کے موضوع پر ہیں، نیز آپ نے حدیث تفسیر، سیرت اور ادب کے موضوع پر بھی کتابیں لکھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تحریری سرمایہ ادب میں صوفیانہ شاعری وغیرہ بھی شامل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دمشق میں درس و تدریس اور وعظ و نصیحت فرماتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 638 ہجری (1240ء) میں وفات پائی اور جبل قاسیون میں دفن کیے گئے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ 25 رمضان المبارک 1159 ہجری بمطابق 7 شوال 1239 ہجری / 20 ستمبر 1746ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تارینچی نام غلام حلیم ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب 34 واسطوں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سراج الہند کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علم کی وسعت کے ساتھ حاضر دماغی میں بھی کمال حاصل تھا۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب سترہ سال کے ہوئے تو ان کے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات ہوئی۔ اوائل عمر ہی میں کثرتِ امراض کے باوجود شاہ صاحب نے درس و تدریس کا عمل جاری رکھا اور اپنے والد کے جانشین مقرر ہوئے۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ تقریباً بارہ سال تک علوم حدیث و تفسیر کی درس و تدریس میں مصروف رہے۔ علوم فلسفہ و منطق کے ساتھ ساتھ علوم حدیث و تفسیر میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت اپنے دور کے محدثین و مشائخ کا مرجع و ماخذ ہے جن کے شاگرد پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پر فتن دور میں قرآن و حدیث کے علوم کے فروغ کے لیے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے رے وہ ہمیشہ یاد کیے جائیں گے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی (80) برس کی عمر میں 9 شوال 1239 ہجری، 1823ء کو وفات پائی۔

ابن رشد رحمۃ اللہ

اسلامی فلسفہ کی دنیا میں ابن رشد کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ محمد بن احمد بن رشد رحمۃ اللہ علیہ قرطبہ (اندلس) کے ایک باعزت گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ، طب اور فلسفہ میں اپنے زمانے کے علما سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد حکمت میں کمال حاصل کیا۔ 548 ہجری میں ابن طفیل نے ابویقوب یوسف بن عبدالرحمان سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کروائی۔ جو فلسفے کے دلدادہ تھے۔ ابن رشد نے ان کے لیے ارسطو کی کتابوں کو مختصر کیا۔ امیر مراکش نے انھیں اپنا طبیب بنانے کے لیے مراکش آنے کی دعوت دی۔ جلد ہی وہ قرطبہ کا قاضی بن کر واپس آ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مراکش میں وفات پائی۔ ابن رشد ارسطو کے بڑے مداح تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ ارسطو علم کی انتہائی بلند یوں پر پہنچا ہوا تھا، انھوں نے اپنے آپ کو ارسطو کی کتابوں کی تلخیص اور تشریح کے لیے وقف کر رکھا تھا، جو کچھ ابن رشد نے لکھا اہل یورپ نے اس کا ترجمہ کیا اور اسے سیکھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ یہی ان کی حکمت کی بنیاد اور فلسفیانہ سرگرمیوں کے لیے معیار بن گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں ”بداية المجتهد“ خاص طور پر قابل ذکر ہے، جس میں ابن رشد نے فقہی مذاہب کے علاوہ اپنی مستقل آرا کا تذکرہ کیا ہے اور ائمہ فقہ کی آرا و دلائل کا تقابلی جائزہ لیا ہے۔ جس سے ان کی اجتہادی صلاحیت عیاں ہوتی ہے۔

کثیر الامتخابی سوالات

No	سوال	A	B	C	D	ج
1	ابن عربی لقب ہے:	محی الدین کا	معین الدین کا	نصیر الدین کا	عماد الدین کا	A
2	ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور تصنیف ہے:	فتوحات مکیہ	کشف المحجوب	بدایۃ المجتہد	احیاء علوم الدین	A
3	شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب ملتا ہے:	ابو بکرؓ	عمر فاروقؓ	عثمانؓ	علیؓ	B
4	شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کمال حاصل تھا:	علم حدیث	علم نجوم	شاعری	علم انساب	A
5	ابن رشد متاثر تھے:	امام غزالی سے	ارسطو سے	افلاطون سے	ابن عربی سے	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

A	595ھ	590ھ	580ھ	560ھ	شیخ ابن عربی پیدا ہوئے:	6
B	ایران	عراق	اندلس	ترکی	شیخ ابن عربی کہاں پیدا ہوئے؟	7
C	بنو ہوازن	حاتم طائی	خزرج	اوس	شیخ ابن عربی کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟	8
C	اشبیلیہ	مدینہ	شام	عراق	شیخ ابن عربی 580ھ میں چلے آئے:	9
D	30 سال	45 سال	40 سال	30 سال	شیخ ابن عربی نے اشبیلیہ میں تعلیم حاصل کی:	10
B	42 سال	40 سال	38 سال	30 سال کی	شیخ ابن عربی۔۔ کی عمر میں بلاد مشرق کی طرف روانہ ہوئے:	11
C	640ھ	638ھ	630ھ	620ھ	شیخ ابن عربی علیہ نے وفات پائی:	12
A	جبل ثور	جبل نور	جبل احد	جبل قاسیون	شیخ ابن عربی علیہ مدفون ہیں:	13
C	600	500	400	300	شیخ ابن عربی کی تصانیف کی تعداد بیان کی جاتی ہے:	14
B	انتظامی	عالمی زندگی	تصوف	اخلاقیات	شیخ ابن عربی کی تصانیف کی زیادہ تر موضوعات ہیں:	15
A	1168ھ	1165ھ	1161ھ	1159ھ	شاہ عبدالعزیز پیدا ہوئے:	16
B	مدینہ	کوفہ	دہلی	عراق	شاہ عبدالعزیز کہاں پیدا ہوئے؟	17
C	غلام سرور	غلام حلیم	عبدالعلیم	عبدالکریم	شاہ عبدالعزیز کا تاریخی نام ہے:	18
D	34 واسطوں	33 سطوں سے	32 واسطوں	30 واسطوں سے	شاہ عبدالعزیز کا سلسلہ نسب کتنے واسطوں سے حضرت عمرؓ تک پہنچتا ہے؟	19
B	مولانا جامی کا	ابن رشد کا	شاہ عبدالعزیز	شیخ ابن عربی کا	سراج الہند لقب ہے:	20
A	محمد الف ثانی	ابو یعقوب	نظام الدین	شاہ ولی اللہ	شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد کا نام ہے:	21
C	18 سال	17 سال	16 سال	15 سال	شاہ ولی اللہ کی وفات کے وقت شاہ عبدالعزیز کی عمر تھی:	22
B	100 سال	90 سال	80 سال	70 سال	شاہ عبدالعزیز نے کتنی عمر میں وفات پائی؟	23
D	1239ھ	1238ھ	1235ھ	1230ھ	شاہ عبدالعزیز کی وفات کب ہوئی؟	24
B	ابو بکر	عبدالکریم	محمد بن احمد	غلام حلیم	ابن رشد کا مکمل نام ہے:	25
A	مکہ	بصرہ	کوفہ	قرطبہ	ابن رشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے:	26
B	مولانا جامی نے	شاہ عبدالعزیز	ابن طفیل نے	ابن عربی نے	ابن رشدؒ کی ابو یعقوب یوسف بن عبدالرحمن سے ملاقات کروائی:	27
A	مولانا جامی کو	شاہ عبدالعزیز	ابن طفیل کو	ابن رشد کو	امیر مراکش نے اپنا طبیب بنانے کے لیے کسے بلا یا؟	28
C	احیاء علوم الدین	بدایۃ المجتہد	کشف المحجوب	فتوحات ملیہ	ابن رشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور تصنیف ہے:	29
A	مصر میں	مدینہ میں	اندلس میں	مراکش میں	ابن رشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وفات پائی:	30

مختصر سوالات

- سوال 1: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل نام تحریر کریں۔
 جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل نام شیخ ابو بکر محی الدین محمد بن علی المعروف شیخ اکبر اور ابن عربی ہے۔
- سوال 2: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کن موضوعات پر کتب تصنیف کیں؟
 جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد 500 سے زائد بیان کی جاتی ہے۔ شیخ اکبر کی تصانیف اپنے زمانے کے مروجہ علوم اسلامی کا احاطہ کرتی ہیں اور زیادہ تر تصوف کے موضوع پر ہیں، نیز آپ نے حدیث تفسیر، سیرت اور ادب کے موضوع پر بھی کتابیں لکھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تحریری سرمایہ ادب میں صوفیانہ شاعری وغیرہ بھی شامل ہے۔
- سوال 3: ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب کا نام لکھیں۔
 جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں ”بدایۃ المجتہد“ خاص طور پر قابل ذکر ہے، جس میں ابن رشد نے فقہی مذاہب کے علاوہ اپنی مستقل آرا کا تذکرہ کیا ہے اور ائمہ فقہ کی آراء و دلائل کا تقابلی جائزہ لیا ہے۔ جس سے ان کی اجتہادی صلاحیت عیاں ہوتی ہے۔
- سوال 4: ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

جواب: اسلامی فلسفہ کی دنیا میں ابن رشد کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ محمد بن احمد بن رشد رحمۃ اللہ علیہ (اندلس) کے ایک باعزت گھرانے میں پیدا ہوئے۔

سوال 5: ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کن سے متاثر تھے؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مراکش میں وفات پائی۔ ابن رشد ارسطو کے بڑے مداح تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ ارسطو علم کی انتہائی بلندیوں پر پہنچا ہوا تھا، انھوں نے اپنے آپ کو ارسطو کی کتابوں کی تلخیص اور تشریح کے لیے وقف کر رکھا تھا، جو کچھ ابن رشد نے لکھا اہل یورپ نے اس کا ترجمہ کیا اور اسے سیکھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ یہی ان کی حکمت کی بنیاد اور فلسفیانہ سرگرمیوں کے لیے معیار بن گیا۔

باب 07

سبق 39: خود اعتمادی اور خود انحصاری

خود اعتمادی اور خود انحصاری سے مراد اپنے آپ پر یقین رکھنا اور اپنی صلاحیتوں پر بھروسہ کرنا ہے۔ سادہ الفاظ میں، خود اعتمادی وہ یقین ہے جو انسان کو اپنی صلاحیتوں اور قوت پر ہوتا ہے، جبکہ خود انحصاری کا مطلب یہ ہے کہ انسان بلا ضرورت دوسروں پر انحصار کرنے کے بجائے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرے۔ جو شخص زندگی میں بڑے مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے، اس کے لیے خود اعتمادی کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ اپنے آپ پر یقین کے بغیر کامیابی حاصل کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ خود اعتمادی انسان کو مشکلات کا بہادری سے سامنا کرنے اور عزم و حوصلے کے ساتھ آگے بڑھنے میں مدد دیتی ہے۔

اسلام عزم، ہمت، خود اعتمادی اور خود انحصاری جیسی صفات کو بہت زیادہ فروغ دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام بزدلی، خوف اور مایوسی کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ مشکل حالات میں ہمت ہارنے کے بجائے اسلام اپنے ماننے والوں کو صبر اختیار کرنے، محنت کرنے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ جب انسان خلوص نیت سے کوشش کرتا ہے اور پھر اللہ پر توکل کرتا ہے تو کامیابی ممکن ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید اس اصول کو واضح طور پر بیان کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

سورۃ آل عمران: 159

”پس جب تم کسی کام کا فیصلہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔“

یہ آیت اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ اسلام سستی یا دوسروں پر مکمل انحصار کی تعلیم نہیں دیتا، بلکہ مومن کو پہلے فیصلہ کرنا، کوشش کرنا اور پھر نتیجہ اللہ کے سپرد کرنا چاہیے۔

قرآن مجید میں اہل علم اور اہل ایمان کی ایک اہم صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے مایوس نہیں ہوتے بلکہ ہمت، صبر اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر وہ خلوص کے ساتھ کوشش کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی مدد فرمائے گا۔

حضور اکرم ﷺ کی زندگی خود اعتمادی اور خود انحصاری کی بہترین مثال ہے۔ اپنی پوری زندگی میں آپ ﷺ نے بے شمار مشکلات اور آزمائشوں کا سامنا کیا، لیکن کبھی ہمت نہیں ہاری۔ چاہے غزوہ بدر ہو، احد، خندق یا حنین۔ ہر موقع پر حضور ﷺ نے غیر معمولی عزم اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ انتہائی مشکل حالات میں بھی آپ ﷺ دشمنوں کے سامنے ڈٹے رہے۔ آپ ﷺ کے صبر، حوصلے اور اللہ پر کامل بھروسے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح اور کامیابی عطا فرمائی۔

اتنی مضبوط خود اعتمادی اور قیادت کی صفات رکھنے کے باوجود حضور ﷺ انتہائی متواضع اور عاجز تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کی عاجزی کا ایک خوبصورت منظر نظر آتا ہے۔ اس تاریخی موقع پر آپ ﷺ اپنے اونٹ قسواء پر سوار ہو کر مکہ میں داخل ہوئے، آپ کا سر عاجزی سے جھکا ہوا تھا۔ اگرچہ آپ ﷺ نے عظیم فتح حاصل کی تھی، لیکن آپ کا وقار، رعب اور عظمت اپنی جگہ قائم رہے۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ حقیقی خود اعتمادی کبھی تکبر کو جنم نہیں دیتی۔

فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ کے ایک جانب حضرت ابو بکر صدیقؓ اور دوسری جانب حضرت اسید بن حضیرؓ موجود تھے، جبکہ ایک عظیم اور مخلص لشکر آپ ﷺ کے گرد تھا۔ اس شان و شوکت کے باوجود حضور ﷺ کی عاجزی بے مثال تھی۔ آپ ﷺ سورۃ الفتح اور سورۃ النصر کی تلاوت فرما رہے تھے اور آپ کا سر اس قدر جھکا ہوا تھا کہ قریب تھا کہ اونٹ کے کوبان کو چھو لے۔ یہ منظر واضح کرتا ہے کہ حقیقی کامیابی انسان میں غرور نہیں بلکہ عاجزی پیدا کرتی ہے۔

حضور ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو روزمرہ زندگی میں بھی خود اعتمادی اور خود انحصاری کی اہمیت سکھائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مشکل حالات میں مکمل طور پر دوسروں پر انحصار کرنے کے بجائے اپنی صلاحیتوں پر اعتماد کریں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ جب انسان کوشش کو اللہ پر توکل کے ساتھ جوڑتا ہے تو اللہ ضرور اس کی رہنمائی اور مدد فرماتا ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

ایک مشہور واقعہ اس تعلیم کو واضح کرتا ہے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ایک بھکاری کو بلایا اور اسے بھیک مانگنے کے بجائے محنت کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ ﷺ نے اس کے سامان کو فروخت کر دیا اور اسے محنت سے روزی کمانے کی ترغیب دی۔ یہ واقعہ اسلام میں محنت، عزت نفس اور خود انحصاری کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے اور بلا ضرورت خیرات پر انحصار کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔

ہماری اپنی زندگیوں میں بھی مالی مسائل، ناکامیاں اور کاروباری نقصانات جیسے مسائل پیش آتے ہیں۔ ایسے مواقع پر ہمیں نہ مایوس ہونا چاہیے اور نہ ہی مکمل طور پر دوسروں پر انحصار کرنا چاہیے۔ بلکہ ہمیں اپنی صلاحیتوں پر یقین رکھنا، محنت کرنا، صبر اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ عزم، ثابت قدمی اور خود انحصاری کو اپنا کر ہم مشکلات پر قابو پاسکتے ہیں اور کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ جدوجہد کو زندگی کا حصہ بنانا ہی ذاتی ترقی اور دیرپا کامیابی کی ضمانت ہے۔

A. کثیر الانتخابی سوالات (MCQs)

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
1	خود اعتمادی سے مراد ہے:	دوسروں پر انحصار	اپنی صلاحیتوں پر یقین	جسمانی طاقت	دولت	B
2	خود انحصاری سے مراد ہے:	خیرات لینا	قسمت پر بھروسہ	اپنی صلاحیتوں کا استعمال	دوسروں کو نظر انداز کرنا	C
3	اسلام کن صفات کو اپنانے کی ترغیب دیتا ہے؟	بزدلی	سستی	عزم	خوف	C
4	عظیم کام سرانجام دینے کے لیے ضروری ہے:	خوبصورتی	اعتماد	شہرت	دولت	B
5	اسلام کس چیز کی حوصلہ شکنی کرتا ہے؟	ہمت	ثابت قدمی	بزدلی	محنت	C
6	کوشش کے بعد بھروسہ کس پر ہونا چاہیے؟	لوگوں پر	دولت پر	اللہ تعالیٰ پر	طاقت پر	C
7	”اللہ پر بھروسہ کرو“ والی آیت کس سورت میں ہے؟	البقرہ	آل عمران	النصر	الفتح	B
8	کوشش کے بعد اللہ پر بھروسہ کہلاتا ہے:	غرور	توکل	تکبر	کمزوری	B
9	حضور ﷺ نے کبھی کس چیز کو نہیں کھویا؟	مدد	دولت	حوصلہ	پیر و کار	C
10	کن جنگوں میں حضور ﷺ کی ثابت قدمی نمایاں ہے؟	صرف بدر	صرف احد	کئی جنگیں	کوئی نہیں	C
11	فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ نے کیا مظاہرہ کیا؟	غرور	غصہ	عاجزی	خوف	C
12	حضور ﷺ کے اونٹ کا نام تھا:	براق	قصواء	سفینہ	مجد	B
13	فتح مکہ کے وقت حضور ﷺ کے ساتھ کون تھے؟	عمرو علی	ابو بکر و اسید	بلال و حمزہ	زید و خالد	B
14	فتح مکہ کے وقت کون سی سورتیں تلاوت ہو رہی تھیں؟	البقرہ و آل عمران	الفتح و النصر	الکہف و یسین	الفیل و قریش	B
15	حقیقی خود اعتمادی کس طرف لے جاتی ہے؟	تکبر	عاجزی	خوف	غرور	B
16	حضور ﷺ نے بھکاری کو کیا نصیحت فرمائی؟	ہمیشہ مانگنا	سفر کرنا	محنت کرنا	لوگوں سے مانگنا	C
17	خود انحصاری کس چیز کو فروغ دیتی ہے؟	انحصار	عزت نفس	سستی	خوف	B
18	مالی مشکلات کا سامنا کس طرح کرنا چاہیے؟	گھبراہٹ	مایوسی	کوشش اور اللہ پر بھروسہ	شکایت	C
19	اہل ایمان مشکلات کا سامنا کس سے کرتے ہیں؟	خوف	صبر و ہمت	غصہ	فرار	B
20	مسلسل جدوجہد کا نتیجہ ہوتا ہے:	ناکامی	تکبر	کامیابی	نقصان	C

B. مختصر سوالات

سوال 1: خود اعتمادی کیا ہے؟

جواب: خود اعتمادی سے مراد انسان کا اپنی ذات، اپنی صلاحیتوں، قابلیتوں اور قوت ارادی پر مضبوط یقین ہے۔ خود اعتمادی انسان کو فیصلہ کرنے، مشکلات کا سامنا کرنے اور حالات سے گھبرائے بغیر آگے بڑھنے کی ہمت دیتی ہے۔ جس شخص میں خود اعتمادی ہوتی ہے وہ ناکامیوں سے مایوس نہیں ہوتا بلکہ انہیں سیکھنے کا ذریعہ بناتا ہے۔ اسلام میں خود اعتمادی اس لیے بھی اہم ہے کہ یہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں پر یقین رکھنا سکھاتی ہے اور اسے باوقار اور باہمت بناتی ہے۔

سوال 2: اسلام کے مطابق خود انحصاری کی تعریف کریں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

جواب: اسلام کے مطابق خود انحصاری کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی محنت، کوشش اور صلاحیتوں کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرے اور بلا ضرورت دوسروں پر بوجھ نہ بنے۔ خود انحصاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر مکمل توکل بھی ضروری ہے۔ اسلام سستی، بھیک مانگنے اور غیر ضروری انحصار کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور محنت، عزت نفس اور خودداری کو فروغ دیتا ہے۔ خود انحصاری انسان کو باوقار زندگی گزارنے کا راستہ دکھاتی ہے۔

سوال 3: اسلام کن صفات کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور کیوں؟

جواب: اسلام خوف، بزدلی، سستی اور مایوسی جیسی صفات کی سختی سے حوصلہ شکنی کرتا ہے کیونکہ یہ صفات انسان کے کردار کو کمزور کر دیتی ہیں اور اسے عملی زندگی میں ناکام بنا دیتی ہیں۔ بزدلی انسان کو حق بات کہنے سے روکتی ہے، سستی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے، اور مایوسی اللہ کی رحمت سے ناامیدی پیدا کرتی ہے۔ اس کے برعکس اسلام صبر، ہمت، عزم اور محنت کی تعلیم دیتا ہے تاکہ انسان مشکلات کا مقابلہ کر سکے۔

سوال 4: سورۃ آل عمران (159) کی آیت ہمیں کیا سبق دیتی ہے؟

جواب: سورۃ آل عمران کی آیت ”پس جب تم کسی کام کا فیصلہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو“ ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ اسلام صرف دعایا توکل پر اکتفا کرنے کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ پہلے سوچ بچار، منصوبہ بندی اور عملی کوشش پر زور دیتا ہے۔ جب انسان اپنی پوری کوشش کر لیتا ہے تو پھر نتیجہ اللہ کے سپرد کر دینا چاہیے۔ یہ آیت عمل اور ایمان کے حسین امتزاج کو واضح کرتی ہے۔

سوال 5: حضور ﷺ نے بھکاری کو خود انحصاری کا سبق کیسے دیا؟

جواب: حضور اکرم ﷺ نے ایک بھکاری کو بلا کر اسے بھیک مانگنے کے بجائے محنت کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ ﷺ نے اس کے پاس موجود سامان فروخت کروایا اور اسے محنت سے روزی کمانے کا موقع فراہم کیا۔ اس واقعے سے یہ سبق ملتا ہے کہ اسلام انسان کو محنت، عزت نفس اور خودداری کی راہ دکھاتا ہے اور بلا ضرورت خیرات پر انحصار کرنے کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔

C. طویل سوالات

سوال 1: اسلام میں خود اعتمادی اور خود انحصاری کے تصور اور اہمیت کو تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: اسلام میں خود اعتمادی اور خود انحصاری کو بنیادی اخلاقی اور عملی صفات قرار دیا گیا ہے۔ خود اعتمادی کا مطلب ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیتوں پر یقین رکھے اور زندگی کے فیصلے حوصلے کے ساتھ کرے، جبکہ خود انحصاری اس یقین کو عملی شکل دیتی ہے، یعنی انسان اپنی محنت اور کوشش سے اپنی زندگی سنوارے۔ اسلام عزم، ہمت، صبر اور محنت کو کامیابی کی کنجیاں قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید انسان کو فیصلہ کرنے، عمل کرنے اور پھر اللہ پر توکل کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام بزدلی، سستی اور مایوسی کو اس لیے ناپسند کرتا ہے کہ یہ صفات فرد اور معاشرے دونوں کو کمزور بنا دیتی ہیں۔ جب انسان کوشش اور توکل کو یکجا کرتا ہے تو وہ نہ صرف دنیا میں کامیاب ہوتا ہے بلکہ ایک باوقار اور با اعتماد زندگی بھی گزارتا ہے۔ اس طرح خود اعتمادی اور خود انحصاری فرد کو مضبوط اور معاشرے کو مستحکم بناتی ہیں۔

سوال 2: حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی کو خود اعتمادی، خود انحصاری اور عاجزی کی عملی مثال کے طور پر بیان کریں۔

جواب: حضور نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی خود اعتمادی اور خود انحصاری کا عملی نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے بدر، احد، خندق اور حنین جیسے مشکل اور فیصلہ کن معرکوں میں غیر معمولی جرات، صبر اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ سخت حالات کے باوجود آپ ﷺ نے کبھی حوصلہ نہیں ہارا اور اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھا۔ اس کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی عاجزی بے مثال تھی۔ فتح مکہ جیسے عظیم موقع پر، جب آپ ﷺ کو مکمل فتح حاصل ہوئی، تو آپ ﷺ غرور کے بجائے انتہائی عاجزی کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے، سر جھکائے سورۃ الفتح اور سورۃ النصر کی تلاوت فرماتے رہے۔ یہ طرز عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ حقیقی خود اعتمادی تکبر پیدا نہیں کرتی بلکہ انسان کو مزید عاجز اور شکر گزار بناتی ہے۔

سوال 3: جدید دور کی زندگی میں خود اعتمادی اور خود انحصاری کس طرح انسان کی مدد کرتی ہیں؟

جواب: جدید دور میں انسان کو مالی مشکلات، بے روزگاری، ناکامی، معاشرتی دباؤ اور مقابلے جیسے کئی مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں خود اعتمادی انسان کو اپنی صلاحیتوں پر یقین رکھنے اور خوف کے بغیر آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتی ہے، جبکہ خود انحصاری اسے محنت اور جدوجہد کا راستہ اختیار کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اسلام سکھاتا ہے کہ مشکل حالات میں صبر، محنت اور اللہ پر بھروسہ ہی کامیابی کا راستہ ہے۔ جب انسان مسلسل جدوجہد کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیتا ہے تو وہ نہ صرف مشکلات پر قابو پالیتا ہے بلکہ عزت نفس، خودداری اور دیرپا کامیابی بھی حاصل کرتا ہے۔ اس طرح خود اعتمادی اور خود انحصاری جدید زندگی میں ایک مضبوط سہارا ثابت ہوتی ہیں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

سبق 40: ذہنی صحت اور جسمانی ورزش

ذہنی اور جسمانی صحت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہیں۔ اسلام ایک ایسے معاشرے کا تصور پیش کرتا ہے جس میں تمام افراد صحت مند، توانا اور جسمانی طور پر مضبوط ہوں۔ اسی لیے اسلام صرف عبادت پر زور نہیں دیتا بلکہ انسانی صحت، جسمانی طاقت اور ذہنی تندرستی کے بارے میں بھی واضح رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ایک صحت مند جسم انسان کو دینی فرائض، سماجی ذمہ داریوں اور روزمرہ کام بہتر انداز میں انجام دینے میں مدد دیتا ہے۔

قرآن مجید علم کے ساتھ ساتھ جسمانی قوت کی اہمیت کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیادت اور ذمہ داری انہی لوگوں کو عطا کی جاتی ہے جو حکمت کے ساتھ جسمانی صلاحیت بھی رکھتے ہوں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام متوازن شخصیت کو پسند کرتا ہے، جہاں ذہن اور جسم دونوں مل کر کام کریں۔

صحت مند جسم اور درست ذہن قیمتی نعمتیں ہیں، مگر اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ صحت اور فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں جنہیں لوگ اکثر ضائع کر دیتے ہیں۔ جب صحت ختم ہو جاتی ہے تو زندگی میں بہت سی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں، اسی لیے اسلام ورزش اور نظم و ضبط کے ذریعے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

اسلام جسمانی طاقت پر بھی زور دیتا ہے اور یہ اعلان کرتا ہے کہ مضبوط مومن، کمزور مومن کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ یہاں جسمانی طاقت سے مراد صرف پٹھوں کی قوت نہیں بلکہ برداشت، توانائی اور فعال رہنے کی صلاحیت بھی ہے۔ جسمانی طور پر فٹ مومن دین، خاندان اور معاشرے کی بہتر خدمت کر سکتا ہے۔

جسمانی ورزش صحت برقرار رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ ورزش کی ایک عام شکل کھیل ہیں۔ اسلام ان تمام کھیلوں اور جسمانی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو طاقت، برداشت اور تندرستی کو فروغ دیں۔ حضور ﷺ نے خود گھڑ سواری، تیر اندازی، نیزہ بازی، کشتی، دوڑ اور تیراکی جیسے کھیلوں کی ترغیب دی۔ یہ سرگرمیاں جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ ہمت، نظم و ضبط اور چوکنا پن بھی پیدا کرتی ہیں۔

جدید دور میں ہاکی، فٹبال، کرکٹ، والی بال اور دیگر کھیل نوجوانوں میں مقبول ہو چکے ہیں۔ یہ تمام کھیل جسمانی ورزش کی شکلیں ہیں اور جسمانی و ذہنی صحت دونوں کو بہتر بناتے ہیں۔ کھیل پٹھوں کو مضبوط کرتے ہیں، خون کی گردش بہتر بناتے ہیں، جسم میں آکسیجن کی فراہمی بڑھاتے ہیں اور دماغی صلاحیت میں اضافہ کرتے ہیں۔ کھیلوں سے وابستہ شخص ذہنی طور پر چوکنا، یکسو اور جذباتی طور پر متوازن رہتا ہے۔

صحت مند معاشرے کی بنیاد: جسمانی ورزش

جسمانی ورزش صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ باقاعدہ ورزش جسم کو مضبوط کرتی ہے، پٹھوں کی نشوونما کرتی ہے، خون کی گردش بہتر بناتی ہے اور جسم میں آکسیجن کی سطح میں اضافہ کرتی ہے۔ یہ قوت مدافعت بڑھاتی ہے اور بیماریوں کے خطرات کم کرتی ہے۔ صحت مند افراد پر مشتمل معاشرہ زیادہ فعال، با نظم اور ترقی یافتہ ہوتا ہے۔

کھیل ذہنی صحت میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کھیل کے دوران انسان کو ہر وقت چوکنا رہنا، فوری فیصلے کرنا اور ٹیم کے ساتھ مل کر کام کرنا پڑتا ہے۔ یہ مسلسل ذہنی مشق دماغ کو مضبوط بناتی ہے۔ چونکہ صحت مند جسم صحت مند ذہن کی ضمانت ہے، اس لیے ورزش ذہنی سکون اور جذباتی استحکام میں اضافہ کرتی ہے۔

اسلام ان تمام جسمانی سرگرمیوں کی مکمل حمایت کرتا ہے جو انسانی صحت کے لیے مفید ہوں اور اسلامی اقدار سے متصادم نہ ہوں۔ صحابہ کرام دوڑ، نیزہ بازی اور گھڑ سواری کی مشق کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کی طرف سے دی گئی یہ ترغیب اسلام میں جسمانی صحت کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔

جسمانی ورزش اخلاقی کردار کو بھی نکھارتی ہے۔ نظم و ضبط، صبر، پابندی وقت، ٹیم ورک اور ضبط نفس جیسی صفات باقاعدہ ورزش سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسلام کھانے پینے میں اعتدال، پیٹھ کرکھانے پینے اور حد سے بچنے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ عادات ورزش کے ساتھ مل کر جسمانی، ذہنی اور اخلاقی صحت کو بہتر بناتی ہیں۔

تاہم اسلام حدود بھی مقرر کرتا ہے۔ ایسے کھیل ممنوع ہیں جو وقت کا ضیاع ہوں، تعلیم کو نقصان پہنچائیں، جو، افاشی، ظلم یا غیر اسلامی طریقوں کو فروغ دیں۔ جانوروں پر ظلم پر مبنی کھیل اسلام میں منع ہیں۔ اسلام توازن سکھاتا ہے تاکہ جسمانی سرگرمیاں فائدہ مند اور مقصد کے مطابق رہیں۔

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ورزش اور کھیلوں کو روزمرہ زندگی کا حصہ بنانا چاہیے۔ جسمانی سرگرمیاں معمولات زندگی میں مثبت تبدیلی لاتی ہیں اور نظم و ضبط، صبر، ٹیم ورک اور ذمہ داری کا احساس پیدا کرتی ہیں۔ جسمانی اور ذہنی صحت برقرار رکھ کر انسان اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک متوازن، کامیاب اور با مقصد زندگی گزار سکتا ہے۔

A. کثیر الانتخاب سوالات (MCQs)

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
1	اسلام جسمانی صحت پر کس کے ساتھ زور دیتا ہے؟	دولت	عبادت	علم	طاقت	C
2	صحت مند معاشرہ کن افراد پر مشتمل ہوتا ہے؟	سست	دولت مند	صحت مند اور توانا	مشہور	C
3	سبق میں قرآنی آیت کس قوت کو نمایاں کرتی ہے؟	دولت	جسمانی طاقت اور علم	طاقت	نسب	B

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

4	لوگ اکثر کون سی دو نعمتیں ضائع کرتے ہیں؟	پیسہ اور وقت	صحت اور فراغت	طاقت اور دولت	جوانی اور شہرت	B
5	مضبوط مومن کو قرار دیا گیا ہے:	کمزور کے برابر	زیادہ بہتر اور محبوب	کم اہم	غیر ضروری	B
6	اسلام ورزش کی ترغیب کیوں دیتا ہے؟	شہرت کے لیے	صحت برقرار رکھنے کے لیے	تعمیر جیتنے کے لیے	وقت گزارنے کے لیے	B
7	حضور ﷺ نے کس سرگرمی کی حوصلہ افزائی فرمائی؟	جوا	تیر اندازی	جانوروں کی لڑائی	پیسے کے لیے بانگ	B
8	کھیل کس کو بہتر بناتے ہیں؟	صرف جسم	صرف ذہن	جسم اور ذہن دونوں	کسی کو نہیں	C
9	جدید کھیل فائدہ مند ہیں کیونکہ وہ:	وقت ضائع کرتے ہیں	صحت بہتر بناتے ہیں	سستی بڑھاتے ہیں	تناؤ بڑھاتے ہیں	B
10	ورزش خون کی کس چیز کو بہتر بناتی ہے؟	صرف دباؤ	گردش	شوگر	کمی	B
11	ورزش کس کو مضبوط کرتی ہے؟	قوت مدافعت	سستی	کمزوری	بیماری	A
12	صحت مند جسم کس کو سہارا دیتا ہے؟	معاشرہ	معیشت	ذہن	خاندان	C
13	صحابہ کرامؓ کون سی مشق کرتے تھے؟	جوا	نیزہ بازی	جانوروں کی لڑائی	شطرنج	B
14	کھیل کس کو متاثر نہیں کرنے چاہئیں؟	تفریح	تعلیم	طاقت	فننس	B
15	جوا پر مبنی کھیل ہوتے ہیں:	حوصلہ افزا	جائز	ناپسندیدہ	ممنوع	D
16	جسمانی ورزش کس کو بھی بہتر بناتی ہے؟	اخلاقی کردار	غرور	غصہ	لاچ	A
17	اسلام کس میں اعتدال سکھاتا ہے؟	صرف نیند	کھانے پینے میں	صرف کھیل	صرف کام	B
18	ورزش کن صفات کو فروغ دیتی ہے؟	نظم و ضبط اور صبر	خوف	سستی	غرور	A
19	جانوروں پر ظلم والے کھیل ہیں:	جائز	سفاکش کردہ	ناپسندیدہ	حرام	D
20	باقاعدہ ورزش کا نتیجہ ہوتا ہے:	منفی معمول	زندگی میں توازن	ناکامی	تناؤ	B

B. مختصر سوالات

سوال 1: اسلام جسمانی صحت پر کیوں زور دیتا ہے؟

جواب: اسلام جسمانی صحت پر اس لیے زور دیتا ہے کیونکہ صحت مند جسم انسان کو دینی، سماجی اور ذاتی ذمہ داریاں بہتر انداز میں ادا کرنے کے قابل بناتا ہے۔ عبادات جیسے نماز، روزہ، حج اور جہاد کے لیے جسمانی طاقت ضروری ہے۔ صحت مند انسان معاشرے میں فعال کردار ادا کرتا ہے اور ذہنی طور پر بھی متوازن رہتا ہے۔ کمزور جسم انسان کو سستی، بیماری اور مایوسی کی طرف لے جاتا ہے، اس لیے اسلام صحت کو ایک نعمت قرار دے کر اس کی حفاظت کی تلقین کرتا ہے۔

سوال 2: وہ دو نعمتیں کون سی ہیں جو لوگ اکثر ضائع کر دیتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: حدیث نبوی ﷺ کے مطابق صحت اور فراغت وہ دو عظیم نعمتیں ہیں جنہیں لوگ عموماً ضائع کر دیتے ہیں۔ انسان صحت کی قدر بیماری میں کرتا ہے اور وقت کی قدر تب کرتا ہے جب وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اسلام ان نعمتوں کے درست استعمال کی تعلیم دیتا ہے تاکہ انسان اپنی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو بہتر کاموں میں استعمال کر سکے۔

سوال 3: حضور ﷺ نے کن کھیلوں اور جسمانی سرگرمیوں کی ترغیب دی اور کیوں؟

جواب: حضور نبی کریم ﷺ نے تیر اندازی، گھڑ سواری، نیزہ بازی، کشتی، دوڑ اور تیراکی جیسے کھیلوں کی ترغیب دی۔ ان کھیلوں کا مقصد صرف تفریح نہیں بلکہ جسمانی طاقت، برداشت، ہمت، نظم و ضبط اور چونکاپن پیدا کرنا تھا۔ یہ سرگرمیاں انسان کو صحت مند بنانے کے ساتھ ساتھ عملی زندگی کے لیے تیار بھی کرتی ہیں۔

سوال 4: جسمانی ورزش ذہنی صحت کو کس طرح بہتر بناتی ہے؟

جواب: جسمانی ورزش خون کی گردش بہتر بناتی ہے جس سے دماغ تک آکسیجن کی فراہمی بڑھتی ہے۔ اس سے ذہنی چستی، یکسوئی اور یادداشت بہتر ہوتی ہے۔ ورزش ذہنی دباؤ، بے چینی اور تھکن کو کم کرتی ہے اور انسان کو جذباتی توازن عطا کرتی ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ صحت مند جسم صحت مند ذہن کی بنیاد ہے۔

سوال 5: اسلام نے کھیلوں کے بارے میں کیا حدود مقرر کی ہیں؟

جواب: اسلام کھیلوں کو مکمل طور پر منع نہیں کرتا بلکہ ان کے لیے واضح حدود مقرر کرتا ہے۔ ایسے کھیل ممنوع ہیں جو وقت کا ضیاع ہوں، تعلیم کو نقصان پہنچائیں، جوا، فحاشی، ظلم یا غیر اسلامی اقدار کو فروغ دیں۔ جانوروں پر ظلم پر مبنی کھیل بھی حرام ہیں۔ اسلام توازن سکھاتا ہے تاکہ کھیل فائدہ مند رہیں اور انسان کی اخلاقی و دینی زندگی متاثر نہ ہو۔

C. طویل سوالات

سوال 1: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جسمانی ورزش اور ذہنی صحت کی اہمیت تفصیل سے بیان کریں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

جواب: اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کی جسمانی، ذہنی، روحانی اور اخلاقی تمام پہلوؤں پر رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق جسمانی ورزش اور ذہنی صحت متوازن اور کامیاب زندگی کے لیے نہایت ضروری ہیں۔ قرآن مجید علم کے ساتھ جسمانی قوت کو بھی اہمیت دیتا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ عملی زندگی کو بھی اہمیت دیتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے صحت اور فراغت کو عظیم نعمتیں قرار دیا اور جسمانی طاقت کو مومن کی خوبی بتایا۔ جسمانی ورزش قوت مدافعت بڑھاتی ہے، بیماریوں سے بچاتی ہے اور انسان کو فعال رکھتی ہے۔ اسی طرح ذہنی صحت انسان کو درست فیصلے کرنے، صبر اختیار کرنے اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کے قابل بناتی ہے۔

یوں اسلام میں جسمانی ورزش اور ذہنی صحت نہ صرف ذاتی بہتری بلکہ اجتماعی فلاح کا ذریعہ بھی ہیں۔

سوال 2: جسمانی ورزش کو صحت مند معاشرے کی بنیاد کیوں قرار دیا گیا ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: جسمانی ورزش کو صحت مند معاشرے کی بنیاد اس لیے کہا جاتا ہے کہ ایک مضبوط معاشرہ مضبوط افراد سے ہی تشکیل پاتا ہے۔ باقاعدہ ورزش جسمانی طاقت، برداشت، خون کی بہتر گردش اور قوت مدافعت پیدا کرتی ہے۔ صحت مند افراد زیادہ محنتی، منظم اور ذمہ دار ہوتے ہیں، جس سے معاشرے میں ترقی اور استحکام آتا ہے۔

کھیلوں کے ذریعے ٹیم ورک، نظم و ضبط، قیادت اور تعاون جیسی سماجی اقدار فروغ پاتی ہیں۔ کھیل انسان کو اجتماعی سوچ سکھاتے ہیں اور معاشرتی ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں۔ اسلام اسی لیے ورزش اور کھیلوں کی ترغیب دیتا ہے تاکہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل پائے جو جسمانی، ذہنی اور اخلاقی طور پر مضبوط ہو۔

سوال 3: اسلام کے مطابق جسمانی ورزش کے اخلاقی اور سماجی فوائد تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: اسلام کے مطابق جسمانی ورزش کے فوائد صرف جسم تک محدود نہیں بلکہ اخلاقی اور سماجی زندگی پر بھی گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ باقاعدہ ورزش سے نظم و ضبط، صبر، پابندی وقت، ضبط نفس اور برداشت جیسی اعلیٰ اخلاقی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ کھیل انسان کو قانون کی پابندی، دوسروں کا احترام اور ٹیم کے ساتھ کام کرنے کا شعور دیتے ہیں۔

اسلام اعتدال کی تعلیم دیتا ہے، یعنی نہ افراط نہ تفریط۔ ورزش کے ساتھ اگر کھانے پینے، سونے جاگنے اور روزمرہ معمولات میں بھی توازن رکھا جائے تو انسان اخلاقی طور پر نکھر جاتا ہے۔ ایسے افراد معاشرے میں مثبت کردار ادا کرتے ہیں اور امن، تعاون اور بھائی چارے کو فروغ دیتے ہیں۔ اس طرح جسمانی ورزش فرد اور معاشرے دونوں کی اصلاح کا ذریعہ بنتی ہے۔

سبق 41: اسلام میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت

لفظ **مستقبل** سے مراد وہ وقت ہے جو آگے آنے والا ہے۔ مستقبل کی منصوبہ بندی کا مطلب یہ ہے کہ آنے والے دنوں کے لیے دانش مندی سے تیاری کی جائے، موجود وسائل کو سمجھ داری سے استعمال کیا جائے اور اپنی صلاحیتوں اور حالات کے مطابق مزید ذرائع حاصل کرنے کی کوشش کی جائے، تاکہ آئندہ مشکلات سے بچا جاسکے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات صرف آخرت کی تیاری تک محدود نہیں بلکہ دنیاوی زندگی کے لیے بھی ذمہ دارانہ منصوبہ بندی کی رہنمائی کرتی ہیں۔ اسلام دور اندیشی، نظم و ضبط اور وسائل کے درست استعمال کی حوصلہ افزائی کرتا ہے تاکہ افراد اور معاشرے مستقبل کی پریشانیوں اور بحرانونوں سے محفوظ رہ سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو عطا کی گئی نعمتوں اور وسائل کے ضیاع سے منع فرمایا ہے۔ آج محنت کر کے مستقبل کو محفوظ بنانا اور مشکلات سے بچاؤ کے انتظامات کرنا توکل کے خلاف نہیں۔ بلکہ اسلام یہ سکھاتا ہے کہ کوشش اور توکل ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ قرآن مجید میں مسلمانوں کو چیلنجز اور خطرات کے مقابلے کے لیے تیاری کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”اور ان کے مقابلے کے لیے جو قوت تم سے ہو سکے تیار رکھو۔“

(سورۃ الانفال: 60)

قرآن مجید میں بیان کردہ حضرت یوسف کا واقعہ مستقبل کی منصوبہ بندی کی شاندار مثال ہے۔ آپ نے اپنی حکمت اور دور اندیشی سے مصر کو آنے والے قحط سے بچانے کے لیے ایک جامع منصوبہ بنایا۔ اس منصوبہ بندی کے نتیجے میں نہ صرف مصر قحط کے سالوں میں خوراک کے لحاظ سے خود کفیل رہا بلکہ آس پاس کے علاقوں کو بھی غلہ فراہم کیا۔ مستقبل کی منصوبہ بندی اور حکمت عملی حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کا بھی اہم حصہ ہے۔ آپ ﷺ نے نعمتوں کے ضیاع سے روکا اور ایسے اعمال کی ترغیب دی جن کا فائدہ آئندہ نسلوں تک پہنچے، جیسے درخت لگانا تاکہ آنے والے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

حضور ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں اسلامی مشن کو مضبوط بنانے اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے سوچ سمجھ کر فیصلے فرمائے۔ غزوہ خندق سے قبل جب آپ ﷺ کو دشمن کے حملے کی خبر ملی تو مدینہ کے دفاع کے لیے حکمت عملی اختیار کی گئی۔ حضرت سلمان فارسی کے مشورے پر خندق کھودی گئی، جس کی بدولت مکہ کے مشرکین کا حملہ ناکام ہو گیا۔

اسی طرح صلح حدیبیہ بھی حضور ﷺ کی مستقبل بینی کی ایک عظیم مثال ہے۔ اگرچہ اس معاہدے کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف معلوم ہوتی تھیں، مگر حضور ﷺ نے طویل المدتی فائدے کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے قبول فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس فیصلے میں برکت عطا فرمائی اور یہی معاہدہ بعد میں فتح مکہ کا ذریعہ بنا، جس سے مشرکین کی طاقت مکمل طور پر ٹوٹ گئی۔

ہر مسلمان کو چاہیے کہ اللہ اور رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق مستقبل کی منصوبہ بندی کرے۔ اسلام سستی اور فضول خرچی کو ناپسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”بے شک اللہ فضول خرچوں کو پسند نہیں کرتا۔“

(سورۃ الانعام: 141)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اپنی عقل، صلاحیتوں اور وسائل کو اپنے اور دوسروں کے فائدے کے لیے دانش مندی سے استعمال کرتے ہیں۔ مستقبل کی منصوبہ بندی کرتے وقت شریعت کی حدود کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ایسا کوئی منصوبہ قابل قبول نہیں جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہو۔ سودی لین دین، رشوت، دھوکا دہی، بے ایمانی، استحصال اور حد سے زیادہ مادہ پرستی سے اجتناب لازم ہے۔ منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ توکل بھی ضروری ہے، یعنی تمام تدابیر اختیار کرنے کے بعد مکمل بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھا جائے۔

دانش مندانہ منصوبہ بندی کے نتیجے میں افراد اور معاشروں کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں، مثلاً:

- وسائل کے ضیاع سے بچاؤ
- دوسروں پر غیر ضروری انحصار میں کمی
- استحکام، خوشحالی اور فلاح کا حصول
- وسائل میں اضافہ اور اجتماعی ترقی
- منظم کوششوں سے بہتر نتائج
- معاشرتی انتشار سے تحفظ
- ذاتی اور اجتماعی زندگی میں توازن

موجودہ دور حکمت، منصوبہ بندی اور دور اندیشی کا دور ہے۔ اقوام اور افراد برسوں پہلے مستقبل کے لیے تیاری کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو بھی ذاتی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر یہ سوچ اپنانی چاہیے۔ درست منصوبہ بندی ہی ترقی اور خوشحال معاشرے کی بنیاد بن سکتی ہے۔

A. کثیر الانتخابی سوالات (MCQs)

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
1	لفظ مستقبل سے مراد ہے:	گزر ہوا وقت	حال	آنے والا وقت	فوری فائدہ	C
2	مستقبل کی منصوبہ بندی کا مطلب ہے:	اندازے لگانا	دانش مندانہ تیاری	دوسروں پر انحصار	کوشش سے گریز	B
3	اسلام کس کی تیاری کی تعلیم دیتا ہے؟	صرف دنیا	صرف آخرت	دنیا اور آخرت دونوں	کسی کی نہیں	C
4	وسائل کا درست استعمال کس کا حصہ ہے؟	سستی	فضول خرچی	منصوبہ بندی	اسراف	C
5	مستقبل کی منصوبہ بندی کس کے خلاف نہیں؟	عبادت	توکل	صبر	صدقہ	B
6	توکل کا صحیح مفہوم ہے:	بغیر کوشش	اندھا بھروسہ	کوشش کے بعد اللہ پر بھروسہ	مستقبل کا خوف	C
7	”جو قوت تم سے ہو سکے تیار رکھو“ کس چیز پر زور دیتا ہے؟	سستی	تیاری	تنہائی	صرف امن	B
8	حضرت یوسفؑ نے مصر کو کس سے بچایا؟	جنگ	سیلاب	قحط	زلزلہ	C
9	حضرت یوسفؑ کی منصوبہ بندی سے مصر بنا:	کمزور	محتاج	خود کفیل	تنہا	C
10	منصوبہ بندی اور حکمت عملی کس کا حصہ ہے؟	ثقافت	سنت	معیشت	سیاست	B
11	غزوہ خندق میں خندق کھودنے کا مشورہ کس نے دیا؟	حضرت علیؑ	حضرت عمرؓ	حضرت سلمان فارسیؓ	حضرت ابو بکرؓ	C

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

12	خندق کی حکمت عملی کا مقصد تھا:	مکہ کا دفاع	طائف کا دفاع	مدینہ کا دفاع	خیبر کا دفاع	C
13	صلح حدیبیہ کا نتیجہ بنا:	ہجرت	جنگ	فتح مکہ	شکست	C
14	صلح حدیبیہ قبول کرنے کی وجہ تھی:	کمزوری	خوف	دور اندیشی	دباؤ	C
15	اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو پسند نہیں کرتا؟	غریب	صابر	فضول خرچ	احتیاط کرنے والے	C
16	اسلامی منصوبہ بندی میں کس سے پچنا ضروری ہے؟	نظم	حکمت	سود	توازن	C
17	دھوکا دہی اور استحصال ہیں:	جائز	پسندیدہ	غیر جانبدار	حرام	D
18	درست منصوبہ بندی کا نتیجہ ہوتا ہے:	انتشار	ضیاع	استحکام	انحصار	C
19	جو معاشرے منصوبہ بندی کرتے ہیں وہ حاصل کرتے ہیں:	زوال	بد نظمی	ترقی	تہائی	C
20	آج کی دنیا منصوبہ بندی پر زور دیتی ہے کیونکہ:	خوف	حکمت و حکمت عملی	سستی	روایت	B

مختصر سوالات

سوال 1: مستقبل کی منصوبہ بندی کی تعریف کریں۔

جواب: مستقبل کی منصوبہ بندی سے مراد آنے والے وقت کے لیے شعوری، منظم اور دانشمندانہ تیاری ہے، جس میں انسان اپنے موجود مسائل کو درست انداز میں استعمال کرتا ہے اور اپنی صلاحیت، حالات اور ضروریات کے مطابق آئندہ کے لیے انتظام کرتا ہے۔ اس کا مقصد مستقبل کے ممکنہ مسائل، بحرانوں اور نقصانات سے بچنا اور زندگی میں استحکام پیدا کرنا ہے۔ اسلام میں منصوبہ بندی ذمہ داری اور عقل مندی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

سوال 2: اسلام دنیاوی زندگی کی منصوبہ بندی کو کس نظر سے دیکھتا ہے؟

جواب: اسلام دنیاوی زندگی کی منصوبہ بندی کو نہ صرف جائز بلکہ ضروری سمجھتا ہے۔ قرآن و سنت مسلمانوں کو سکھاتے ہیں کہ وہ اپنی معاشی، سماجی اور دفاعی زندگی کو منظم انداز میں گزاریں۔ اسلام آخرت کی تیاری کے ساتھ دنیاوی زندگی میں نظم، احتیاط اور دور اندیشی کو بھی لازم قرار دیتا ہے تاکہ انسان خود بھی مشکلات سے بچے اور معاشرہ بھی محفوظ رہے۔

سوال 3: مستقبل کی منصوبہ بندی توکل کے خلاف کیوں نہیں؟

جواب: مستقبل کی منصوبہ بندی توکل کے خلاف اس لیے نہیں کیونکہ اسلام سستی یا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیخفیہ کی تعلیم نہیں دیتا۔ توکل کا اصل مفہوم یہ ہے کہ انسان پہلے اپنی پوری کوشش کرے، تمام ممکنہ تدابیر اختیار کرے اور پھر نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔ اس طرح منصوبہ بندی اور توکل ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل ہیں۔

سوال 4: حضرت یوسفؑ کی زندگی سے ہمیں منصوبہ بندی کا کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: حضرت یوسفؑ کی زندگی یہ سبق دیتی ہے کہ دور اندیشی، حکمت اور بروقت منصوبہ بندی بڑی سے بڑی آفت کو بھی موقع میں بدل سکتی ہے۔ آپؑ نے قحط سے پہلے اناج ذخیرہ کرنے کا نظام قائم کیا جس سے نہ صرف ایک ملک محفوظ رہا بلکہ معاشی استحکام بھی حاصل ہوا۔ یہ اسلام میں عملی منصوبہ بندی کی بہترین مثال ہے۔

سوال 5: مستقبل کی منصوبہ بندی کے کوئی دو فوائد بیان کریں۔

جواب: مستقبل کی منصوبہ بندی وسائل کے ضیاع کو روکتی ہے اور انسان کو دوسروں پر غیر ضروری انحصار سے بچاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں خود کفالت، معاشی استحکام اور ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے۔

C. طویل سوالات

سوال 1: قرآن و سنت کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: اسلام میں مستقبل کی منصوبہ بندی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ اسلام انسان کو ایک ذمہ دار، باخبر اور باشعور زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن مجید مسلمانوں کو نعمتوں کے ضیاع سے روکتا ہے اور دشمنوں کے مقابلے کے لیے تیاری کا حکم دیتا ہے، جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اسلام عملی زندگی میں منصوبہ بندی کو ضروری سمجھتا ہے۔ سنت نبوی ﷺ میں بھی دور اندیشی نمایاں ہے۔ حضور ﷺ نے نعمتوں کے صحیح استعمال، دفاعی تیاری اور اجتماعی مفاد کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ منصوبہ بندی اسلام میں توکل کے خلاف نہیں بلکہ اس کی عملی صورت ہے، کیونکہ اسلام کوشش اور اعتماد دونوں کو لازم قرار دیتا ہے۔ یوں مستقبل کی منصوبہ بندی فرد کو استحکام اور معاشرے کو تحفظ فراہم کرتی ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

سوال 2: حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی سے مستقبل کی منصوبہ بندی کی مثالیں تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: حضور نبی کریم ﷺ کی پوری سیرت مستقبل بینی اور حکمت عملی سے بھرپور ہے۔ غزوہ خندق میں دشمن کے ممکنہ حملے سے قبل دفاعی خندق کھدوانا ایک غیر معمولی منصوبہ تھا، جس نے مدینہ کو بڑے نقصان سے بچالیا۔ یہ فیصلہ محض فوری نہیں بلکہ طویل المدتی تحفظ کے لیے تھا۔ اسی طرح صلح حدیبیہ بظاہر مسلمانوں کے خلاف نظر آتی تھی، مگر حضور ﷺ نے دور اندیشی سے اسے قبول فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس فیصلے میں برکت دی اور یہی معاہدہ بعد میں فتح مکہ کا ذریعہ بنا۔ یہ مثالیں ثابت کرتی ہیں کہ صبر، حکمت اور منصوبہ بندی ہمیشہ کامیابی کی بنیاد بنتی ہیں۔

سوال 3: مستقبل کی منصوبہ بندی کے اسلامی اصول، حدود اور اس کے معاشرتی اثرات بیان کریں۔

جواب: اسلام میں مستقبل کی منصوبہ بندی شریعت کی حدود کے اندر ہونی چاہیے۔ کوئی بھی منصوبہ ایسا نہیں ہونا چاہیے جو سود، رشوت، دھوکا دہی، بے ایمانی، استحصال یا مادہ پرستی پر مبنی ہو۔ اسلام پاکیزہ ذرائع اور حلال طریقوں سے ترقی کی اجازت دیتا ہے۔ درست منصوبہ بندی کے نتیجے میں معاشرے میں نظم، استحکام، خود کفالت اور خوشحالی پیدا ہوتی ہے۔ وسائل محفوظ رہتے ہیں، انتشار ختم ہوتا ہے اور اجتماعی ترقی ممکن ہوتی ہے۔ اس طرح مستقبل کی منصوبہ بندی اسلامی معاشرے کو مضبوط، متوازن اور پائیدار بناتی ہے۔

سبق 42: اسلامی تہذیب کے امتیازات

لفظ تہذیب (Civilization) تہذیب کے معنی شائستگی، صفائی، نظم و ضبط اور مثبت تبدیلی کے ہیں۔ ایک مہذب انسان وہ ہوتا ہے جو تعلیم یافتہ ہو، اچھے اخلاق کا حامل ہو اور سماجی ذمہ داریوں کو سمجھے۔ کسی قوم کی تہذیب اس کے عقائد، طرز زندگی، رویے، اقدار اور زندگی کے بارے میں مجموعی سوچ کی عکاس ہوتی ہے۔ اسلامی تہذیب سے مراد وہ مکمل، متوازن اور جامع طرز زندگی ہے جو اسلام نے انسان کو عطا کیا ہے۔ اس کی بنیاد قرآن مجید اور حضور نبی کریم ﷺ کی سنت پر قائم ہے۔ حضور ﷺ کی زندگی خود اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اسلامی تہذیب کی ایک منفرد شناخت اور جداگانہ کردار ہے۔ مسلمانوں کو دوسری تہذیبوں کی نقالی کی ضرورت نہیں کیونکہ اسلام زندگی کے ہر پہلو کے لیے مکمل نظام فراہم کرتا ہے۔

تاریخ کے مختلف ادوار میں کئی قوموں نے اپنی اپنی تہذیبیں قائم کیں، مگر ان سب میں اسلامی تہذیب کو ایک خاص اور ممتاز مقام حاصل ہے۔ یہ ایک عظیم اور باوقار تہذیب ہے جس نے نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری انسانیت کو روشنی، رہنمائی اور شعور عطا کیا۔

اسلامی تہذیب میں کئی ایسی نمایاں خصوصیات پائی جاتی ہیں جو اسے دیگر تہذیبوں سے ممتاز بناتی ہیں۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد توحید یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان ہے۔ ایک اللہ پر ایمان انسان کے عقائد، اعمال، اخلاق اور سماجی رویوں کی تشکیل کرتا ہے۔ توحید کے بغیر اسلامی تہذیب اپنی شناخت برقرار نہیں رکھ سکتی۔

اسلامی تہذیب کی ایک اور اہم خصوصیت حضور نبی کریم ﷺ سے گہرا تعلق ہے۔ امت مسلمہ کی شناخت اطاعت، محبت اور حضور ﷺ کی سنت پر عمل سے وابستہ ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی مسلمانوں کے لیے عملی نمونہ ہے۔

آخرت پر ایمان اور جو اب دہی کا تصور بھی اسلامی تہذیب کا بنیادی عنصر ہے۔ مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہر عمل کا حساب اللہ تعالیٰ کے حضور دینا ہوگا۔ یہ احساس انسان کو ذمہ دار، متوازن اور بااخلاق بناتا ہے۔

مساوات اسلامی تہذیب کا ایک بنیادی اصول ہے۔ اسلام نسل، رنگ، دولت یا حیثیت کی بنیاد پر کسی امتیاز کو قبول نہیں کرتا۔ حضور ﷺ کے دور میں عدل و انصاف کا ایسا نظام قائم ہوا جو انسانی تاریخ کے روشن ترین ادوار میں شمار ہوتا ہے۔

اسلامی تہذیب آفاقی ہے، یعنی اس کی تعلیمات کسی خاص قوم یا نسل تک محدود نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہیں۔ قرآن مجید تمام انسانوں کو عزت، وقار اور بنیادی حقوق میں برابر قرار دیتا ہے۔

اسلامی تہذیب میں اخلاقی اقدار کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ سچائی، انصاف، رحم دلی اور ذمہ داری زندگی کے ہر شعبے میں نمایاں ہیں، چاہے وہ تعلیم ہو، قانون، معیشت، خاندانی نظام، جنگ یا سماجی معاملات۔ اخلاقی معیار کے لحاظ سے اسلامی تہذیب قدیم اور جدید دونوں تہذیبوں سے برتر نظر آتی ہے۔

رواداری اور پُر امن بنائے باہمی اسلامی تہذیب کا مرکزی وصف ہے۔ اسلام لوگوں کو اپنے عقائد پر عمل کی آزادی دیتا ہے اور اتحاد، بھائی چارے اور باہمی احترام کو فروغ دیتا ہے۔ نفرت، حسد اور دشمنی کے بجائے امن اور ہم آہنگی کو فروغ دیا جاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو پیغمبر امن بنا کر بھیجا گیا۔ آپ ﷺ کی کوششوں سے جزیرہ عرب میں امن قائم ہوا اور پوری انسانیت کو عدل، رحمت اور سکون پر مبنی نظام ملا۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

قرآن مجید کی پہلی وحی کا آغاز ”آمرأ“ (پڑھو) سے ہوا، جو علم و تعلیم کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد ایسے وقت میں علم پر رکھی گئی جب جہالت عام تھی۔ جہاں جہاں اسلام پھیلا، وہاں علم، حکمت اور فکری ترقی بھی پھیلی۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب مسلمانوں نے اسلامی اصولوں کو حکمرانی، تعلیم، قیادت اور اخلاق میں اپنایا تو اسلامی تہذیب نے عروج حاصل کیا اور مختلف مذاہب و اقوام کے لوگ اس سے متاثر ہوئے۔ لیکن جب علم اور اخلاق کو نظر انداز کیا گیا تو زوال آیا اور دوسری قومیں غالب ہو گئیں۔

A. کثیر الانتخابی سوالات (MCQs)

نمبر	سوال	A	B	C	D	جواب
1	لفظ تہذیب سے مراد ہے:	دولت	شاہنشکی	طاقت	زور	B
2	کسی قوم کی تہذیب کس کی عکاس ہوتی ہے؟	جغرافیہ	فوج	عقائد و طرز زندگی	موسم	C
3	اسلامی تہذیب کی بنیاد کس پر ہے؟	ثقافت	روایات	قرآن و سنت	تاریخ	C
4	اسلامی تہذیب فراہم کرتی ہے:	جزوی رہنمائی	صرف سماجی قوانین	مکمل نظام حیات	صرف سیاسی نظام	C
5	اسلامی تہذیب کا بنیادی عقیدہ کیا ہے؟	قومیت	توحید	مادہ پرستی	قبائلیت	B
6	امت مسلمہ کی شناخت کس سے جڑی ہے؟	علماء	حکمران	حضور ﷺ	علاقہ	C
7	آخرت پر ایمان کیا پیدا کرتا ہے؟	خوف	توازن	سستی	غرور	B
8	اسلام میں مساوات کس فرق کو رد کرتی ہے؟	علم	تقویٰ	نسل و دولت	کوشش	C
9	اسلامی تہذیب آفاقی ہے کیونکہ وہ ہے:	صرف عربوں کے لیے	صرف مسلمانوں کے لیے	پوری انسانیت کے لیے	ایک قوم کے لیے	C
10	اسلام میں اخلاقی اقدار لگا ہوتی ہیں:	صرف عبادات	صرف خاندان	زندگی کے ہر پہلو میں	صرف سیاست میں	C
11	اسلامی رواداری فروغ دیتی ہے:	تصادم	تنہائی	امن	برتری	C
12	اسلامی تہذیب کس کی آزادی دیتی ہے؟	جرم	عقیدہ	استحصا	تشدد	B
13	حضور ﷺ کو کس حیثیت سے بیان کیا گیا؟	پیغمبر جنگ	پیغمبر طاقت	پیغمبر امن	پیغمبر اقتدار	C
14	پہلی قرآنی وحی کس چیز پر زور دیتی ہے؟	عبادت	صدقہ	تعلیم	ہجرت	C
15	اقرآ کے معنی ہیں:	دعا کرو	سوچو	پڑھو	کہو	C
16	اسلامی تہذیب نے علم پھیلا یا جب:	خوشحالی تھی	جہالت عام تھی	جنگ تھی	تجارت تھی	B
17	مسلمان کب ترقی یافتہ رہے؟	طاقت سے	اصولوں پر عمل سے	دولت سے	جر سے	B
18	زوال کس وجہ سے آیا؟	تجارت	علم و اخلاق سے دوری	ثقافت	زمین	B
19	اسلامی تہذیب لوگوں کو کس وجہ سے متاثر کرتی ہے؟	فوج	عدل و حکمت	معیشت	علاقہ	B
20	اسلامی بھائی چارہ کس چیز کو ختم کرتا ہے؟	قانون	اتحاد	نفرت	ایمان	C

مختصر سوالات

سوال 1: تہذیب سے کیا مراد ہے؟

جواب: تہذیب سے مراد انسان کا باوقار، منظم اور شائستہ طرز زندگی ہے جس میں اخلاق، نظم و ضبط، سماجی ذمہ داری اور مثبت رویہ شامل ہو۔ کسی قوم کی تہذیب اس کے عقائد، اقدار اور اجتماعی رویوں کی نمائندگی کرتی ہے اور اس کی فکری و اخلاقی سطح کو ظاہر کرتی ہے۔

سوال 2: اسلامی تہذیب کی بنیاد کیا ہے؟

جواب: اسلامی تہذیب کی بنیاد قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ پر قائم ہے۔ یہی دوسرے چشمے اسلامی معاشرت، اخلاق، قانون اور طرز زندگی کی رہنمائی کرتے ہیں اور اسلامی تہذیب کو مکمل اور متوازن بناتے ہیں۔

سوال 3: آخرت پر ایمان انسانی کردار کو کیسے متاثر کرتا ہے؟

جواب: آخرت پر ایمان انسان میں جواب دہی کا احساس پیدا کرتا ہے، جس کے نتیجے میں وہ اپنے اعمال میں احتیاط، انصاف اور ذمہ داری اختیار کرتا ہے۔ یہ ایمان انسان کو ظلم، ناانصافی اور بد عنوانی سے روکتا ہے اور متوازن زندگی کی طرف لے جاتا ہے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

سوال 4: اسلامی تہذیب کو آفاقی کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: اسلامی تہذیب کو آفاقی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی تعلیمات نسل، قوم یا رنگ کی قید سے آزاد ہیں۔ اسلام تمام انسانوں کو عزت، وقار اور بنیادی حقوق میں برابر قرار دیتا ہے۔

سوال 5: اسلامی تہذیب میں تعلیم کا کیا کردار ہے؟

جواب: تعلیم اسلامی تہذیب کا بنیادی ستون ہے۔ پہلی وحی میں علم کا حکم دیا گیا، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام جہالت کے خاتمے اور فکری ترقی کو انتہائی اہمیت دیتا ہے۔
C. طویل سوالات

سوال 1: اسلامی تہذیب کی بنیادی خصوصیات تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: اسلامی تہذیب ایک ہمہ گیر، متوازن اور فطرت انسانی سے ہم آہنگ تہذیب ہے جو انسان کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی، سماجی اور روحانی تمام ضروریات کو یکجا کرتی ہے۔ یہ تہذیب کسی مخصوص خطے، قوم یا نسل تک محدود نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ پر قائم ہے، جو اسے ایک مستقل، مضبوط اور قابل عمل تہذیب بناتی ہے۔

اسلامی تہذیب کی پہلی اور سب سے بنیادی خصوصیت توحید ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان اسلامی تہذیب کی روح ہے۔ توحید انسان کو ہر قسم کی غلامی سے آزاد کر کے ایک اللہ کے سامنے جواب دہ بناتی ہے۔ یہی عقیدہ انسان کے کردار، اخلاق اور سماجی رویوں کو درست سمت دیتا ہے۔ جب انسان یہ یقین رکھتا ہے کہ اسے اپنے ہر عمل کا حساب دینا ہے تو وہ ظلم، نا انصافی اور بددیانتی سے بچتا ہے۔

اسلامی تہذیب کی دوسری اہم خصوصیت آخرت پر ایمان اور جواب دہی کا تصور ہے۔ یہ عقیدہ انسان میں احساس ذمہ داری پیدا کرتا ہے۔ فرد ہو یا حکمران، سب اس بات سے آگاہ ہوتے ہیں کہ دنیاوی طاقت عارضی ہے اور اصل حساب اللہ کے حضور ہو گا۔ یہی تصور اسلامی معاشرے کو اعتدال، توازن اور انصاف فراہم کرتا ہے۔

اخلاقی اقدار اسلامی تہذیب کا ایک اور نمایاں وصف ہیں۔ سچائی، امانت، انصاف، رحم دلی، احترام انسانیت اور ذمہ داری اسلامی تہذیب کے بنیادی ستون ہیں۔ یہ اقدار صرف عبادت تک محدود نہیں بلکہ معیشت، سیاست، عدل، خاندان، جنگ اور سماجی معاملات ہر جگہ نمایاں نظر آتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تہذیب اخلاقی لحاظ سے قدیم اور جدید دونوں تہذیبوں سے برتر نظر آتی ہے۔

اسلامی تہذیب کی ایک عظیم خصوصیت مساوات ہے۔ اسلام نسل، رنگ، زبان اور دولت کی بنیاد پر کسی امتیاز کو تسلیم نہیں کرتا۔ حضور ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع نے ہمیشہ کے لیے یہ اصول قائم کر دیا کہ سب انسان برابر ہیں۔ یہی مساوات اسلامی معاشرے کو ظلم، طبقاتی تقسیم اور استحصال سے بچاتی ہے۔

اسلامی تہذیب کی آفاقیت اسے عالمی تہذیب بناتی ہے۔ اس کا پیغام تمام انسانوں کے لیے ہے۔ اسلام نے انسانی وقار، جان، مال اور عزت کو مقدس قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں جہاں اسلامی تہذیب پہنچی، وہاں مختلف مذاہب اور قوموں کے لوگ اس سے متاثر ہوئے۔

علم و تعلیم اسلامی تہذیب کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ پہلی وحی ”قرآن“ نے اعلان کر دیا کہ ترقی کا راستہ علم سے ہو کر گزرتا ہے۔ اسلامی تہذیب نے جہالت کے اندھیروں میں علم کے چراغ جلانے، جامعات، کتب خانے اور تحقیقی مراکز قائم کیے اور دنیا کو علم کی روشنی عطا کی۔

ان تمام خصوصیات کی وجہ سے اسلامی تہذیب ایک زندہ، مضبوط اور انسان دوست تہذیب ہے جو آج بھی دنیا کی رہنمائی کی صلاحیت رکھتی ہے۔

سوال 2: اسلامی تہذیب میں اخلاقی اقدار اور رواداری کے کردار کی تفصیل سے وضاحت کریں۔

جواب: اسلامی تہذیب میں اخلاقی اقدار اور رواداری کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہ دونوں عناصر مل کر ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرتے ہیں جو امن، عدل اور باہمی احترام پر قائم ہوتا ہے۔ اسلامی تہذیب صرف قوانین اور عبادت کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک اخلاقی نظام ہے جو انسان کے ظاہر اور باطن دونوں کی اصلاح کرتا ہے۔

اسلامی اخلاقیات کی بنیاد سچائی، امانت، عدل اور رحم دلی پر ہے۔ قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ نے بار بار ان صفات پر زور دیا ہے۔ اسلامی تہذیب میں حکمران کو بھی جواب دہ بنایا گیا اور عام فرد کو بھی اخلاقی پابندیوں کا پابند کیا گیا۔ یہی اخلاقی نظام اسلامی معاشرے کو استحکام عطا کرتا ہے۔

اسلامی تہذیب میں اخلاق صرف ذاتی زندگی تک محدود نہیں بلکہ اجتماعی زندگی میں بھی نمایاں ہیں۔ تجارت میں دیانت، عدل میں انصاف، خاندان میں حسن سلوک، اور دشمنوں کے ساتھ بھی اخلاقی حدود کا خیال رکھنا اسلامی تہذیب کی مثالیں ہیں۔ حتیٰ کہ جنگ کے دوران بھی بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کے حقوق محفوظ رکھے گئے۔

رواداری اسلامی تہذیب کا ایک عظیم وصف ہے۔ اسلام نے غیر مسلموں کو مذہبی آزادی دی اور ان کے جان و مال کی حفاظت کو یقینی بنایا۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلامی ریاستوں میں مختلف مذاہب کے لوگ امن سے رہتے تھے۔ یہ رواداری نفرت، تعصب اور انتہاپسندی کے خاتمے کا ذریعہ بنی۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563

اسلامی رواداری کا مقصد محض برداشت نہیں بلکہ احترام ہے۔ اسلام انسان کو انسان ہونے کے ناطے عزت دیتا ہے۔ یہی سوچ معاشرے میں بھائی چارہ، اتحاد اور پُر امن بقائے باہمی کو فروغ دیتی ہے۔ اخلاقی اقدار اور رواداری مل کر اسلامی تہذیب کو ایک مثالی معاشرہ بناتے ہیں جہاں طاقت کے بجائے کردار کی حکمرانی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تہذیب نے دنیا کو تلوار سے نہیں بلکہ اخلاق سے فتح کیا۔

سوال 3: اسلامی تہذیب میں علم و تعلیم کی اہمیت پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔

جواب: اسلامی تہذیب میں علم و تعلیم کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ قرآن مجید کی پہلی وحی کا آغاز ”قرآ“ سے ہوا، جو اس بات کا واضح اعلان ہے کہ اسلام جہالت کے خلاف اور علم کے حق میں ہے۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد ہی علم پر رکھی گئی، جس نے اسے دیگر تہذیبوں سے ممتاز کر دیا۔

اسلام نے علم کو صرف دینی علوم تک محدود نہیں رکھا بلکہ دنیاوی علوم کو بھی فروغ دیا۔ فلکیات، طب، ریاضی، فلسفہ اور تاریخ جیسے شعبوں میں مسلمانوں نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ اسلامی تہذیب میں علم کو عبادت کا درجہ دیا گیا اور علماء کو بلند مقام عطا کیا گیا۔

تعلیم نے اسلامی معاشرے کو فکری وسعت عطا کی۔ مسلمان جہاں گئے، وہاں تعلیمی ادارے، کتب خانے اور علمی مراکز قائم کیے۔ بغداد، قرطبہ اور قاہرہ علم کے عالمی مراکز بنے۔ یہی علمی برتری اسلامی تہذیب کے عروج کا سبب بنی۔

اسلامی تہذیب میں علم کا مقصد محض معلومات حاصل کرنا نہیں بلکہ انسان کی اصلاح اور معاشرے کی بہتری ہے۔ علم کو اخلاق کے ساتھ جوڑا گیا، جس سے طاقت علم کے ساتھ ذمہ داری بھی پیدا ہوئی۔ تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ جب مسلمانوں نے علم اور تعلیم کو نظر انداز کیا تو زوال شروع ہو گیا۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اسلامی تہذیب کی بقا اور ترقی کا انحصار علم سے وابستگی پر ہے۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ علم اسلامی تہذیب کی روح، بنیاد اور مستقبل ہے، اور جب تک مسلمان علم کو اپناتے رہیں گے، وہ تہذیبی طور پر زندہ رہیں گے۔

Written by: **Naeem Haider, Director EnglishKeys Academy**

(M.Phil. English (gold medal), M.A English (Silver medal), MA TEFL, B.Ed. M.A. Urdu, M.A. Islamiat, EMI (UK), TEYL (USA))

For regular classes, individual coaching, notes and crash courses, contact EnglishKeys Academy at +92 311 1537563